

مصطفیٰ الفتویٰ فی ایضال الصغوی

شفا علیٰ مصطفیٰ

مجلد اول

مفت محمد رفیع رحمانی

مفت محمد رفیع رحمانی

الممتاز بیلی گیشنز لاہور

سجدهٗ العنوی فی إبطال الطغوی

شفاعتُ مُصطفیٰ

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مع سیمہ

تحریروں کے مالک علامہ محمد فضل حق خیر آبادی

برقہ ہدایت تقویۃ الایمان

امام حکمت، کلام علامہ محمد فضل حق خیر آبادی، سیدنا محمد

شرف ملت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

الممتاز بیلی کیشنز، لاہور

مستور و خشت

تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ	پ
شفاۃ - قطعی علی - باب علم	مر
حارر محمد فضل حق خیرآ، ولی رحمۃ تعالیٰ	سید
طائرہ مہدیہ اکبر شرف قادری	مر
بناب محمد عامر خیر حق صاحب	وفد فک
۱۸ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ تا ۱۹۲۵ء	ر قہد
۱۸ رمضان المبارک ۱۳۴۱ھ تا ۲۰۰۰ء	شاعت
مولانا شاد محمد ڈاکٹر نجفی	تاریخ
ایک ڈالر	قیمت
258	ملاحظات
	مطبع
محمد سعید احمد قادری	مبدا
	ت

(: کاپی)

مجلسه ۱۰۰۰ و ۱۰۰۱ به ریاست محترم

میں نے یہ سب دیکھا ہے۔

فہرست (اردو ترجمہ)

۱	گزشتہ
۲۶	استغفار
۷۱	جواب
۷۲	مقام اول
۷۳	شفا عمت کے انعام
۷۴	شفا عمت و جہانیت
۷۵	شفا عمت مجبت
۷۶	شفا عمت اور دعا
۷۷	انبیاء اولیاء کی دعاؤں کی قبولیت
۷۸	شفا عمت بالاذن
۷۹	ایک شہید کا ازالہ
۸۰	محبوب خدا جسے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفا عمت
۸۱	مقام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
۸۲	آیات مبارکہ
۸۳	احادیث طیبہ
۸۴	شفا عمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
۸۵	تقویۃ الایمان کی عبارت پر نگہ کو (موجودہ وجود ہے)
۸۶	ایک سوال اور اس کا جواب
۸۷	مقام ثانی تقویۃ الایمان کی عبارت عبارت سے مدیں

- ۱۵۲ عرصہ کا منصب
- ۱۵۳ وادیوں کے نام
- ۱۵۵ مشرقی خطہ بدھوں
- ۱۵۷ مکان بدھوں میں درجہ
- ۱۵۸ کھدوہ میں وہاں احمدیہ خانہ بدھوں کے انکشاف پر مشیخ
- ۱۵۹ کھدوہ میں وہاں کے نام قبایح کا مکان (نشا) ناسیہ
- ۱۶۲ وادیوں میں خطہ بدھوں دوسری دلیل
- ۱۶۳ مسیح بدھ بدھت کے نمک و انکشاف نہیں
- ۱۶۴ میں بدھ بدھ بدھ اور میں بدھ بدھ
- ۱۶۵ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۶۶ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۶۷ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۶۸ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۶۹ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۷۰ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۷۱ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۷۲ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۷۳ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۷۴ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۷۵ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۷۶ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۷۷ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۷۸ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۷۹ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۸۰ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۸۱ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۸۲ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۸۳ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۸۴ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۸۵ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۸۶ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۸۷ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۸۸ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۸۹ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۹۰ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۹۱ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۹۲ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۹۳ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۹۴ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۹۵ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۹۶ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۹۷ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۹۸ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۱۹۹ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ
- ۲۰۰ بدھ بدھ بدھ بدھ بدھ

حسب مصطفیٰ سے اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر یا نبی متصور ہیں
علامات محبت

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دلی محبت سے
امام ہمام کا کہنا ہے ابو جعفر منعمو سے کہنا کہ

نوکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم

صاحب کرام اور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تاہیں اور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والی ایسا کہ جس میں حدیث
سنگ و شجر کی سلامی

ہنہاں شان کی فرقی میں آہ و تانی

نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اتباع رسول تعالیٰ سے محبت ہے

بے حسب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتباع منہ

تحقیق نشان کے ترکب کا حکم

بلا ارادہ تحقیق کے ترکب کا حکم

اختلاف اہل قبلہ کی تکبیر منوع ہے اور اس کا جواب

فلا حد فتویٰ

نہا

علامہ اعظم کی تائید میسر ہے

بسمِ حسنِ احسین

کلمۂ افتتاح

سرزمینِ ہندو متھد پاک و ہندو وہ مردِ مہرِ خطہ ہے جہاں سے پیدا
 ہونے والے عظیم جہاں کے افکار و تعلیمات نے ایک عالم کو روشنی بخشی۔ ان کے
 علوم و معارفِ مرتبی و نیا تک تقویٰ و اذہان کو تابندگی اور ایمان و عمل کو تازگی بخشنے
 رہیں گے۔ متھد پاک و ہند کی تاریخ میں دانش و حکمت کے مینار بھی دکھائی دیں گے۔
 علم و عرفان کے بھڑکے بکراں بھی نہیں گئے اور حقیقت و آزادی کے پکڑے بھی نظر نہیں آئے گے
 اور بعض ایسی جامع الصفات بستیاں بھی سامنے آئیں گی کہ انہیں جس پہلو سے
 بھی دیکھا جائے، منفرد اور نگاہِ معلوم ہوں گے۔ شیخِ محقق شاہ عبدالغنی محدث
 دہلوی، امام ربانی مجددِ العہد ثانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز محدث
 دہلوی، شاہ فضل علی خیر آبادی، امام احمد رضا بریلوی، مولانا سید محمد حمید الدین
 مراد آبادی، پیر سید مر علی شاہ گولڑوی اور پیر سید جاحمت علی تاد علی پوری اقدس
 اسرارِ ہم اود حضرات ہیں جن کی علمی شخصیت اور قنداز بصیرت سے کوئی بغیر شخص
 انکار نہیں کر سکتا اور کوئی انصاف پسند مؤرخ ان حضرات کی دینی و سیاسی خدمات
 کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔

درج ذیل مسطور میں بطلِ مرید، امامِ منطق و حکمت مولانا شاہ محمد حسن خیر آبادی
 محققِ تعارف نہیں کیا جاتا ہے اس کے بعد پیش نظر کتاب تھیں۔ العزیز کے بارے میں کوئی ذکر نہیں کیا

شاہ فضل حق خیر آبادی

۱۹۰۰ء میں دہلی میں پیدا ہوئے آپ سلسلہ نسب تیس واسطوں کے بعد خیر آبادی میں رہے۔ خاندان پختا ہے۔ آپ لغات جید میں اور بعد میں سے کسی روحانی و دینی کے قائل رہتے۔ آپ کے والد بزرگوار مولانا فضل المام علی صاحب عزت و حرمت دہلی کے مہتمم اور اکابر علماء میں شمار ہوتے تھے۔ دہلی میں رہے۔ بعد بچتے۔ باپ کی دیکھی پرکھی آتے دیتے۔ شاہ فضل حق خیر آبادی کی تعلیم و سند حاصل کی۔ جب کہ تیس سال کی ہوئی تو انہیں درس حدیث کے لئے شاہ عبدالغفار صاحب دہلی کے علاوہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلی سے بھی استفادہ کیا۔

جب کہ سلسلہ نام فرمایا۔ علامہ کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلی کے پیر و مرید بن گئے تو انہوں نے دورانِ مسکن فرمایا : فضل حق کو شعر و شاعری کا بھی شوق ہے۔ ہندو صاحب سے فرمایا : کچھ ان کلامات و علامت سے امر القیس کی زمین میں ایک قصیدہ لکھا۔ شاہ صاحب نے آپ خط لکھا کہ : میں فرمایا : یہ غریب ہے۔ ان کلام میں کہ کلام بہت ہے۔ علامت بہت ہے۔ مگر نظم و نثر کے میں ایسے ہندو استاد تھے کہ وہی خط لکھا : یا گیا۔ یہی علم و دہلی کے کارادہ تھا کہ والد بزرگوار نے ان کو دہلی میں دہلی کے مدرسہ میں کیا۔ یہ قصیدہ حدیث کا کوئی نسخہ نہیں ہے۔ یہ تعداد وہی ہے۔ اس میں نے ان کا کیا سوال : حضرت شاہ صاحب نے : ہندو سے نہ سمجھتے، بلکہ سوچتے۔

اس سے کہ : حضرت شاہ صاحب اس وقت ہمیشہ یا صاحب عبدالعزیز

قرہ کر بیٹے نے

۱۱۵ء ۱۱۹ء میں علامہ فضل حق خیر آبادی، تیرہ سال کی عمر میں تمام
عروج و فزون سے فارغ ہو گئے۔ بعد ازاں چار ماہ اور کچھ دنوں میں قرآن پاک
حفظ کیا اور سدرۃ الہ چشتیہ میں حضرت سعد بن شاد دہری کے دست مبارک
پر بیعت ہوئے۔

علامہ فضل حق خیر آبادی علوم عقاید و نقلیہ میں تمام معاصرین پر فوقیت
رکھتے تھے۔ علم کلام، اصول فقہ اور علوم ادبیہ میں انہیں تخصیص حاصل تھا، منطق و
حکمت میں درجہ استاد پر فائز تھے اور کوئی مبصر ان کا ہم پیر نہ تھا۔
سرسید کہتے ہیں :-

”جین علوم و فزون میں کیائے روزگار میں اور منطق و حکمت
کی نوگیا میں کی فکر عالی نے بناؤاں سب، علمائے عصر علی فضل
دہر کو یہ جانب ہے کہ اس سرگرد و اہل کمال کے حضور میں لبابانِ فکر
ماسدہ کر سکیں۔ بارہا دیکھا گیا کہ جو رنگ آپ کو لگاؤ فن سمجھتے
تھے، جب ان کی زبان سے ایک حرف سنا، دعوائے کمال کو فراموش
کر کے نسبت شاگردی کو اپنا فرض سمجھ گئے
منی بھر جہ حق فیہ رہی لکھتے ہیں :-

”مودی فضل حق ممدولی خیر آبادی جو اس زمانے میں حاکم
علی مدنی کے سلسلہ و در علم منطق کے پتے او افلاطون و سقراط

بغراط کی نظیروں کی فصیح کرشمہ سے تھے "۔

حکیم عبدالمجید لکھنوی مورخ لکھتے ہیں :-

"احمد الامام احمد المعروف بلسانہ

نظیری۔ ماہی القنوں الحکمیۃ و العلوم

العرفیۃ "۔

علامہ فضل حق خیرآبادی مشہور استاد تھے غزنوی تھکیر اور علوم عامہ

میں ان کا کوئی ہم عصر نہ تھا۔

علامہ فضل حق خیرآبادی علوم دینیہ کے تبحر عالم ہونے کے ساتھ ساتھ شعرو

ادب کا سنایت گہرا ذوق رکھتے تھے۔ ان کے چار بیزارتہ ذرا اندر غزنوی

کا قیمتی سرمایہ ہیں، اگرچہ خود اردو میں طبع آزمائی نہیں فرماتے تھے تاہم ہمیشہ نقد

کے آپ کی رائے سنا کر دیکھ کر رکھتی تھی، مرزا غالب ان کے ستورہیں کوئٹہ کی

جگہ سے دیکھتے تھے، غالب کا موجودہ ردود لہران علامہ فضل حق خیرآبادی اور

مرزا غانی جی کا انتخاب ہے۔

مولانا محمد الدین فوق لکھتے ہیں :

"قصائدِ نوا آپ کے امرا عیس اور لہجہ کے قصائد پر فروغیت

رکھتے ہیں، نظم و نثر میں آپ کو اس قدر مہارت تھی کہ ہر ماسدہ سادہ

سلف و خلف میں چند آدمی آپ کے ہم قدم ہوئے ہوں گے :۔

پروفیسر دوست محمد حسن لکھتے ہیں :-

علامہ محمد امجد علی حسینی مسی صاحب سید محمد سید ابوبکر محمد علی حسینی مسی صاحب سید محمد سید ابوبکر محمد علی حسینی مسی صاحب

علامہ عبدالمجید لکھنوی تھکیر مورخ صاحب سید محمد سید ابوبکر محمد علی حسینی مسی صاحب سید محمد سید ابوبکر محمد علی حسینی مسی صاحب

علامہ محمد امجد علی حسینی مسی صاحب سید محمد سید ابوبکر محمد علی حسینی مسی صاحب سید محمد سید ابوبکر محمد علی حسینی مسی صاحب

پہلے یہ لوگ یہ کہنا چاہتے تھے کہ یہ
 ایک نیا ہیرو ہے۔ لیکن اب وہ
 ایک نیا ہیرو ہے۔ لیکن اب وہ
 ایک نیا ہیرو ہے۔ لیکن اب وہ

حق... ہے۔ بیکہ۔ حق شامل ذمہ داری مولانا
... سے کہہ رہے ہیں بیکہ... سے

خود صاحب نے علامہ کی جہاد منی اور ناہیب الوطن کی سہادت پر
 فرمایا کہ وہ جس طرح خدا کا ہے وہی مجھے ست علق رکھا ہے۔
 نہ کبھی کبھار میں اس سے قطعاً ہوا دوست رہا۔ یہ عجیب

کرم و کرم کا رو رو ہے

میں نے جیسا کہ میں نے

سوت آتی ہے پر نہیں آتی

مکتبہ اعلیٰ تعلیم، لاہور

بے یاب رہنے میں آتی تھ

بعد میں سرسبز ملک کے بعد علامہ بی. ایچ. ٹیگور اور انور میں ہندو
مذہب کے گھڑی دور میں ہندو میں مذہب صدارت کو زینت بخشی اس
دور میں ہندو مذہب میں گمان ملک کو سرب کرتے آپ کے فیض یافتہ مشائخ
میں علامہ فضل الرحمن، علامہ کریم علی، ایک عام کو قصاب کیا۔ آج بعد وہ ایک

سید جی کوئی حد نہ ہو گا جس کا فضل جوری نہ ہو۔

تیب کے جند غم خد کے سائیس نے صحت میں

مرد عباد میں حیرت آویں ۱۰۰۰

۲ مولانا محمد مریدیت مدظلہ العالی جو انجمن مدرسہ اسلامیہ میں معلم

۳ سید بابا زید حبیب

۴ محمد ابراہیم مولانا سید محمد عابد بن چوٹی

۵ مولانا حبیب عسکری چاند پوری

۶ مولانا بابا علی بریلوی

۷ مولانا محمد سید احمد کراچی

۸ مولانا عبد العزیز دہلوی ۱۰۰۰ استاد انعام مدرسہ علموں

۹ نقاب دوست علی خاں دہلوی

۱۰ نقاب محمد علی دہلوی

۱۱ مولانا حبیب علی خاں دہلوی نے محنت من مہربانی ۱۰۰۰

۱۲ میں نے حال کے باوجود محنت کا قابل نہ رہا ۱۰۰۰

اپنے صنف کے علمی تجربہ و کمال صاحب ۱۰۰۰

پیشا بدعا دل میں اسوں نے اپنی نگاہات میں یہی گفتار ۱۰۰۰

کے مطالعہ سے ان علم کو مدد سے پھر خط بہ کہ وہ دہلوی رہے ۱۰۰۰

نہی مل کر کہتے ہیں جس کو ان کی طرف سے نہیں کرے کہ دہلوی میں ۱۰۰۰

کر کے لے کر دہلوی

علامہ کامل اس بعد دی فرماتے ہیں

۱۰۰۰ مولانا محمد عابد بن چوٹی

[illegible]

مروج فتنۃ السند (فارسی) : جنگ آوری عہد کے اسباب و واقعات
 یہابی میں الثورة السندیہ، نثر اور قصائد فتنۃ السند، نظم میں، یہ دونوں کتابیں
 محمد امجد علیہ وسود مقدمہ کے ساتھ باہمی ہندوستان کے نام سے مکتبہ است ادب
 لاہور کی طرف سے چھپ چکی ہیں (شرف قادری)

- ۱۔ الجنتی القالی فی شرح الجوبہ العالی۔
- ۲۔ عاشیا فن البین، مصنف میر باقر قادری۔
- ۳۔ عاشیہ تخلص لشعار لابی سنا۔
- ۴۔ عاشیہ دامن مبارک شرح سلم۔ (سیال شریف سے چھپ چکے ہیں)

۶ : مدار فی تحقیق الاجسام

۷ : مدار فی تحقیق الحکم الجلی

۸ : الروض المجد (مسند و حدیث الامام وچہ یہ شعر کہ الامام کتاب مع ترجمہ مکتبہ قادریہ

سے چھپ چکی ہے)

۹ : الدیبا السعیدہ . حکمت طبعیہ میں ایک حکمت طبعیہ و السید و فیہ ہشت

ہے ، شرف قادری

ان کے علاوہ یہ تصانیف ہیں :-

۱۰ : تحقیق الفتویٰ فی البطل العفوی ، فارسی (تفصیل لغات اسد و صفحات جس پر)

۱۱ : احشاع النظم (فارسی)

حضرت علامہ ، ظاہری شان و شوکت اور علمی تفسیر کے باوجود شریعت
مطہرہ اور صفت مبارکہ پر عمل پیرا اور عابد شب زندہ دار تھے . مولانا ابوالحسن علی دہلوی
فرماتے ہیں :-

” اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے طاقتور ہاتھی اور شگد گھوڑے

انہیں اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی اطاعت سے باز نہیں رکھ سکتے

تھے ، وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں بیع اور تجارت اللہ تعالیٰ

کے ذکر سے نہیں روک سکتی . ان کا جسم بادشاہ کی صحبت میں اور دل بادشاہ

میں معروف ہوا تھا .

علامہ باقاعدگی سے ہر ہفتہ قرآن پاک غنم کیا کرتے تھے دولت

کے وقت فرائض میں مصروف ہوتے ، جب دوسرے لوگ سو رہے ہوتے

تھے جس شخص کا نوافل میں . حال یہ اس کے فرائض کا ادا نہ کیا جاسکتا ہے تلخ

ہادی کو رہنے سے دل درد مند اور غلج بیدار
 وہ کہ جس سے سر پر عذاب ہیں آئندہ بیدار ہونے والے
 وہ کہ وہاں بچے تھے۔ سو میں بیدار ہو کر ان کے مکان پر گیا
 وہ کہ وہاں وہاں کہ دوست کی نماز سے دیکھنے سے او اس لہر
 کہ وہاں سے وہاں سے کہ ان کے گھر پر عذاب کے جیسے بہانے سے انہوں
 وہ کہ وہاں سے وہاں سے کہ ان کے گھر پر عذاب کے جیسے بہانے سے انہوں

وہ کہ وہاں سے وہاں سے کہ ان کے گھر پر عذاب کے جیسے بہانے سے انہوں
 وہ کہ وہاں سے وہاں سے کہ ان کے گھر پر عذاب کے جیسے بہانے سے انہوں
 وہ کہ وہاں سے وہاں سے کہ ان کے گھر پر عذاب کے جیسے بہانے سے انہوں
 وہ کہ وہاں سے وہاں سے کہ ان کے گھر پر عذاب کے جیسے بہانے سے انہوں

وہ کہ وہاں سے وہاں سے کہ ان کے گھر پر عذاب کے جیسے بہانے سے انہوں
 وہ کہ وہاں سے وہاں سے کہ ان کے گھر پر عذاب کے جیسے بہانے سے انہوں
 وہ کہ وہاں سے وہاں سے کہ ان کے گھر پر عذاب کے جیسے بہانے سے انہوں
 وہ کہ وہاں سے وہاں سے کہ ان کے گھر پر عذاب کے جیسے بہانے سے انہوں

وہ کہ وہاں سے وہاں سے کہ ان کے گھر پر عذاب کے جیسے بہانے سے انہوں
 وہ کہ وہاں سے وہاں سے کہ ان کے گھر پر عذاب کے جیسے بہانے سے انہوں
 وہ کہ وہاں سے وہاں سے کہ ان کے گھر پر عذاب کے جیسے بہانے سے انہوں
 وہ کہ وہاں سے وہاں سے کہ ان کے گھر پر عذاب کے جیسے بہانے سے انہوں

وہ کہ وہاں سے وہاں سے کہ ان کے گھر پر عذاب کے جیسے بہانے سے انہوں
 وہ کہ وہاں سے وہاں سے کہ ان کے گھر پر عذاب کے جیسے بہانے سے انہوں
 وہ کہ وہاں سے وہاں سے کہ ان کے گھر پر عذاب کے جیسے بہانے سے انہوں
 وہ کہ وہاں سے وہاں سے کہ ان کے گھر پر عذاب کے جیسے بہانے سے انہوں

بادشاہ بنایا اور اس خلاص وطن کے لئے غازی کی طرح سے جلی گئے

ملا کر اس وقت نور میں گئے وہاں سے اپنی بیٹھنے والی جہاد کی ایک
 قاعدہ شان سے صوبہ بادشاہ سے صوبہ بدو اچا کی بنا پر جھڑپ ہوئی تھی
 شکر کب جو سزاور ہی صوبہ بدو کے مطابق رہا کی گئی تھی جو کہ حاج
 مختلف و ایوان ریاست کو خطوط لکھے گئے۔ یہ کے صاحبزادے نور۔ صاحب
 خیا بادی کو چکانہ کے حکمرانوں کے لئے، صحت سے تمام روہاست صوبہ
 معزز کے لئے تپ کے حکم سے لاں قلعہ کے دار۔ شاہ ابکریٹ سے رشتہ
 جاری ہونے لگے آپ نے صنعت کا دستور انہیں دیا کہ تپ کے دار و جہوں اور
 شہریوں کو حکومت برطانیہ کے خلاف بغاوت کا سب سے بڑا نقص و فائدہ
 شاہی فوج کی گمان بھی کی۔ بادشاہ نے ایک بٹک کو نسل فار کی جو تین یون ر
 مشعل تھی، جبریل بخت خاں، مولوی سرفراز علی اور مولوی فضل میں لکھ

۱۹ ستمبر ۱۹۵۷ء کو دہلی پر غازیوں کا مکمل تسلط ہو گیا اور علامہ اقبال
 کو خیر آباد چھوڑ کر سبھا اور دکن گئے پہنچ گئے جہاں کہ مالہ صاحب میں غازی فوج
 سے نہروانہ تھیں، یہاں بھی علامہ محمد امین کی مجلس شوریٰ اپارٹمنٹ کے خصوصی

۱۔ عبد اللہ احمد سہروردی

۲۔ بی ہندوستان

۳۔ محمد احمد برٹانی حکم سہروردی

۴۔ فضل من خیر آبادی اور کس مناد

۵۔ من ۳۰

۶۔ ایضا

۷۔ من ۲

۸۔ ایضا

۹۔ من ۲۳

۱۰۔ ایضا

۱۱۔ من ۳۹

۱۲۔ ایضا

۱۳۔ من ۱۲

بنجاب و پنجاب کی طرف سے شائع ہونے والے دو دورہ سارفت
اسلامیہ میں بڑی انصاری لکھتے ہیں :-

” ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف مسلح بغاوت ہوئی تو
مولوی فضل حق نے اس بغاوت میں نمایاں حصہ لیا، بغاوت کے
الزام میں ان پر مقدمہ چلا اور حمقہ کی سزا پائی ۔
سید احمد اکبر آبادی فاضل دیوبند لکھتے ہیں :

” اس وقت جاوے سامنے فتوے کی جو فصل ہے اس
پر ۳۸ دلی کے علماء و مشائخ کے دستخط ہیں، مولانا فضل حق خیر آبادی
کے اس پر دستخط نہیں ہیں لیکن ان کا ایک الگ مستقل فتوے جہاد
مخالفین کا ذکر ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی اسلامی تاریخوں میں انھیں
کے ساتھ کیا گیا ہے ۔

مولانا بلند پایہ عالم دین ہونے کے ساتھ زیادہ طور پر
زندگی رکھتے تھے لیکن اس کے باوجود ان کی ایمانی جرأت و جسارت
اور دینی حیثیت و غیرت کا یہ عالم تھا کہ انھوں نے ہر چیز سے بے نیاز
ہو کر دلی کی جامع مسجد میں نماز جمعہ کے بعد جہاد کے واجب ہونے
پر ایک نہایت دور اندیش تقریر کی اور اس کے بعد جب دے کے ایک
فتوے کا اعلان ہوا جس پر صدر الصدور مفتی صدر الدین شاہ دہلوی
مولانا فیض احمد بریلوی، ڈاکٹر مولوی وزیر جان اکبر آبادی اور دوسرے
علماء کے دستخط تھے ۔

ملہ بڑی انصاری : اردو دورہ سارفت اسلام و مسیحیت کا پہلا جلد ۱۹۰۵ء
ملہ سید احمد اکبر آبادی : ہندوستان کی شرعی حیثیت (مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۰۸ء) ص ۲۰۲

میں سے پہلے وہ سترہ سینہ بھاریوں سے ملازم کی نفرت و
 بددلتی سے کہ قدموں سے سر میں بندھے پاک جوتے کی آرزو کا
 وہ بہت سے تھکا جاسکتا ہے کہ آپ کے فرزند چیل ملازم عبدالحق خیر آبادی
 سے یہ وصیت دینی تھی کہ حسبِ محرز چیل خیر آبادی قبر پر مگر علاج دے دینا۔
 مولانا محمد شاہد خاں شروانی لکھتے ہیں :-

مولانا (عبدالحق خیر آبادی) نے آخر وصیت بھی خیر آبادی کو جب
 بددستوں سے جائیں تو میری قبر پر خبر کر دی جائے چنانچہ ۱۵ اگست
 ۱۹۴۷ء کو رنجی محلہ موادی سید نجم الحسن صاحب رضوی خیر آبادی نے
 مورخان کے مدفن (مرداد محمدیہ) پر ایک جم غفیر کے ساتھ حاضر ہو کر میلاد
 شریف کے بعد قبر پر فاتحہ خوانی کی اور اس طرح پورے پچاس سال
 کے بعد میری مسکنیت کے فاتحہ کی خبر سنا کر وصیت پوری کی،

جنازہ خیر آبادی سے

ملازم رضی حق خیر آبادی کے مجاہدانہ کاموں کی تفصیلات معلوم کرنے
 کے لئے درج ذیل کتابیں خاص طور پر علامہ کی جائیں :-

۱۔ نظم میں خیر آبادی اور سن ستاون : مطبوعہ برکات اکیڈمی کراچی ۱۹۷۵ء

۲۔ ضخیم سید محمد احمد برکاتی (مکتبہ قادریہ لاہور سے دستیاب ہے)

۳۔ اعلیٰ سندھستان : (مکتبہ مکتبہ قادریہ لاہور) تصنیف علامہ فضل حق

خیر آبادی ترجمہ و تفسیر علامہ شاہد خاں شروانی۔

۴۔ قادری حق : (مکتبہ قادریہ لاہور ۱۹۷۰ء) از رانا غلام محمد

نویس مولانا عیدت بہ خان شروانی اور ملت باغی بندوستانہ
 کے مکتوب کا مکس پیش کیا جا رہا ہے جو امتیاز حق پران کے تاثرات سے حدود
 نہایت دقیق معلومات پر مشتمل ہے

۱۹۵۴ء زاد یہ علی محمد علی رودا علی گڑھ

۷۸۶

مخبر القام دام علیکم السلام علیکم ورحمہ اللہ
 رسول گناہوں کا پیکر ۱۹۵۴ء کو ارد گردی کے پانچ اعجازی پیکر
 پیکر میں باغی ہندوستان اور استیلاؤں کی دو درجہ ہیں۔ آب غداغی ہندوستان
 ۳۴ درجہ خط میں لکھی ہیں۔ غائب سسٹا باغی ہندوستان کے بھارتیہ اور حق کی ازاد
 رکھ دی گئی۔

سروای طوم شریک علی جب ۱۵ ایک خط و رسم پر آجاتا ہندوستان و ارد گرد
 نشانہ کی فتح وہ خود زاد پر حاضر ہوتی ہیں۔ علامہ کے ارد گرد سہروای
 یقیناً علی جب کی قبر بھی ہے۔
 یہ زاد مسند کے گناہت ساؤتھ ہائٹ میں ہے جو عرب عام میں نکلتا
 کھاتا ہے۔ یہ یعنی روس جزیرہ کے قریب ہے جہاں لاکھ لاکھ جارح
 آباد آجاتا تھا۔

اب تک بڑا رائی کی طرف آجکی آج بندوں نہیں لکھا جی کیم نکھڑاؤں
 اب ویشاٹھ ہونے کے بعد عداوت ٹھکس ہوئی۔ کیا آب خود کریں گے؟
 میں نے گزشتہ سال راہپور و ماہ پوری پر ہندوستان کا ایک بیان

دستی رہے۔ یہی صورتیں پیدا ہوا۔ اس پر۔ اور عورتوں کے ساتھ یہ نہ ان کا حکم
 میں دیکھ کر اچھا حکم بہتا ہوا۔ مولا اور اولاد بڑی سیکھا میں خود نوشت
 یہ سحر ہے

بہن کی آتش الفت بڑی صحت پر ہے۔ ایسا لکھن میں بھی ملے گا اور لکھن (کا)
 اشفاق الیہ کے ساتھ ہی ہے۔

اشفاق الیہ کے ساتھ ہی ہے۔ تاریم تاریم لکھن میں ہے۔
 اشفاق الیہ کے ساتھ ہی ہے۔ تاریم تاریم لکھن میں ہے۔
 یہی ہے کہ لکھن میں ہے۔ اشفاق الیہ کے ساتھ ہی ہے۔
 یہی ہے کہ لکھن میں ہے۔ اشفاق الیہ کے ساتھ ہی ہے۔
 یہی ہے کہ لکھن میں ہے۔ اشفاق الیہ کے ساتھ ہی ہے۔

عند باغی سہوستان کا حد باب لکھن

نہ میں نقش ثانی بہتر کشد ز اول

تاجیہ و ایک عہد دست نواہ ہوں۔ ستر جمع کی چار ماہ کی غیر حافی نے
 نام ست لڑا دیا بھر دایس پرستہ یہ بیماری نہ ڈیڑھ ماہ سطل رکھا۔
 و نقاد کی صحت پر سلام شوق۔

سرای سب کی اگر دونوں کا رڈوں پر ٹکٹ لکھا کر پست فرادی۔

دووں ٹکٹوں نہ ڈاک سہل آتا بڑا دیا ہے کہ خط لکھنے کے لکھی بار
 سہا پہا پڑتا ہے۔ والسلام

خیر اندیش

شاہ شہر لکھی ۱۹۰۸ ع

مصنف تہ الامیان

مولوی اسماعیل دہلوی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ہوتے ۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے جتنیے ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ / ۱۷۷۹ء
کو دہلی میں شاہ عبدالغنی کے گھر پیدا ہوئے۔ علم تعلیم اپنے والد اور شاہ عبدالعزیز
محدث دہلوی سے حاصل کی۔ مراۃ مستقیم، تقریر الامیان، تنویر العینین، رسالہ
اصول فقہ، رسالہ توحید، الصلاح الحق، منصب امامت، رسالہ سبے نماز اور
رسالہ یحی و زکی وغیرہ کتابیں لکھیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے سید احمد دہلوی کے امامت پر بیعت کی اور
انہیں ساتھ لے کر "جہاد" کا منصوبہ بنایا، ہندوستان پر انگریز کی حکومت تھی
پنجاب پر سکھ حکومت کر رہے تھے، ان میں سے کسی ایک سے ٹکڑے بنیہ
صوبہ سرحد کا رخ کیا اور سب سے پہلے پاکستان کے مسلمان حکمران یار محمد خاں
سے "جہاد" کیا۔ سکھ پچیسکھوں کے سب سے بڑے مخالف سرحد کے
جیلے مسلمان بچان پانڈو خاں سے محاذ آرائی کی، اسے اپنی بیعت پر مجبور کیا

۱۔ مرنہ امیرت دہلوی : حیات طیبہ (مکتبہ الاسلامیہ لاہور ۱۹۵۸ء) ص ۲۲

۲۔ مرنہ مل مولانا، تذکرہ علماء ہند اود نرجہ (محمود کراچی ۱۹۶۱ء) ص ۴۲

۳۔ مرنہ مرنہ مرنہ ۱، تذکرہ الرشید، ۲۲۱، ص ۲۷۰

محبوب سے بہت سے انکار کر دیا تو اس پر کفر کا فتوے لگا کر اس پر پڑھو۔
 پابندہ مال نے (جو فہم غریبوں سے جنگ کرنا اور) مجبوری کی حالت میں سکھوں
 سے صلہ کر لی وہ درویش فرج سے کربلا میں کوشکست فاش دی اور اپنے
 غلط سے کمال باہر کیا۔ چنانچہ مولوی اسماعیل و جبری سید صاحب اور ان کے
 ساتھیوں سے جبار کا روٹ گیا۔

سرمدی سلطان سکھوں کے ساتھ جہاد کے نام پر مجاہدین کا ساتھ
 دے رہے تھے۔ مولوی اسماعیل و جبری اور ان کے ساتھیوں کے وہابیہ عقائد
 بات بات پر کفر کے فتوے اور مجاہدین کے ساتھ پٹن خواتین کے جبری نکاح
 و غیر ذلک۔ وہاں کے جنوں نے سرحد کے غیرت مند میٹانوں کو مشتعل کر دیا،
 چنانچہ پٹن اور میں مجاہدین کی خاصی بڑی جماعت کو تہ تیغ کر دیا گیا۔ سرسید تو
 یہاں تک کہتے ہیں کہ ۱۲۳۶ھ و ۱۲۳۷ھ میں انہی کے ہاتھوں ہلاک و کشتی ہوئی
 اسماعیل و جبری، سید صاحب اور ان کے ساتھیوں کا فائدہ ہوا۔

سرسید کہتے ہیں :

۱۲۳۷ھ میں وہابیوں نے پہاڑوں میں ہاکریاں کیا
 اور جنوں سے اس بات کا قصد کیا کہ سکھوں پر ہم لوگ جہاد کریں
 و شہید ہوں لیکن چونکہ پہاڑی قومیں ان کے فائدہ کے غایت تھیں
 اس سے وہ وہابی ان پہاڑیوں کو ہرگز اس بات پر رضی نہ کر سکے
 کہ وہ ان کے مسائل کو بھی اچھا سمجھتے تو ہرگز نہ ہو سکوں گے چنانچہ

سے نہایت تنگ تھے اس سبب سے وہابیوں کے اس منصوبہ میں
 شک کیونہ ہو گئے کہ سکھوں پر حملہ کیا جاوے اور آٹھ کار وہابیوں اور
 پہاڑیوں نے متفق ہو کر سکھوں پر حملہ بھی کیا لیکن چونکہ یہ قوم مذہبی
 مخالفت میں نہایت سخت ہے اس سبب سے اس قوم نے اخیر
 میں وہابیوں سے دعا کر کے سکھوں سے اتفاق کر لیا اور مولوی
 محمد متھیل صاحب اور سید احمد صاحب کو شہید کیا۔

اسی لئے امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :-

وہ ہے وہابیہ نے، یا ہے شہید شہید ذبیح کو

وہ شہید لیلے نجد تھا وہ ذبیح تیغ خیار ہے

مولوی متھیل وہابی کے جہاد کا مقصد متعین کرنے جوئے مولوی

حسین احمد مدنی لکھتے ہیں :-

”سید صاحب کا اصل مقصد چونکہ ہندوستان سے

انگریزی تسلط اور اقتدار کا قلع قمع کرنا تھا جس کے باعث ہندو

اور مسلمان دونوں ہی پریشان تھے، اس بنا پر آپ نے اپنے

ساتھ ہندوؤں کو بھی شرکت کی دعوت دی اور صاف صاف

انہیں بتا دیا کہ آپ کا واحد مقصد ملک سے بدیسی لوگوں کا اقتدار

ختم کرنا ہے، اس کے بعد حکومت کس کی ہوگی؟ اس سے آپ کو

غرض نہیں ہے، جو لوگ حکومت کے حق میں ہوں گے ہندو مسلمان

یاد رہے کہ وہ حکومت کریں گے۔“ (نقش حیات ج ۱، ص ۳)

یہ رہا رہا کہ عادی سے بدلت نکلا ۔

نہی ہی سادہ سے ہرے کو مذکورہ عوام کی روشنی
 ہی سب کے اس لکھنے میں سو اس کے اور کیا دے
 وہی ہرے کو وہ خوب ترین شیل کا لکھنے کے ہٹا دے
 ہرے کو وہ عوام و سنان میں کجور شیل (لا دین حکومت)

ہم کرنے کے لئے شیل " (ص ۱۷۷)

یہ ہرے کو وہ عوام و سنان میں کجور شیل (لا دین حکومت)

لکھنے میں

ہرے کو وہ عوام و سنان میں کجور شیل (لا دین حکومت)
 کہہ کے ہیں کہ اس رہا رہا کہ میں لکھنے میں آگئی ہے لیکن مغربی او
 مغربی اعتبار سے ہی اس میں کوئی نقص ہے؟ کوئی نقص ہے؟

کوئی نقص ہے؟

کوئی شک نہیں اگر استاد محترم حضرت مدنی کے ارشاد
 گری کو دست مان لیا جائے تو حضرت اسماعیل کی شہادت محض
 ہزار بن جاتی ہے ، مادی پریشانیوں کو رفع کرنے کے لئے غیر ملکی
 حکومت کے خاتمے کی کوشش کرنا ذرا بھی مقدس نصب العین
 نہیں ۔ اس نصب العین میں کافر و مومن سب یکساں ہیں ،
 اس طرح کی کوشش کے دوران مارا جانا اس شہادت سے
 جہاں کیا حق رکھے گا جو اسلام کی ایک معزز ترین اور مخصوص اصطلاح
 ہے اور اس طرح کی کوششوں کے نتیجے میں قید و بند کی مصیبتیں اٹھانا
 ہر آخرت کا موجب کیوں ہوگا ؟ (تیسرہ ہند لزلہ ، ص ۱۷۷)

مولوی اسماعیل دہلوی کے فرق میں سے بھی ہے۔ دہلوی امداد دہلوی
 دانا بانا تھا، نعیم کے دور میں وہ ہمدرد ہجرت دہلوی رہا تھا۔
 ”آپ مطالعہ کرے۔ کہ جس ہائے سبب سے رہا ہے
 وہ اکثر یہ ہو جاتا تھا کہ سب سب دوسرے سے بہتر تھے
 کتاب کھولنے سے تو بھول جاتا کرتے سے کہ کل سن کا رنگ
 پڑھا تھا“

اپنے آثار و آثار و احکام و منہل اور نقوس و دیانت میں سے
 سنے، کے غریب کے خلاف۔ رفع یرین کیا کرتے تھے، حضرت شاہ عبدالمعین
 محدث دہلوی کے ایثار پر حضرت شاہ عبدالقادر نے مولوی محمد یعقوب سے
 فرمایا پیغام دیا کہ رفع یرین چھوڑ دو۔ اس سے خواہ مخواہ فتنہ پیدا ہوگا مولوی
 اسماعیل دہلوی نے جواب دیا کہ اگر عوام کے فتنہ کا خیال کیا جائے تو اس حدیث
 کا کیا مطلب ہوگا کہ جو شخص میری امت کے فساد کے وقت میری سنت پر عمل
 کرے گا اُسے سوشمید کا ثواب ملے گا۔

اس پر شاہ عبدالقادر نے فرمایا :-

”اہم تو سمجھتے تھے کہ اسماعیل عالم ہو گیا مگر وہ تو ایک محدث
 کے معنی میں نہ سمجھا، یہ حکم تو اس وقت سب سے بڑا سنت کے
 مقابل خلاف سنت ہو اور ممکن فیہ (جو سنت سے حق گفتگو
 ہے) میں سنت کا مقابل خلاف سنت نہیں بلکہ دوسری سنت
 ہے کیونکہ جس طرح رفع یرین سنت ہے یونہی ارسال دفع یرین

ہر ایک ہی سمت ہے۔
 اس کو بے رسولی کہیں اور نہ مانوس ہو گئے مگر رنج یرین ترک نہ کیا
 و سب بیٹوں میں پٹان ملا۔ نے اہل حق میں کیا تو رنج یرین ترک کر دیا اور شہید
 کے ثواب سے دستبردار ہو گئے۔

نزدیکی اور دین سے بے فیدی یہاں تک برسی کہ جب محمد بن
 عبد الوہاب نجدی کی حائیت مطالعہ سے گزریں تو دل و جان سے ان پر فریفتہ
 ہو گئے اور ان کا کردار و نظریات کو اردو میں ڈھال کر تقریرات و بیان کے نام سے
 فقہ اسلام کے لئے پیش کر دیا، دونوں ہی جہاں پہنچے معلوم کرنے کے لئے سیف
 مسلح ہوا، نت و فضل رسول جاہلانی قدس سرہ کی تعصیف سیف الجبار کا مطالعہ
 مفید رہے گا۔

قرآن و حدیث کی تعلیم کے مطابق راہ راست و صحیح طریقہ ہے جس پر
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام اور سلف صالحین چلتے رہے۔ مولوی اسماعیل
 دہلوی نے پہلی کوشش کی کہ امت مسلمہ تعلق سے صالحین اور بارگاہ رسالت
 سے منقطع کر دیا جائے اور جو مسلمان اس تعلق کا تحفظ کرنا چاہیں انہیں بدعت
 سے کا فرد مشرک قرار دے دیا جائے۔

نہج اگر مسلمان اس غلط و ستم کے خلاف عدلئے احتجاج بلند کرتے
 ہیں تو سب سے ذرا دیریت "قرار دیا جاتا رہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جو شخص
 اپنے دو عالم اسلام کے بیان کے تحفظ کی کوشش کرے وہ گردن زدانی قرار دیا
 جائے۔ جو سب منہج قرآن و حدیث سے کافر و مشرک قرار دے ڈالے،

خدا و محبوبانِ خدا کی شان میں خوفناک حقائق

۱ : اس میں قرین غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کر جب چاہے کرے۔
یا اللہ صاحبِ حق کی شان ہے کہ

اس عبادت کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی ہمیشہ عیب کا علم نہیں ہوا، البتہ اس کے اختیار میں ہے کہ جب چاہے دریافت کرے،
حالانکہ اللہ تعالیٰ کا علاوہ دیگر صفات حقیقیہ قدیم ہیں، کبھی معدوم نہیں ہوتیں
اس عبارت میں دو منہ طور پر اللہ تعالیٰ کے علم کو حادث قرار دیا گیا
ہے جو حکم کھلا کر یہی ہے۔ "اللہ صاحب" کا استعمال بھی قابلِ توجہ ہے
کہ یہ کوئی ماسلمان اللہ تعالیٰ یا اللہ جل مجدہ اعظم کہتے ہیں۔

۲ : یہ یقین ہونا چاہیے کہ یہ مخلوق بڑا ہوا چھوٹا، اللہ کی شان کے
آگے ہمارے زیادہ ذلیل ہے کہ

اس سفر اللہ! ایک ہی جگہ میں تمام انبیاء، اولیاء اور ملائکہ کی مزبور
ذہن کی گئی ہے کیا توحید کا یہی تقاضا ہے؟

۳ : دوسری جگہ تو اس سے زیادہ مراحت کے ساتھ کہتا ہے :

"اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے
دور و یکذرتہ اپنی جگہ پر ہی رہیں گے"

۱۔ مسئلہ ہدیہ، نمبر ۲۵، ص ۱۶، دکن کی پبلشرس، ص ۲۳

۲۔ ایضاً، ص ۱۶

۳۔ ایضاً، ص ۱۶

جس شخص کے دل میں مافی کے بار بھی ایمان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب
سلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر مہربان انبیاء کی بارگاہ میں اس قدر دریدہ دہنی کی جوت
نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ اس قدر فرماتا ہے :-

يَقِيْلُ الْعِزَّةُ وَلِرَبِّهِمْ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

”اللہ ہی کے لئے عزت ستاور اس کے بھوں و ایمانداروں کے لئے“

عَلَىٰ أَنْ يَغْفِلَ تَرْبُّكَ رَبُّكَ مُفًا مِّنْ مَّغْفُوْرٍ

”قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں تمام عسود پر غافل فرمائے“

اللہ تعالیٰ نے نبیامت کے دن جن میں خدا محمد پر غافل فرمائے گا، اسے
کوہے اور جن کے جن میں دنیا و آخرت میں غلاموں کو بھی عزت عطا فرمائے گی
کریم کے بارے میں خدا کی پناہ ”ذوہ ناپزیرت بھی کتر“ اور ”جہاد سے بہرہ و نفع“
ایسے الفاظ استعمال کرنا ایسی بے ادبیت ہے جس کا نتیجہ ایمان کی ہر داری کے غبار
کہہ نہیں ہو سکتا۔

وہیں المناقیہ عبد اللہ بن ابی نے ایک موقع پر کہا تھا :-

لَسِيْنٌ تَرَىٰ حَفْعًا اَوْ لَمَدِيْنَةً لِّيُخْرِجَكَ
الْاَعْدُوْ مِنْهَا الْاَدُوْءُ۔

”اگر ہر لوٹ کر مدینہ گئے تو عزت والا وہاں سے ذلت دے

کو نکال دے گا“

”تقریر الایمان میں اس سے بھی زیادہ شدت، تیار کی گئی ہے۔ اس
نے ”اذن“ کا لفظ استعمال کیا جس کا معنی ہے بہت ذلیل، اور ”تقریر الایمان
میں“ چاروں سے زیادہ ذلیل“ اور ”ذوہ ناپزیرت بھی کتر“ کہا ہے، اس نے
صرف ہی اکرم سلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے

نہ کہ خدا کے لئے، نہ چاہا میں تمام اجیوار مخلوق، صفا پاؤں
کرم کے ایک ہی خطہ سے اس نعل کے لئے جسے میں۔

وہ عرصہ صبریہ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں :
وہ جسے داسے، اسے قہر شہید و ذبیح کا
وہ شہید بہت نبرد تھا وہ دین تین خبیات سے
بے دلی کی تربت میں کے گھڑیہ کے مستقیم مراط شر
وہ غنی کے دل میں تھا و سرخ تو زبان پر چوڑھا چھا رہا ہے
وہ حبیب پیار تو گھر گھر کے فیض و جود تو سنہرے پتھر
ہے جو کہ کوہاے شہر ترقی سے دل میں کس سے بکار ہے
۴ : جو کہ رات سے بندوں سے معاملہ کوے گا خواہ دنیا میں
خواہ تیر میں خواہ آخرت میں اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں،
نہی کو، نہ دلی کو نہ اپنا حال، نہ دوسرے کا، ۱۲۱

یہ کہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جانوں کے لئے رحمت ہیں و صا
سنت زہد، حبیب اللہ علیہ وسلم، وہی کائنات نے وعدہ فرمایا کہ
یہ حبیب ہم میں آئیں گے کہ تم راضی ہو جاؤ گے و لیسوف یعطیک
ربک فسرھنی، خود صلی اللہ علیہ وسلم امت کے لئے ذریعہ کفرت
ہیں نہ صحت لک صحتا تمہینا لبعذر لک اللہ ما تقدم
من ذلک و صا حو ہے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی
تاکہ نہ تمہارے حبیب سے تمہارے انکوں اور بھپوں کے گناہ بخشے، حدیث

تشریف میں ارشاد: ہاں جہاں اس صلیفہ امینک ولا سرب
 بہ نہیں نہاری امت کے بارے میں۔ انکو کہیں گے اور نہیں شیعین نہیں
 گئے؟ فیماست کے۔ یوزجب مار نبیا نفسی نفسی فرما رہے ہوں گے مگر
 انسانیت کی شکل کسان حضور صلیفہ۔ تہ ناعے علیہ وسلم بنی دماغ گے۔ جس سے
 دل میں دنی بار پر بیان ہوگا حضور صلیفہ۔ یہ ایک جبر و مسلم کی خدمت کی برکت سے
 عذاب جہنم سے نکالت پائے گا پہلی اسوں پر عذاب عذاب مازلز ہوا۔ بائیں یہ
 ست اپنے آقا کی برکت سے عام عذاب سے محفوظ۔ ہی بیان تک کہ کو فرمائی
 عذاب سے بچا دیا میں رہے وہاں کان اللہ ليعذبہم وہاں عذاب
 عشرہ عشرہ کے جس ہونے کی بشارت دی۔ اہل جہنم کے جنتی ہونے و عذاب فرمایا۔
 اس ذات کریم۔ امام الزینا۔ محبوب خدا صلیفہ۔ تہ ناعے علیہ وسلم
 کے بارے میں یہ کہنا کہ انہیں بھی معلوم نہ تھا کہ دنیا قبر اور آخرت میں میرے
 ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ انتہائی شقاوت اور روین و ایمان سے بے پروا ہونے
 کی تین دلیل ہے۔

۱۵۔ جس کا نام گمراہی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں ہے

کیا کوئی کلمہ کلمہ غیر مسلم نبی اکرم صلیفہ تہ ناعے علیہ وسلم اور جنت
 علی بنی اللہ تہ ناعے علیہ وسلم کا نام اس طریقہ سے لے گا اور اس سے کہے کہ
 اختیارات کی یکسر نفی کی جرأت کرے گا؟

۶۔ سارا کار و بار جہاں کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے۔ مگر

کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا ہے

۱۷۔ اسمیں دلہوی، تقریر الامان، ص ۴۴

سید احمد رضا دہلوی فرماتے ہیں :-

سودج اسٹے پاؤں پیٹتے چاند سارے سے ہو چاک
اندھے ٹھہری دیکھو تے قدرت رسول اللہ صلی

۷ : سید مرتضیٰ کا چہرہ بری اور گھوڑوں کا زیندار و سوان معنوں پر ہر پتھر

اسی امت کا سرور ہے ۔

۸ : کسی بزرگ کی تعریف میں زبان منہال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف

ہو سو ہی کر و سوان میں بھی اختصار ہی کرو ۔

۹ : اولیاء و نبیاء و امام زادہ، پیر شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے

ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور بیمار سے بھائی گھرا گھو

اللہ نے ہماری دی، وہ جسے بھائی ہوئے، اہم کون کی فرمائندہ داری

کا حکم ہے، بہان کے چھوٹے ہیں ۔

گھوڑان لوگوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت اتنی تھی،

کہ اگر بیماریاں اولیاء کی تعریف و تعظیم عام انسانوں، گھوڑوں کے چودھری اور بچے
بھائی سے زیادہ کر دی تو خدا کی خدائی خطرے میں پڑ جائے گی۔

جب تقویٰ الایمان کی تصریح کے مطابق تمام انسان بھائی بھائی ہیں اور

بھائی بھائی کے لئے کئی کئی عطا کی ہوئی بھائی اور دوسرا چھوٹا بھائی ہوا تو یہ بھی

کہ دینا پائے تاکہ فرعون، مان اور ابرہیل سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز

۱۰ : سید دہلوی تقریر الایمان، ص ۷۲

۱۱ : ص ۷۱، ۷۲

۱۲ : ص ۹۸

اور ہمارے سبائی سبھی ہیں اللہ تعالیٰ نے بڑائی ہی وہ پھیلے سبائی ہونے اور
سبائی کے بڑے، غلام ہے اس طرح کہنے سے اپنی ناکر شمس پہنچی حتیٰ کہ کسی مرت
گوارا نہیں، رسالت کی عظمت و تقدس میں مجروح ہوتی ہے تو ہوتی رہے۔

۱۱۰ حضرت قیس بن سعد مقام حیرہ تشریف لے گئے وہاں دیکھا کہ وہ لوگ
اپنے سردار کو سجدہ کرتے تھے، انہوں نے واپس آکر بارگاہ رسالت میں اس کی
کہ حضور آپ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے، حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میری قبر کے پاس سے گزر دو تو کیا اسے سجدہ
کرو گے، ہوشیار کیا نہیں، فرمایا پھر مجھے بھی سجدہ نہ کرو۔
یہ حدیث نقل کر کے اپنی طرف سے یہ اضافہ کیا :-

”یعنی میں بھی ایک دن سر کر مٹی میں گرنے والا ہوں تو کب
سجدہ کے لائق ہوں؟“

حالانکہ حدیث شریف کے کسی جملہ کا یہ معنی نہیں اور نہ ہی حدیث سے
یہ مطلب سمجھو آتا ہے، جو شخص قصداً غلط بات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی طرف منسوب کرتا ہے، اس کے لئے صاف وعید ہے فَتَيْسَّرُ لَهُ
مَقْعَدٌ كَا مِنْ النَّارِ (وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے)۔

حدیث شریف میں ہے :

إِنَّ اللَّهَ حَزَمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ
أَنْفُسَ الْأَنْبِيَاءِ

اللہ تعالیٰ زمین پر ایسا کرے کہ انبیاء کی جانیں اس میں نہ کھائی جائیں، ص ۶۹

علامہ سلیمان بن الاشعث (ابوداؤد، امام السنن، ابوداؤد، کراچی) ۱۲۲ ص ۵۸

علامہ ابن قیم، جہاد الاحیاء، اکبر فوریہ رمویہ، (مصلح آباد) ص ۶۳

جہاں یہ قضاے حق زمین پر عوام فرمایا گیا کہ جہاں

مہاجر کو کہلے۔

پھر کس قدر برکت ہے کہ حضور سید عالم قبل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
میں چار برس کے میں بھی ایک دن کرکشی میں ٹٹنے والا ہوں اور ستم
ہم کے حضور سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان فرما دیا جاسے۔

قرآن میں متعدد معامات پر وہ آیات، انبیاء اور اولیاء پر چسپاں
کی گئی ہیں جو ان کے بارے میں وارد تھیں، اسی لئے حضرت پیر سید مرغل شاہ
کو بڑی درس سرور ملتے ہیں :

۱۔ اصل باہین صنم و ارواح کمل فرقیست حق و اعتبار نیست
۲۔ ہر دو ایک حق ان صنم را برا انبیاء و اولیاء مصلوات اللہ
۳۔ صنم و اعتبار صحن حمل نمودن کاشے تقویۃ الایمان تخریفے
ست فحیح و تمایہ است شین : ۱۔

فصل ہوں و راہین کی روح میں فرق ظاہر و باہر ہے لہذا
نوں کے بارے میں اصل جوئے ولی آیات کا انبیاء اور اولیاء پر چسپاں کرنا
صباح کو لغو ہے۔ بیان میں ہے فحیح و تمایہ اور بدترین تخریب ہے۔

۴۔ کورہ بالا عبارت میں مابقی و ترجمہ سے بات بنانے کی کوئی
کجا نہیں ہے : ۱۔ مابقی و ترجمہ سے بات بنانے کی کوئی

۵۔ بات سخن سے جابجہ کہ ظاہر میں لفظ ہے اولی کا بولے

۶۔ سے بعد در معنی دے کہ مابقی و ترجمہ سے بات بنانے کی کوئی

۷۔ سے بعد در معنی دے کہ مابقی و ترجمہ سے بات بنانے کی کوئی

۸۔ سے بعد در معنی دے کہ مابقی و ترجمہ سے بات بنانے کی کوئی

مولیٰ حسین احمد مدنی نے لکھا ہے

حضرت مولانا گنگوہی فرماتے ہیں کہ جو مناد
 موم تحفہ حضور سرور کائنات علیہ السلام میں، گرچہ کئے فلسفے
 نیت سادات مذکی ہو مگر ان کے بھی کئے دعا کا قرب برابر ہے نہ
 غرض یہ کہ جیسے اپنا دین و ایمان سر نیز جو ستے ان لوگوں سے دور
 اور الگ رہنا چاہیے ہمیں نقد نقشبندیہ مجددیہ کے متبرہ بزرگ حضرت شاہ گرامی
 نقشبندی مجددی قدس سرہ کا ارشاد ملاحظہ ہو، بیان کرتے وقت میں ان کے
 فرزند گرامی حضرت شاہ محمد بن نقشبندی مجددی مہاجر مدنی قدس سرہ فرماتے ہیں:-
 ولعبد کراحد ابالسردالا سرفہ صلا
 انوہابست لنحذر الناس من فباحہ تعالیم
 واقوالہم

پھر اسی سفر پر عاشقین میں لکھتے ہیں :-

وکان قدس سرہ بفرول ادنیٰ حذر صحیحہ
 ان محبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ ہی
 من اعظم امر کان الالہام تنقص ساعد فساد
 حتی لا یبقی منها غیر لا سمیر والرسیم فکیف
 سکون اعلاہ فالحذر الحذر عن صحبہم
 شر الحذر الحذر عن رؤسہم و فاحفظہ (مستد)

لہ حسین احمد مدنی : التہذیب الثانی ، ص ۵۷

مکہ کو سفر سامدنی حضرت مولانا شاہ المصطفیٰ احمدی و زعماء السعیدیہ (مکتبہ نعیمیہ) ص ۱۸۹

صورت نہ۔ مہر سید س سرو کسی کی ہوائ نہیں کرتے تھے سوائے مہر
 کے مگر، مہر کے، ہمارے لوگوں کو ان کے افعال و اقوال کی قہاحت سے ڈلا نہیں
 صحبت ڈیلا کرتے تھے مگر وہ ہوں کی صحبت کا معمولی نقصان پہنچے کہ نبی اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی صحبت جو ایمان کے بڑے ارکان میں سے ہے، غلطہ بہ غلطہ کم
 ہونے لگی ہے یہاں تک کہ نام و نشان کے علاوہ کچھ بھی نہیں رہ جاتا، جب معمولی
 ضرورہ حال ہے وہ بڑے نقصان کا کیا عالم ہوگا؟ لہذا ان کی صحبت سے بچو، ضرور
 بچو کہ ان کی صورت تک دیکھنے سے ضرور احتساب کرو۔

اہم تقویۃ الایمانی شرکتیات بدعتی ہیں

حضرت شاہ عبدالعزیز ممدت دہلوی قدس سرہ العزیز کے نادر نمبر
منقولہ پاک و ہند میں درج کردہ تھے اہل سنت اور اہل تشیع، لیکن اسمعیل دہلوی
نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کی تعلیمات سے متاثر ہو کر سب دھڑک ستھر
کو کافر و مشرک قرار دیا اور وہابیت کو ایسا فتنہ چھوڑا جو آج تک نفرت و انتشار
کا سبب بن رہا ہے۔

مولوی اسمعیل دہلوی کے عام سوانح شکارہ ماننے سے گریزاں رکھنی چاہیے
ہیں کہ انہوں نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کی پیروی کی ہے لیکن نواب وحید الزمان
(غیر منکر) بڑی صفائی سے اس کا اعتراف کر چکے ہیں، بدیۃ المسدس میں
لکھتے ہیں :-

”ہمارے بعض متاخرین بھائیوں نے شرک کے بارے
میں بہت شدت اختیار کی ہے اور اسلام کا دائرہ تنگ کر دیا
ہے اور مکروہ یا حرام امور کو شرک قرار دے دیا ہے۔ (ذکر محمد بن عبد الوہاب)
پھر اس کے حاشیہ میں بتایا کہ دو کون لوگ ہیں :-

”موسیٰ بن عبد الوہاب ہیں جنہوں نے اس امور کو شرک قرار دیا
جیسا کہ اہل مکہ کی طرف ارسال کردہ اس کے بیٹے محمد اور بیٹے عبد اللہ
کے مکتوب سے معلوم ہوتا ہے اور مولانا اسمعیل شہید نے تقویۃ الایمان

میں اکثر امور میں اس کی پیروی کی ہے۔

تقریباً دیا جاتی شرک کو غفر کے چند نمونے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں اور تلاش
میں کر دیا میں کون سا غرض نصیب ہے جو ان کی زد میں نہیں آتا۔

دل سے ناپا ہے مگر شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل

وجہ ناپا یہ کہ شرک لوگ شرک و توحید کے معنی نہیں سمجھتے اور ایمان

کا مطلب سمجھتے ہیں مالائکہ شرک میں گرفتار ہیں۔ (ص ۵)

یہی وجہ توحید لایان نامی کتاب لکھی گئی، اکثر لوگ مسلمان، مشرک سمجھتے

اور توحید کا مطلب بھی سمجھتا ہوں شرک کی تفصیل بھی دیکھئے :-

”مشکل کے وقت تیروں، پچیسوں، لاکھوں، ہشتادوں اور

زیریں کو پکارنا شرک، ان سے مراد ہیں انجنا شرک ان کی منتیں

اننا شرک، بہت برائی کے لئے ان کی تضرع و نیاز شرک، ہلاک کے

لئے، بے بیخ و بن کی نسبت ان کی طرف کرنا شرک۔

عبداللہ بن علی، بخش، حسین بخش، پیر بخش، غلام محی الدین غلام الدین

نہر بخش، شرک“ (مضامین، ص ۵)

مذہب توحید لایان کو مسلمانوں کی یہ وضاحت بھی مطمئن نہیں کرتی

کہ ہم جن عزت کو اللہ تعالیٰ کے برابر نہیں سمجھتے، ہم نہیں اللہ تعالیٰ کا بندہ

اور مخلوق سمجھتے ہیں، یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے سفارشی ہیں، ان

لئے خدا تعالیٰ ہے، اس قسم کی وضاحت کو یہ کہہ کر کہ ”اسی طرح کی خرافاتیں

کہتے ہیں۔“ (ص ۱، رد کر دینا ہے۔)

وَرِثَاۤءُ مِمَّنْ وَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا تَنْصِبُونَ
وَلَا يَنْفَعُكُمْ هَٰذَا شَيْءٌ اَلَا اَنْفُسُكُمْ كَفٰتٌ ۝۱۰

”یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو شریقی بھی سمجھ کر چمے وہ بھی شرک

برآ ہے ۱۰ (ص ۱۰)

حالانکہ یہ آیت صرف ان لوگوں (مشرکوں اور کافروں) کے بارے میں ہے جو کہ
لئے کے اسوہ کسی کی عبادت کرتے ہیں اور دنیا کا کوئی مسمان کسی مخلوق کی عبادت
ابوہا نہیں کرتا۔ صحابہ یا علیہ السلام کے وہ بڑے بڑے تلامذہ مسلمانوں ہی کو بہت کافر اور
مشرک قرار دے رکھے۔ یہ جتنی آیات کافروں کے بارے میں وارد ہیں سب کچھ
پرچیاں کر دی ہیں۔ یہ قرآن کریم کی کسی آیت سے ثابت نہیں ہوتا۔ یہ جہلن بالحدود
الہی کو سفارشی ماننے والا کا ذہن ہے۔

”جو کوئی کسی سے یہ منامہ، بکارنا، منست، ماسا، نذر و نیاز کرے۔

وکیل اور سفارشی بنانا کہے لو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے

سو اب جہل اور وہ شرک میں برابر ہے ۱۱ (ص ۱۱)

”پھر خواہ یوں سمجھے کہ بات حق کو اپنی ذات سے بے خواہ

کے اپنے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرت شرک نامہ ہے ہوتا

ہے ۱۲ (ص ۱۱)

یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم و قدرت مانا بھی شرک ہے ۱۰ اب خود ہی سوچئے کہ
اَسْتَيْنَاۤءُ مِنْ لَدُنَّا عَلَمًا اور وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُ
وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ غَیْبًا۔ بزرگان دین کا غلات پکڑ کر دعا مانگنا
شرک اور دوسری دشمنی کرنا شرک، مجاہدین کو خدمت کرنا مثلاً مجاہدوں کا شرک دشمنی
کرنا شرک، فوجی یا شرک، پالی پانا شرک، دمن و غفل کو لوگوں کے سے سامان

سب سے پہلے اس کو یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ کون سا جہنم ہے جس میں جہنم کے نام سے کہا گیا ہے۔
 کہ جس میں جہنم کی عظیم کرسٹ سے آئے خوش ہوتے ہیں اور اس
 عظیم برکت سے نہ شکستیں کھول دیں گے۔ ہر طرح شکر کا بت

ہوئے۔

۱۔ کہنا کہ سب سے پہلے تم میں آؤں گا، شکر کسی کو
 کسی شکر کسی کو شکر کہنا شکر۔ (ص ۱۲)

خود، مان کے مطابق سونہ بن جائے پھر چاہے فرعون یا ان کے
 سلطان جیسے گناہ بھی کر لیجئے، سب معاف ہو جائیں گے۔ ان کے مطابق رحمت ملے گی
 پورے جہنم میں۔

۲۔ دنیا میں سب گناہوں نے گناہ کئے ہیں کہ فرعون بھی
 دنیا میں تھا، وہ ان میں سے تھا، اس میں بیکر شیطان بھی اسی میں ہے
 جو لوگوں کے لئے گناہوں کے گناہوں سے بڑے ہیں جو ایک
 آدمی وہ سب کچھ کو بے نیکن شکر، سے پاک ہو کر جتنے اس کے
 گناہ ہیں نہ صاحب تھی ہی اس پر بخش کر دے گا۔ (ص ۱۲)

۳۔ جو جتنے لوگ اپنے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور
 تنہا ہی کہتے ہیں کہ یا محمدؐ تم اللہ کی بنیاد میں دعا کرو کہ وہ اپنی
 خدمت سے ہماری حاجت روا کرے۔ یہ بات غلط ہے
 جس سے کہیں نہ مانجھیں اسے رک ثابت نہیں ہوتا۔

۴۔ اس سے ثابت ہو جاتا ہے۔ (ص ۲۰)

۵۔ ان کے لئے کے ساتھ نہیں ہے اور یہ ان کی بات ہوگا

جب اللہ تعالیٰ کو درود مانا جائے گا، مہربان باز کا والہی کو دروست کیا تو بیک
لازم آئے گا، معاذ اللہ!

حصن حصین میں مذیث ہے :

وَرَأَى أَمْرًا دَعَوْهُ فَلْيَكُنْ يَا عِيسَىٰ سَلَامٌ
يَا عِيسَىٰ أَدْنَىٰ إِلَهِ أَحْسَنُونِي يَا عِبَادَ اللَّهِ أَحْسَنُونِي۔

”اگر مد طلب کرے تو کہے اسے اللہ کے بندو! میری مدد کرو
اسے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ اسے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔
قواب قطب الدین غفر جلیل شرح حصن حصین میں لکھتے ہیں :-

”میرک شاہ نے بعض علماء ثقات سے نقل کیا ہے کہ یہ
حدیث حسن ہے اور محتاج میں طرف اس کے نام مسافر اور مستحق
سے روایت کی گئی ہے کہ یہ مجرب ہے اس مقدم میں :-

تقریر الدیوان کے مطابق اس حدیث پر نہ صرف پکارنے کے اعتبار سے
بکہ مانگنے کے اعتبار سے بھی شرک کا حکم عائد ہو گا۔ فقہ ابو حنیفہ نے من ذلک
”سواب بھی جو کوئی کسی مخلوق کا عار میں تعریف ثابت کرے، پنا
دہل سمجھ کر اس کو منے سواب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ
اللہ کی برابر نہ سمجھے اور اس کے منقاد کی طاقت اس کو ثابت نہ کرے“

اس ۳۲

شرک گری کا شرک کس قدر شدہ ہے کہ جو شخص کسی مخلوق کے لئے
جہان میں تعریف ثابت کرے یا کسی کو پناہ دے اس پر شرک کا فتوے جاری

پہلے ۴ ارجہ وہ جس صوبہ کو شہرستان کے بارہ دھانے، اللہ تعالیٰ فرشتوں
 کے ہاتھ میں دلاتا ہے۔ صائف، قیاب، آئندہ، قسم ہے ان
 دستوں کی جو سورہہ کا نظام کرنے والے ہیں۔ "قرآن پاک کے مطابق بنی اسرائیل
 ۲۴ مرتبہ ہیں۔" مؤمنوں دعاؤں کے ساتھ "اس کے مومن" (علیہ السلام)
 اپنے رب سے ہمارے لئے دعا کیجئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے روز تمام مخلوق انبیاء کرام
 کی خدمت میں حاضر ہوگی اور ہر وہ عالم محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں
 حاضر ہو کر عرض کرے گا کہ یا اللہ! میں نے اپنی شفاعت کیجئے اور میں اس
 سبب سے بہت درد پیچھے جس میں ہم غلام ہیں، یہ وہ حالت نہیں تو اور کیا ہے؟
 صورتِ انبیاء کے مطابق تو قرآن و حدیث پر بھی شرک کا الزام آئے گا اور جب
 قرآن و حدیث ہی اس الزام سے بری نہ ہوئے تو اور کسی کے لئے کہاں
 گناہ بخش ہوگی؟

صفحہ ۳۵ سے، ہم تک شفاعت کا حکم کھلا انکار کیا ہے جس کی
 خصوصیت تحقیقِ امت سے میں ملاحظہ فرمائیں گے۔
 صاف عالمین سے برگشتہ کرنے کے لئے لکھا ہے :-

وہ کسی کی راہ و رسم کو ماننا اور اس کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ
 محض منہ باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے
 خدائی جو تجر کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرک
 ثابت ہوتا ہے۔ (ص ۱۲۷)
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

مَنْ شَرَكَ هَذَا لِيَذْكُرَ أَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

” اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھو۔“

اب سوال ہے کہ بل طر کے قول پر اعتقاد کیا جائے گا یا نہیں یہ اگر علم والوں سے پوچھنے کا کیا فائدہ؟ کیا معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حقیقت کا حکم دیتا ہے اور اگر ان کے قول پر اعتقاد کیا جائے تو تقویت لایا جانے والا حق منسرب نظر آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس نشان کو تعمیل جو ہو گی کھو جائے گی۔ بات بے شرف و بے حرمت کو کوئی ایسا نادر عالم کتاب و سنت کے مقابل قول کرنے کی جرأت نہیں کر سکا وہ وہی حکم لایا گئے گا جو خدا و رسول کا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں بھی دو نام لکھنے کا طریقہ یہ بنایا ہے کہ اسے اللہ! ہمیں راہ راست کی رہنمائی عطا فرما، جو کچھ ہو مگر واد بقدرہ کا یہ کہ کتاب ہے کہ جس راہ پر میں چل رہا ہوں وہی راہ راست ہے۔ اس سے مراد کس قدر نشانہ یہ بیان فرمادی صراط الذین نعمة علیہم لا یضلون۔ انعام یافتہ حضرات (انبیاء، صدیقین، مشہد اور صالحین) کی راہ اختیار کرے۔ اور راہ راست پر ہے اور حیران کی راہ سے ہرگز نہ ہوا غلط کار اور گمراہی ہو سکتی ہے۔ انجیل کو امر ہے کہ کسی کی راہ وہ نہ سکو ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سب سے بھلائی نہ کرے۔

چاہے یہ بھی تفاوت راہ اور گمراہی نہ ہو بلکہ

معاذ سنت صالحین تک ہی نہیں رہ جاتا بلکہ شی اگر ہم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کو واجب الاحاطت ماننا بھی شرک قرار دیا جائے۔

” یہ خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھئے کہ شرع نہیں کہ حکم ہے ان کا جو

ہی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات لگی امت پر لازم ہو جاتی تھی، سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے بعد ازل حکم اللہ ہے اور پیغمبر خبر دینے والا ہے۔“ (ص ۷۷)

ہے اَجْنَمُوا اللہَ وَآطِیْعُوا التَّسْوِیَۃَ اللہ کی
 ہر حکم و ہر حکم کی اطاعت کرو اگر رسول کے حکم کی اطاعت لازم نہیں ہے
 تو اللہ سے سوا کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے؟

حضرت مرتضیٰ مابین نے پوچھا کیا حج ہر سال فرض ہے؟ حضرت علی رضی
 اللہ عنہ نے فرمایا: جب انہوں نے دوسری اور تیسری بار یہی سوال کیا تو فرمایا
 تَوَلَّیْتُ مَعَهُ تَوَحُّشًا اگر میں ان کہہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا۔ مولوی
 حسن دہلوی کا نزدیک ہے کہ جو شخص یہ سمجھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے علیہ وسلم کے اپنے
 فرض سے کونسا وجہ ہر ہاتھ ہے تو دہلوی کے نزدیک شرک واجب ہو جاتا
 ہے۔ بہت کھینچ دیا ہے کہ وہ اشیا جن کے بارے میں نفس وارد نہیں ہوئی
 حضرت علی رضی اللہ عنہ نے علیہ وسلم ان کا حکم فرمادیا تو واجب اور اگر منع فرمادیا تو ممنوع
 مَا خَلَفَ مِنْ شَيْءٍ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔

تو میری باتیں اور میری قدس سرہ فرماتے ہیں

مَنْ يَتَّبِعْ الْأَمْرَ لَنَا هِيَ فَلَا أَحَدٌ

أَبَى فِي قَوْلٍ لَا يَمْنَعُ وَلَا نَعَم

ہے یہی علی رضی اللہ عنہ نے علیہ وسلم حکم دینے والے منع فرمائیے

میں کوئی شخص نہم در لا، ان اور نہیں اسنے میں آپ سے سچ نہیں
 ہو سکتا؟

نیک کہ کو جس بے دردی سے شرک قرار دیا ہے وہ بڑا ہی خوفناک
 خدا ہے۔ میں علوم پرنا ہے کہ ایک دیوانہ یا سوا پر آدمی جو وہی تباہی منہ میں
 کہتے تھے، مانتے ہو۔ اور غلط ہو۔

اگر کسی کو یہ بات پر کسی کے عقائد پر مانا اور دوسرے

مسکن اور سفر کی رنج و تکلیف طحا کر دیے کچھے جو رو بہان سپہ
 اور وہاں جا کر جاو چڑھائے اور منہیں پوری کرنی و کس دہشت
 کا طواف کرنا اور اس کے گرد و پیش کے مشکل کا ادب کرنا اور
 لشکر دکرنا، و رخت نہ کاشنا، گھانس نہ کھاڑنا اور اسی قسم کے
 کام کرنے اور ان سے کچھ دین و دانا کے فائدہ سے کچھ کھانی
 یہ سب شرک کی باتیں ہیں، ان سے بچنا چاہئے کہو کہ یہ معاملہ
 خانی ہی سے کیا جاتا ہے، کسی غفلت کی پرستان نہیں کہ اس سے
 یہ معاملہ کیجئے ۲ (ص ۳۵)

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ معاف نہ! اللہ تعالیٰ کی توبہ بھی ہے
 جہاں دوسرے قصد کر کے جانا چاہئے اور اس کا طواف کرنا چاہئے کہو کہ غور
 فقیر نے الایمان یہ معاملہ خانی ہی سے کیا جاتا ہے۔

ان کو پر تفضیل گفتگو زر محمد الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین
 مراد آبادی قدس سرہ کی تفسیر طیب الطیب الایمان میں کی گئی ہے، نبی اکرم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، خبرو رہنم
 قبروں کی زیارت کیا کہو کہ یہ زیارت آخرت کی یاد دہانی ہے اور دنیا
 سے بے رغبت کرتی ہے ۲

لیکن عمومۃ الایمان کے معانی قبر پر جانا شرک ہے، خاص طور پر روضہ مبارکہ کی
 زیارت کے بارے میں متعدد حدیثیں وارد ہیں، ایک حدیث میں ہے منہ
 حجة و لکن سیدہ بنی فہد حجاجی جس نے حج کیا اور مہری زیارت
 نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا، فقیر نے الایمان کی دوسری دوسری قصد کر کے جانا شرک ہے۔

دوب بر کے سن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ارشاد علامہ ہے :-
 بعدہ جنب کرت طواف کند و ران تکبیر بخواند و آغاز از دست
 بچہ جدا طرف پاں رخسارہ بند و باید نزدیک روئے میت
 پسند بگوید یا رب است و یک بار :-

(واللہ تعالیٰ اعلم و یا رب است)

فقیر نے بیانِ ان کے معنی حضرت شاہ صاحب مشرک ٹھہرے
 کہ وہ طواف قبر کا حکم دے رہے ہیں کہ دائیں جانب سے شروع کرے
 سات پکر جائے اور بن تکبیر کے میت کے پاؤں کی طرف رخسارہ رکھے
 پھر میت کے چہرے سے نگر ۲۱ مرتبہ یا رب کہے۔

نہی اگر مصلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :-

لَا يَحْزَنُ مَا سَبَّحَ لَا بَغْيَ الْمَوْتِ يَسْتَدْرِكُ
 مَنْ عَلِمَ يَحْتَظُّ هَذَا أَوْ يُقْتَلْ صَدَقَ

مشکوٰۃ شریف، ص ۲۲۹

میں :- بڑھیسے کے دونوں سنگستانوں کے درمیان اچھڑ

کو حرام کرتا ہوں، اس کے درختوں کا کاٹنا اور اس کا شکار کرنا :-

اسی کو غزوۃ الایمان میں شرک قرار دیا گیا ہے۔

تذکیر لاخوان، غزوۃ الایمان کا دوسرا حصہ عربی میں مختار مولوی امجد علی
 دہلوی کا ہے وہ تھا کہ اس کا مدد و ترجمہ کیا جائے لیکن جہلتِ مذہبی اس کے مرید
 محمد سلطان سنہ ۱۲۰۰ھ میں جن امور کو بدعت اور گمراہی قرار دیا ہے
 ان کو نہ مستحکم قرار دے، چند مثالیں علامہ ہوں :-

”بچہ میت کوئی قدری، کوئی سودا، کوئی نقشبندی، کوئی چشتی

ہے، انکے گھٹ کے سبب ان کے تھکان و جدیت پر عمل کرو اور سخت
کے طریقے کے موافق مسلمان و ہجو اور یہود و نصاریٰ کی طرح کئی
فرقے منب ہو جائیں (ص ۱۹)

یعنی حشری، نقشبندی، قادری اور سہروردی، غنائیہ یہود و نصاریٰ
کی تفرقہ بازی کی طرح ہے۔

سنئے سنئے فرقوں اور مذہبوں؟ مذکرہ کوئے جو سے کھا۔

۵ ایک فرقے سے گونہ نشینی اور رنگ امر یا معروف و غنی عن

المنکر اختیار کر کے شغل بمذبح انصاف پیش کیا اور نہار مقننوں اور ختم

اور قوشے اور طرح طرح کے ورود و قلیڈ او، غنائیہ اور انشے

نقویہ اور آتار سے اور حاضر تہیں اور غریب اور غیروں پر مراقبہ اور

باہر راگ سننا اور حال لانا، بکلا کیا اور مشائخ اور پیر کدے سے، پیر

کسی نے آپ کو چستی مقرر کیا اور کسی نے قادری اور کسی نے نقشبندی

کسی نے سہروردی، کسی نے دھامی پھر لایا (ص ۱۹)

نقویۃ الایمان کے مطابق تمام سلاسل کے مشائخ اور مریدین بد مذہبی تھے

”مشادی میں سہرا بانہا، عہد میں بنگلیر ہو کر لٹا، شہزاد میں

روشنی کرنا، تیمب، دھواں، جالیسواں، ہر سی مردوں کی کرنا انشا اور

رسول و غیرہ کی تعظیم کرنا، یہ سب ہندوؤں کی اور اپنے عالموں اور

مولوہوں اور درویشوں کی نکالی ہوئی ایجاد کی بات کو خدا اور رسول

کے فرمودے کے برابر سمجھنا اور اس کی تعظیم نہ کرنا“ (مضامین)

اور کہا ہوا سونے پر جمی کرنا، ہمیشہ کے واسطے چہرہ بر سر اور

چار بیٹے کی تہید کرنا اور ہمیشہ کی شادی کی کھنکھ کرنا، وایح الاولین کی پوری

میں ریشہ ریشہ اور سب دہریوں کی صورت کے پیدا ہوئے کا ایک
 کوہستان تھا، ریت کی گڑبڑ میں کھڑا تھا، تنہا میں مل کر کھانا پھول
 میں جھپٹے، دروہوں کا کھانا، بعد نماز عید میں بنگلہ ہو کر منیا کرتے
 کرنا، درختوں کے نیچے میں کھوج کرنا، کھنڈی پر کھڑے وغیرہ کھانا اور
 قبریں قلعے کے نیچے رکھا، دیشہرو رکھا، اور نیمہ دسواں چالیسواں
 دسواں ہی درہری میں نروہوں کے کرنا، درختوں میں وجہ کرنا،
 عاموں کو قبروں پر چلانا، قبروں پر چاندی ڈالنا، مقبرے
 میں، قبروں پر تاریخ لکھنا، وہاں چراغ جلانا اور دروہ ناد علی اور
 مزید لوگوں کے نام کے اور معتقد کے حق میں تقلید ہی کافی جاننا

(ص ۹۶ تا ۹۸)

عہد

۱۔ میں یہ کہ ایک سو پچیس کے منصوبے کے تحت عامۃ المسلمین کو
 مشرک اور بدعتی قرار دے کر ایک سن حرمت کی بنیاد رکھی گئی سبھا و مشرکین
 کا حق میں مذکور پہنچا کہ جو انظر کے مدئے آیا اسے مشرک قرار دے دیا
 یہ بھی مشرک وہ بھی مسرک، ہم بھی مشرک اور ہم بھی مشرک، تقویت الایمان
 کے مطابق مولوی سمیل دہلوی سمیت دنیا کے تمام افراد مشرک ہیں۔

مشکوٰۃ ترمذی کے حوالے سے دہلوی صاحب نے ایک حدیث
 منکد ہے جس کا اصل یہ ہے کہ فیما ست کے اشرقتے ایک پاکیزہ ہو اچھا
 جوہر میں نعل کو قبض کر لے گی جس کے دل میں رانی کے برابر ایمان ہو گا، وہی
 لوگ باقی رہ جائیں گے جس میں کچھ خیر نہ ہو گی تو وہ اپنے آباء کے دین کی طرف
 لوٹ جائیں گے۔

اس کے بعد مولوی سمیل دہلوی نے سب سے فائدہ ایک فائدہ کا اضافہ

کرنے پر۔ لکھا۔

سحریت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا میں قدیم حرکت بھی مذی ہو

میں بغیر خدا کے ذرات کے موافق ہو۔ ۵۰

پہلے وہ ہوادہوی کی قسمت کے لیے، پھر مکی حد و دیا میں نقل ایسا
شخص اتی نہیں ہوا جس کے دل میں رانی کے داد کے برابر بھی ایمان ہو، گوئی و روی
ہستیل و ہوی کا کیا حال ہوگا؟

حضرت علامہ قاضی سائمن قدس سرہ تعالیٰ فرمت میں فرماتے ہیں :-
تَقَطُّعُ سَبْتِ كَوْنِهِ كُنْ فَاَسْطَلَّ قَالُ حُرُوكَ مَوْضِعِ
يَسَّ إِلَى تَضَلُّبِ لِي الْأَمْتَرِ -

”جو کوئی ایسی بات کہ جس سے تمام امت کو گمراہ ٹھہرنے
کی طرف راہ نیکی وہ یقیناً کافر ہے۔“

چونکہ تقویۃ الایمان میں عامۃ المسلمین کو مشترک اور بعض افراد یا گھیب
اس لئے علماء اہل سنت نے سختی سے، اس کا نقشہ باہمان تک کہ شاہ عبدالعزیز
تحدیث دہلوی نے بھی اس سے براہ راست اور ہزاروں کا تکرار فرمایا، مولانا محمد کبیر الرحمن
مولانا محمد موسیٰ، حضرت شاہ احمد سعید مجددی، مفتی صدر الدین قادری، شاہ
فضل حق خیر آبادی، شاہ عبدالحمید بدایونی اور شاہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ
ایسے اکابر صحابہ نے تقریر و تحریر کے ذریعے رد فرمایا کیا، کہ لوگوں نے ان کو بات
کو ایسا کر حمایت کا راستہ اختیار کیا، پھر فریقین میں وہ مکرر آرائی ہوئی کہ ہوا بند
میدان کا مدار دکھائی دینے لگا۔

کیا کہل ڈی ہوس دیا ہو یا سب سے کہل گیا کہ ہم خود کو اپنی تلاش سے مدد
معاصلت ہو جائے گی اس لئے امتراق کا بیج پودا جا بیٹھتا ہے۔ یہ تو بے بسی ہے کہ وہ
شخص کو اس توقع میں نہ ہر دے دیا جو کہ خود راست چٹ ہوئے کے بعد معاصلت
ہو جائے گا۔ کاش کہ مولوی ہمیں دہری کی کتاب لکھ کر میرا نہ دے دے اور طبع نہ
کا سبب نہ بنے

مجاہد اسلام مولانا حسین علی بن سبب و خلد کو اس دعا سے نوازا حضرت
کی پرکھوں اور سعادتوں سے مالا مال کرنے کے کاموں نے مکتبہ النسخ و تصویف
ترکی سے اہل سنت و جماعت کی حریت اور روایت کے دو ہیں سبب نہ نہ
نہ ہر چیز شائع کر کے ہیں الا قوامی سطح پر منت تقسیم کیا ہے۔ ان کی کوشش نہیں ہر جگہ
مثلاً نچ عظام اور عمارتوں کے لئے بہترین مثال کی محبت رکھنی ہیں۔ ہر سبب
عزت و عاقبت مسکب اہل سنت کی بقا سے وابستہ ہے اس سے مسکب
اہل سنت و جماعت کا تحفظ اور اس کی اشاعت ہر جگہ ہر سبب ہر جگہ ہر جگہ ہے

تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ

مودی اسماعیل دہلوی نے ۱۵ محرم ۱۲۳۰ھ کو تقویۃ الایمان لکھی، کسی شخص سے اس کی ایک عبارت نقل کر کے سٹامپ و فضل حق خیر آبادی کی خدمت میں پیش کی جس میں شاعت کا حکم کیا گیا تھا۔ علامہ نے ۸ رمضان المبارک ۱۲۴۰ھ ۱۸۶۵ء میں تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ (سرکشی کے ابطال میں فتوے کی تحقیق لکھی اور جواب کا حق ادا کر دیا۔

تقویۃ الایمان (مطبوعہ مکنائے پریشاد دہلی) کے ص ۳۵ سے ۳۸ تک مدد شامت پر گفتگو کی گئی ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے :

شاعت کی تین قسمیں ہیں :-

۱۔ شامت و جاہلیت، مثلاً بادشاہ کے پاس کسی مقتدر و ذریعے ایک مجرم کی شامت کی بادشاہ اس خطرے کے پیش نظر اس کی سفارش مان لیتا ہے کہ وہ اس کی صورت میں وزیر یا راض ہو جائے گا اور نظام مملکت میں خلل پڑ جائیگا۔ اس اعتبار سے بادشاہ الہی میں شاعت نہیں ہو سکتی کیونکہ کسی بھی بزرگ شخصیت کو بادشاہ الہی میں ہر مرتبہ حاصل نہیں ہے۔

۲۔ شامت و جاہلیت کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے جانب و گردن دوں نمی اور دلی اور جن دفر شستہ جبریل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر یہ پکار ڈالے " (ص ۳۵)

۲۔ شفاعت بالحبس : مثلاً بادشاہ کا محبوب سفارش کو کہے اور بادشاہ اس کی

سفارش اس لئے قبول کرے کہ کہیں محبوب خود بخود جاسے اور اس کے دوستوں سے ملے۔ منجی لاحق نہ ہو۔ یہ شفاعت میں بارگاہ النور میں ہوگئی

۳۔ شفاعت بالذن : مثلاً چور گرفتار ہو کر بادشاہ کے سامنے پہنچے ہوئے

وہ ہمیشہ کا چور نہیں ہے۔ اپنے کئے پر نادم ہے اور کسی امیر و وزیر کی پناہ

منیں لیتا، بادشاہ اس سے معاف کرنا چاہتا ہے لیکن آئین بادشاہت

خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کر سکتا، کوئی امیر و وزیر اس کی مرضی

پھر اس تعمیر وادار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے

کو خواہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تعمیر معاف کر دیتا ہے

سو اللہ کی جناب میں ایسی قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے اور جس نبی و ولی کی

شفاعت کا قرآن و حدیث میں ذکر ہے، سو اس کے معنی یہی ہیں، مختصراً

چونکہ قرآن و حدیث سے انبیاء و اولیاء کی شفاعت ثابت ہے

اس لئے پہلی دو قسموں کا کھلم کھن انکار کیا اور تیسری قسم کے انکار میں حدیث سے

کام لیا کیونکہ تفویذ الایمان کے مطابق تیسری قسم میں بعض بظاہر شفاعت ہے

در حقیقت اللہ تعالیٰ خود مجرم کو معاف کرنا چاہے گا لیکن آئین بادشاہت کا خیال

کو کہے بے سبب درگزر نہیں کر سکے گا اس لئے نبی و ولی اللہ تعالیٰ کا منشا

معلوم کر کے شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ ہر لئے نام اس شفاعت کو قبول

کر کے از خود مجرم کو معاف کر دے گا۔

دیکھا آپ نے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کا عجز ثابت کیا کہ بے سبب

درگزر نہیں کر سکے گا اور کس عیاری سے انبیاء و اولیاء سے شفاعت کی اس قسم

کی بھی نفی کر دی۔

رہے۔ جواب میں کہہ کے علامہ فضل حق فرمادی کہ سے دسویں ذیلی ۱۲۰۷

تحت

میں حق ہے، اچھا؟

۱۔ علامہ سید الامام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ علیہ وسلم کی تفسیر شان پر مشفق ہے

سہی،

۲۔ علامہ سعید بن سے وصالی کا نسخہ کی طور پر کیا حکم ہے؟

حضرت علامہ نے جواب کو چار معانیات پر تقسیم کیا ہے :
پہلا مقام : نہایت کی حقیقت اور اس کے اقسام اور بالخصوص اس پر اضافی
سے اندہ علامہ علیہ وسلم کی شفاعت کا بیان۔

دوسرا مقام : قال ذکر کے کلام کا ابطال۔

تیسرا مقام : یہ کلام حضور سید المرسلین سے اللہ تعالیٰ نے علیہ وسلم کی تفسیر شان
پر مشفق ہے۔

چوتھا مقام : علامہ شریعت کے نزدیک اس جرم کے ترک کا حکم۔
ہر مقام میں عقلی و نقلی دلائل تفصیل سے بیان کئے اور آخر میں سوال نمبر ۱
کے پرچہ اور جواب بیان کیا جس کا خلاصہ یہ ہے :-

علامہ سرابھوٹ اور فریب سے کہہ کر اس میں گناہگاروں کی نجات
کے لئے شفاعت کے سبب ہونے کا انکار ہے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم تمام نبیاء و اولیاء اور ملائکہ کی شفاعت و جاہلیت اور شفاعت
محسن غنی ہے اور یہ عقیدہ قرآن، حدیث اور اجماع امت کے خلاف
ہے جیسا کہ تفصیلاً پہلے مقام میں بیان ہوا۔

۱۔ شک اس قدر کہ حضرت محبوب رب العالمین تمام نبیاء و ملائکہ

اور لایا کلام کی تحقیق پر مشفق بنے جتنا دیر لے رہا ہو ۔
 اس نے نہ تو کلام کا حال شرمندہ اور نہ ہی دے دے نہ سنبھلا دینے کا
 ہے۔ بلکہ سلطان نہیں ہے دوسرا اس کا نظریہ اس وحفہ ہے
 یہ فہم۔ بعد کے علماء کے لئے مشعل۔ و ثابت ہو اور قابل
 نے بطور حوالہ اس کی عبارتیں لیں گی۔

حضرت مولانا شاہ فضل رسول دہلوی مدنی سرمدیہ نے ہیں
 "مولوی فضل حسن خیر آبادی سے جڑا تھا۔ ایک عالم و صل
 میں مولوی اسماعیل وغیرہ کو ان سے کچھ نسبت نہیں علوم خیر و خیر
 اپنے والد ماجد سے کہ گجرات سفر تھے۔ حاصل کئے مولوی اسماعیل
 کے دو بردار کار و دال کیا اور مکفیہ کی۔ نسبت نحریر کی آئی۔ نزد
 شفاعت میں مولوی اسماعیل نے حرکت مذہبی کچھ جواب میں کی۔ "خو
 عاجز و سکت ہو گئے اور تحقیق الفتوئے فی دواہل العنوی کہاں
 شرح و بسط سے مولوی فضل حسن صاحب نے لکھا "۱۷
 اس کے بعد تحقیق الفتوئے کے آخر سے فوے کا خلاصہ نقل
 کیا اور بعد میں فرمایا :-

"میری وہ تخط اکثر علماء کی اس پر نسبت ہو میں "۱۸

حضرت مولانا غلام قادر بھروی اچنویں نے اردو میں اسلام کی
 گیارہ کتابیں لکھیں اور بے شمار فضل خدا ان سے مستفید ہوئی۔ نے بحر الحقیقہ

حق کو بلی ہوئی ۶۶۔ م۔ م۔ کے حوالہ سے قرآن کا خلاصہ نقل کیا ہے
 و خلاصہ نقل کرتے ہیں۔
 "تاج کی بات نہیں مگر ایسے مباحثے و مذاکرہ مصنف
 عجمی ایمان سے دہلی میں علماء و حضلاء اہل سنت و جماعت
 کے ساتھ اور اس وقت مصنف مذکور مطلوب ہو گیا تھا لیکن
 یہ بہت سال کی کام فرنگراچی مدت سے باز آیا اور اس پر
 مئی ۱۹۰۷ء کے بعد تصنیف کتاب مذکورہ کے تحریر
 ہوئے۔" طے

موت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔
 "اور اگر حضرت عبدالرشاد جہان آباد کی مہربانی پر شہت میں طے
 علماء و حضلاء حق مہربانی نے تقویۃ الایمان کی اس عبارت پر
 مئی شہنشاہ کی تویہ شان ہے الخ"

تہذیب دہلی کے مسٹر قنوج نظیر برہمہ بحث کی تھی کہ اوصاف کامل میں
 ذکر صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر منسوخ بالذات ہے اور اس پر ایک دلیل
 یہ دی کہ۔

گزشتہ بھاداد محرم کا تعلق اوصاف کامل میں نبی اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی خبر کے ساتھ صحیح ہو تو اللہ تعالیٰ کے
 تعریف و تہلیل و تہلیل کے ساتھ آئے گا کیونکہ اوصاف کامل میں حضور صلی
 اللہ علیہ وسلم کی نظیر و تب کی کامرادی نبی ہی ہو گا اور حضور

میں علیہ ذی کا رکے بیا اپنے رحم میں آوے مگر آیت تعلیم
 و جہود خدا کے مخالف موازست ہے جیسے مولوی امین صاحب
 کے کذب کا مکان کلام ربانی میں مخالفات اذہ نقیہ و عقیدہ کے جائز
 و کریم قسین نور و کبر قسین اظہار مہم قسین اختراعی
 عس منو کدیت یضیل الناس بحسیر علم
 یت منہ لا یقیدنی انقویم الہ لیلیمین کے ہوئے۔ ملہ
 بہ مولوی محمد لدھیانوی نے مسئلہ اذہار النظر میں شاہ فضل حق خیر آبادی
 کی مخالفت ثابت دیکھا ہے۔

مولوی فضل حق صاحب اور قسین ان کے مثل مولوی غلام دستگیر
 صاحب قصوری و غیرہ نظیر خاتم النبیین کو ممتنع بالذات قرار دینے
 میں سخت مدعی ہیں، دلائل غنیہ و قلیلہ بالکل ان کے مخالف
 ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ علامہ فضل حق خیر آبادی کی کوئی تصنیف مولوی محمد لدھیانوی
 کے سلسلے نہیں مگر اس لئے علامہ کی کسی دلیل کو نقل کر کے اس کا جواب نہیں دیا۔
 امکان کہ وہ باری تعالیٰ کے دوسرے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا
 شاہ احمد رضا علی دہلوی قدس سرہ کے متعدد رسائل تحریر فرماتے ہیں جو سب
 سبوح میں جوہر ہے میں اس تک مضامین تقاضے کسی کو ان کے جواب دینے
 کی صحت نہیں دیتی۔

مولانا احمد حسن کا چہرہ نے رسالہ مبارکہ تنزیہ الرحمن میں شاہ
الکذب والافتضان لکھا اور اس میں منظرہ جالوہ کے دو بندہ استلالت
پر بھی کلام کیا ہے

مولوی محمود حسن دیوبندی نے اس کے جواب میں انجیل و نسطر
لکھی جس میں اس نے نفاے کے لئے جھوٹ کا امکان نام کر کے
تمام افعال قبیحہ قدرت باری نفاے کے تحت داخل ہونے کا اعتراف کرتے
ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں :-

” افعال قبیحہ کو مثل دیگر ممکنات ذاتیہ مفدور باری تعالیٰ حق

نظیم فرماتے ہیں کیونکہ خدائی ہے تو ان (ان) کے صدور میں ہے

نفس مفدوریت میں اصل کوئی خدائی نعر نہیں آتی :-

چند مٹور کے بعد لکھتا ہے :-

” بالحد قباح کے صدور کو ممکن بالذات کہنا بجا اور مذہب

اہل سنت ہے البتہ بوجہ امتناع بالغير ان کے ممکن و فعلیت

صدور کے کبھی ذمت نہیں آ سکتی “

مولانا حکیم سید پرکاش احمد ٹوٹکی نے تصمصام الذہب لاس

المغربی علی الشہد الکذب اور مولانا مفتی محمد عیسیٰ شاہ ٹوٹکی نے بحالۃ الراجب

فی امتناع کذب الواجب لکھ کر عقیدۃ اسکان کذب کا رد میں فرمایا :-

حضرت پیر سید مر علی شاہ گڑووی قدس سرہ نے ۱۹ محرم ۱۳۳۰ھ

۱۹۱۸ء مولانا احمد قادی مولانا شاہ ۱ ذکرہ علیائے اہل سنت (مطبوعہ کراچی ۱۳۲۰ھ) ص ۲۸

۲۸ لکھ محمد حسن دیوبندی الحمد للہ (مطبعہ بلان ساؤ جودہ) ص ۳

۱۰۱۔ اگر انجمن مسانیرہ لاہور کے مجیدی صاحب مدظلہ جیسے میں تقریر فرمائی، مشہور
 محدث حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی قدس سرہ بھی تشریف فرما تھے
 حضرت سے اپنے خطبہ میں مسئلہ امتزاج نظیر اس حدیث سے بیان کیا کہ اہل علم
 عرش عزرائیجے، فرمایا :-

و. ول ظهور انت حین الرحمن علی
 العرش استوی. تالی شیوناتہ المبینہما
 رحمتک لمرحمة للعالمین کما ان آخر
 رحمتاتہ (یعنی ان یکون کما انت آخر
 رحمتاتہ اذا ما یشفع عندہ) الا مبادنتہ
 وں دستہ، فهو علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 اول ما خلق اللہ نورہ کما ان آخر بیخاتہ
 السببین ظہورہ و من هنا امتنع مشد و
 نظیرہ، فان، لا اول لیس بیان و کما ان الثانی
 لیس باول، فامتناع شریک الباری عز
 اسمہ من ذاتہ کما ان عدم امکان نظیرہ
 علی اللہ علیہ وسلم من حیث بعض صفات
 نع ہر ان السعد و ذات غیر محطۃ بالمعلومات
 فاصح الامر با وضع الدلالات بغير محل
 مسئلہ امکان اسکذب و امتناعہ انہم امرنا حقیقتہ
 لاسیاد کما ہی

”ہمس کا پہلا تصور الرحمن علی ارحمن واسمہ“
 کے وقت تھا، اس کی دوسری تیار دوست جس کی بشارت وہ
 اس مسئلہ کے لایا رحمت للعالمین میں دیکھی جتنے جملہ
 اللہ تعالیٰ کی غری رحمت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جس
 سب سے پہلے نفاخت کی باز دست دی جانے لگی تھی کہ وہی جو
 تعالیٰ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ سے سب سے پہلے پیدا فرمایا جسے
 کہ خاتم النبیین ہونے کی حیثیت سے آپ کا غور سب سے آخر میں
 ہے، اس بنا پر آپ کی مثل اور نظیر ممتنع ہے کہ یہ کھد اول ثانی نہیں
 ہو سکتا جیسے کہ ثانی اول نہیں ہو سکتا، شریک الہاری، ذی اللہ کے
 انہار سے ممتنع ہے اور نہ ہی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظیر
 آپ کے بعض اوصاف کے اعتبار سے ممتنع ہے کیونکہ ظاہر ہے
 کہ تمام معصومات قدرت کے تحت داخل نہیں (واجب اور ممتنع)
 معلوم ہیں لیکن قدرت کے تحت داخل نہیں اس قدر ممکن کہ کذب
 اور افتراء کذب کو داخل دے بغیر مسند (متنازع نظیر نہایت واضح
 طور پر ثابت ہو گیا، اسے اللہ! ہمیں ہاشیاء کی حقیقت افسردہ کی؟

سبب، البتہ کے حوالہ سے اس سے قبل بیان ہو چکا ہے کہ

علامہ فضل حق خیر آبادی کا مولوی اسمیں دعویٰ سے تحریری مناظرہ بھی ہوا، جس
 میں مولوی اسمیں دہلوی عاجز و ساکت ہوئے، تخمیناً اٹھوٹے کے جواب مولوی
 اسمیں دہلوی کے شاگرد مولوی حیدر علی ٹوٹکی نے ایک رس لکھا جس کے
 رد میں حضرت علامہ نے مناظرہ نظیر ایسی شہرہ آفاق کتاب فارسی میں لکھی
 جس کا جواب آج تک کسی سے نہیں لکھا۔ حضرت مولانا سید سلیمان اشرف

سادہ سابقہ مشہور روایات مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ کی کوشش کے تحت منظر
 ایک دفعہ بھی کوئی صاحبِ محبت اگر اس کی دوبارہ اشاعت کا اہتمام کرے
 تو یہ بڑی عملی و دینی خدمت ہوگی۔

تحقیقِ السنہ سے، سنہ شاعت پر بے نظیر کتاب ہے اس میں
 اگر بحث ہیں تو اہل محبت کے لئے فضائل و منافع کا فاضل ذخیرہ بھی موجود
 ہے، اس کے علاوہ سے یہ کتاب ہے کہ حضرت علامہ صرف منطق و حکمت
 اور دہ عربی برہی کامل دسترس نہیں رکھتے تھے بلکہ علوم دینیہ تفسیر،
 حدیث و اصول فقہ میں بھی گہری نظر رکھتے تھے، بلاشبہ یہ کتاب باب
 نظر و اہل محبت کے لئے ارمغانِ عظیم ہے۔ اصل کتاب چوکہ فارسی زبان
 میں بھی کس لئے فارسی کے ساتھ ساتھ اردو و ترجمہ بھی پیش کیا جا رہا ہے۔
 ہماری معلومات کے مطابق یہ کتاب اس سے پہلے نہیں چھپا
 حضرت کی بات ہے کہ اتنی اچھی کتاب ایک سو ساٹھ سال تک منظرِ عام پر
 نہ آئی جب کہ تقویۃ لایان کے میسرول ایڈیشن چھپ گئے اور مسلسل
 جنگ دی، ۱۹۵۰ء کے بعد صوبہ سے زیادہ مصائب و آلام کا شکار علماء
 اہل سنت ہوئے۔

مگر یہ کی نظریں قابلِ عنان اہل سنت ہی تھے، پھر جب پریس
 پر بند دوں کیا، ثرو و غور و بڑھا تو بھی ان کے قہر و غضب کا بدنِ علماء اہل سنت
 ہی تھے، نتیجہ یہ ہوا کہ لکچر کی شاعت کے میدان میں وہ کام نہ ہو سکا جو
 ہوا یا ہے مگر جہ تصنیف و بیعت کے میدان میں اہل سنت نے بڑا کام
 کیا، انھوں نے نہ صرف ہو سکی، محسنِ زود ماحول میں امتِ علمی
 کے عملی مجاہدہ قائم نہ ہوئے، ان سبب سے اہل سنت کا لکچر پر ضرورت

کے۔ علامہ ابن کثیر نے یہ بتا دیا کہ اب مجاہد نے پاکستان میں متعدد اعلیٰ
ادارے قائم ہو چکے ہیں اور ان کی طرف سے بڑی مقدار میں رقموں کا سامنے
آ رہا ہے۔ یہ ادارے اگر منظم طریقے پر کام کریں تو ان کی کارکردگی میں نہ پانچ
اضافہ ہو سکتا ہے۔

تفتیق الترتیب کا ایک مخطوطہ مولانا عبد القادر بشیر آبادی جامعہ قادریہ
فیصل آباد کے پاس تھا۔ براہِ رخصت میرزا محمد عبدالغفار خٹک صاحبزادی مدظلہ استاذ
عالیہ حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سرور احمد چشتی قادری قدس سرہ
نے ۱۹۵۸ء میں ان سے لے کر نقل کیا۔

مولانا قاضی عبدالنبی کو کتب محمد احمد تقی کے کی معرفت معلوم ہوا کہ
اس کا ایک مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور میں موجود ہے۔ انہی
کے توسط سے دونوں نسخوں کے مقابلہ کا موقع ملا، ۲۱ نومبر ۱۹۷۳ء کو
رازم الحروف تقابل سے فارغ ہوا۔

گزشتہ سال ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء رمضان المبارک کی تعطیلات
میں اس کا ترجمہ کرنے کا موقع ملا، اتنے مراسم کے بعد اب یہ کتاب قارئین
کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ پہلے اردو ترجمہ اور آخر میں اصل کتاب
فارسی رکھی گئی ہے تاکہ عام قارئین کے لئے آسانی رہے۔ فارسی نسخہ کے
حواشی میں دونوں نسخوں کا اختلاف دکھایا گیا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری
کے نسخہ کے لئے (پ) اور ذاتی نسخہ کے لئے (ذ) علامت استعمال
کی گئی ہے۔

ان دونوں نسخوں کے علاوہ ایک تیسرا قلمی نسخہ قاضی صدر الدین بزازری
(برکاتی پور) کے کتب خانہ میں موجود ہے، مولانا قاضی عبدالنبی کو کتب خانہ تقابل

۱۔ م و را کا گورہ سحر افسانہ خریجے۔ ایک نسخہ مولانا صاحبزادہ علی احمد
 رحیم آبادی کے پاس ہے۔ افسوس کہ راقم الحروف آخر الذکر
 سحر کی بہت سی کتب کو کھاتا

۲۔ م و را کا گورہ کی اہمیت کے لئے علامہ فضل حق خیر آبادی کا نام
 صحت کی حیثیت رکھتا ہے، کتاب کے آخر میں دہلی کے مشہور اکابر کی تصدیق
 مہربان ہیں جن سے کتاب کی ثقافت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

محمد غیبہ حکیم شرف فاؤنڈیشن

پتہ: ۱۰، قلعہ، لاہور ۱۰۰۰

ہوتے۔ ہرگز نہ مارا۔ نہ جیتا۔ اس سے کہنے لگے کہ اس کو خوش کو رہے
 کر پڑے بڑے نامہ صاحب ہو جائیں اور سلطنت کی وہ حق ٹکٹ چاہئے۔ اس کو
 نہ ملت وہاں تک کہتے ہیں یہی میں میر کی وجہ سے کہ جب سے اس کی
 سہاوش ہوئی۔ میں سم کی سعاد میں لڑکی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی
 وہ بھولی ہی ہوئی کہ اس کو اور ایشیہ کو کسی طرح سے کو کسی ہرگز کو اند کی جناب
 میں میں کہ کا بیج تھے وہاں میں مشک ہے اور بڑا جاہل کہ اس نے خدا کے
 کچھ میں ہی میں تھے اور میں مالک ملک کی قدر کچھ بھی نہ سمجھتی وہاں شہنشاہ
 کی تو یہ شان ہے ایک تن میں ایک کچھ کچھ سے چاہے کہ کہ وہاں میں
 وہاں وہاں اور فرشتہ جبریل اور محمد یسلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر
 پیدا کر دیا ہے اور ایک ہی دم میں سارا عالم عرش سے فرشتہ ایک ایک
 پٹ کر دیا ہے اور ایک اور ہی عالم اس مگر نہ تم کو سے کہ اس کے تو غفلت
 دے دے سے ہر چیز ہو جاتی ہے کہ کسی کو دے واسطے کیو اسباب اور
 سامان بنتے رہنے کی کو حاجت نہیں۔

اور جو سب لوگ جیسے وہ دیکھتے اور آدمی اور جن بھی سب مل کر
 جبریل اور تیسری سے ہو جائیں تو اس مالک ملک کی سلطنت میں ان کے
 سب کچھ روئی بڑھ جائے گی اور جو سب شیطان اور وہ جاہل ہیں سے
 ہو جائیں تو سب کچھ روئی گھٹنے کی سند وہ ہر صورت میں بڑوں کا برابر ہے
 وہ بادشاہوں کا دستاورد اس کا نہ بولی کچھ بگاڑ سکے اور نہ کچھ سنو سکے
 دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی بادشاہ بڑوں میں سے یا
 عیادت میں سے یا کوئی بادشاہ کا معترف اس جو کہ اس قدر تھی جو کہ کھڑا
 ہو جائے وہ چنانچہ سرزد دینے دے اور بادشاہ اس کی محبت سے

لاچار ہو کر اس چوری نصیحت کر گئے تو اس کو صحت نصیب کئے میں
 بعض اوشا نے محبت کے زب سے سفارش قبول کر لی وہ یہ بات بھی
 کہ ایک بار غصہ ہی بٹانا اور ایک چہرہ و مہمان رویہ سمجھنے کی سچ سے
 کہ جو اس محبوب کے روبرو ہمارے سے مجھ کو جو اس میں نہایت سخی اس
 و بہا میں کسی طرح ممکن نہیں اور غلوئی کسی کو اس بنیاب میں کہ وہ صبح
 مجھے دیکھی دیکھی مشرک بہت اور پہلی جیسا کہ دن فراموش ہو گیا وہ وہ
 ہاتھ اٹک اپٹہ بندوں کو مستیابی تو ان سے وری ہو سبب کی اور کسی
 کو غصہ کی اور کسی کو غصہ کی اور کسی کو غصہ کی اور کسی کو غصہ کی اور کسی
 کو رسول کریمؐ کی عین اور روح القدس اور روح الامین فرما دے کہ وہ
 پھر ہاتھ اٹک بہت اور سلام و غلام و دنی ہر گئی کہ نہ جیتے خود بہر
 نہیں رہا کہ غلام کی شہزادہ نہیں بڑا کہ غلام کی شہزادہ نہیں بڑا کہ غلام کی
 اس کی حیثیت سے رات دن زبردہ چشتا ہے ۔

تیسری صورت یہ ہے کہ جو چوری چوری بات جوئی مکر و دھبہ
 کہ جو نہیں اور چوری کو اس نے کچھ پناہینہ نہیں مجھہ کہ مرض کی صحت
 سے تصور ہو گیا اس بڑے ہند ہے وہ وہ منہ دن ڈرتا ہے اور بادشاہ
 کے آئین کو سر و آنکھوں پر رکھ کر اپٹہ میں ہنر و رکھنے ہے اور لائق
 مزا کے ہوتا ہے اور بادشاہت بدست رومی امیر و وزیر کی پناہ نہیں
 لاؤں دتا اور اس کے منہ پر کسی کی صحت نہیں جتنا اور وہ منہ دن کی
 منہ دیکھ رہا ہے کہ دیکھنے ہی ہے تو میں کہ ہر ذرا دے اس کا بدل
 دیکھ کہ بادشاہ کے دل میں اس میں اسے مکر و تین بادشاہت کا
 خیال کہ کے ہے سبب وہ گز نہیں کرنا کہ کس پر کوں کے دونوں میں اس

ہیں کہ درجست مائے کوئی بہرہ و دیر کی مرضی پاکر اس تصویر دار کی
 سادہ راسخے دور ہوندا سب کی عزت بڑھائے کو ظاہر میں اس کی سفارش
 ہاندہ کر کے اس جو کہ صفت صفت کر دیتا ہے اس میں نے اس کی سفارش
 میں نے صفت کی ۔ میں کافر جی ہے یا اثنیہ اس کی حمایت اس نے
 علی بنک صفت بادشاہ کی مرضی کہہ کر کیونکہ وہ بادشاہ کا امیر ہے نہ چودہ
 کا کاغذی جو نہ کہ اس جی بن کر اس کی سفارش کرنا ہے تو آپ بھی چودہ ہوتا
 ہے ۔ میں کو تمام ہوا دن کہتے ہیں یعنی یہ سفارش خود مالک کی پڑاگی
 سے ہوتی ہے مالک کی بنیاد میں ایسی قسم کی ضمانت ہو سکتی ہے اور جس
 کی وہ ضمانت کا قریب و دور میں مذکور ہے اس کے معنی یہی ہیں ۔
 بہرہ و دیر کو ہائے کو ہر دم اللہ جی کو پکارے اور اسی سے
 ڈرنا و است اور اسی کی انتہا کرتا ہے اور اسی کے رو بہ پا پنے گناہوں کا
 فال دے دے وہ اس کو پناہ مالک بھی سمجھے اور حمایت بھی اور جہاں تک
 خیال و دہشت اند کے سوائے کہیں اپنا بچاؤ نہ جاسے اور کسی کی حمایت
 پر چر دے کہ کسے کیونکہ وہ خود بڑا غفور الرحیم ہے ۔ شب شکلیں اپنے
 ہی فضل سے کھڑے ہوئے گا ۔ در سب گناہ اپنی ہی رحمت سے بخش دے گیگا
 وہ میں کو پیسے گاہے کہے اس کا نفع بنا دے گا تھ

اس دال کا بہ قول حق ہے یا اہل کچھ بھی ہو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم سے خدا تعالیٰ وہاں وہ صفت پر دلالت کرتا ہے یا نہیں ، اگر اس جو عظمیٰ اور
 مشہور ہوا دے است کرتا ہے تو اس کا قائل دینی اعتبار سے کوئی ہے اور

زبان کا حکیم ہے :

جو کچھ چھوٹے سال و بچے سے اور سنورخص اسل سدا ہوں وہ سن
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان سے ضمن بہت اس نے نفس صلا سے و میرے دوست
مال کے بیان کرنے اور وال کے جواب میں کسی کی مدد بہت نہیں کریں گے مدد جوتھ
لومہ نام، کھڑی حق آفتکار تو نہیں گئے اور جو حمل و حبیب صبح ہوا اب کھڑے ہیں سدا
نبیس والہ اس کے دفع کرنے میں وقتہ بڑ بڑا بل نہیں کریں گے نہ بدعت کے سوا کسی
قول مذکور کو حق و صواب نہ سمجھتے لگیں۔

جواب

وہ بات جہاں کے منہ سے نکلتی ہے بہت بڑی ہے، وہ صرف جہونی بات
کہتے ہیں، یہ بے فائدہ کلام جو حیرت انگیز ادا عجیب و غریب قسط بانوں پر مشتمل ہے
دستی اور سچائی کے ساتھ درد پر بر غفلت نہیں رکھتا، اس کا قائل اشاعت کی قسمیں بیان
کرتے ہوئے متغیر و متحول ہونے کا رنگ بھابھ ہے اور اس نے مقدمین و متاخرین
کے نزدیک بالائے شرف الاشراف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں تعصب سے
اپنے ایمان کی آبر و ضائع کی اور بے علموں کے تاریک دلوں میں فتنہ اور گمراہی کا بیج
اس اجال کی تفصیل چار مقام میں تحریر کی جانے گی۔

پہلا مقام، عام شفاعت کی حقیقت اور اس کے اہم میں ہوگا، اس میں حضور
مرتب نہ ہو، قیامت کے دن شفاعت کرنے والوں کے نہ وار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی شفاعت کا خصوصیت کے ساتھ ذکر ہوگا، صنف اس کلام کے فساد کے بعض کی طرف
اشارہ ہوگا۔

دوسرے مقام اس بے فائدہ گستاخ کے رد میں جسے بد فاعل حضور سید الدوس

بہرہ پس ۔ تہا سے عیہ و سلو کی شامتوں زبان پر پڑا ہے ۔

تیسرے مقام ۔ اس امر سے اثبات میں کہ یہ پرملاست گھٹو اس فاسد کریم کی تو میری
 عیس رست میں ہے جن کی تصویر فرض ہے اور جو بارگاہ الہی کے مقررین کے مقرر ہیں ۔
 ہوتے مقام ۔ ملا ہر سب کے نزدیک اس جرم گنہگار کے ترکب کے حکم میں ۔

پہلا مقام

نفاست ۔ سفارش کو کہتے ہیں ۔ اس کی دو قسمیں ہیں :

شفاعت کے اقسام (۱) جنہوں کی بخشش کے لئے ۔ (۲) مراتب کی بلندی

کے لئے

ایک شخص دوسرے کے سامنے کسی کی سفارش کرتا ہے تو وہ اس سے قبل
 حضور ہوتی ہے کہ پہلے شخص کو دوسرے کے سامنے عزت و شرف حاصل ہوتی ہے
 عزت و شرف کی جہد و جہیں ہوتی ہیں :

اس جس کے پاس سفارش کی گئی ہے اس نے سفارش
 کرنے والے کو اپنی بارگاہ میں قرب عطا کیا ہے اور

شفاعت و جاہلیت

ہے شفعین میں اسے عزت و امتیاز بخشا ہے ۔ ان عزتوں میں سے ایک یہ ہے کہ
 دیگر امت و دے نائب کی بندی اور گنہگاروں کی معافی کے لئے اسے بات کرنا
 بہت سے اس کی اور میں قبول کی جاتی ہے ۔ اور اس کی سفارش مانی جاتی ہے ۔ اگر اس
 معزز شخصیت کی عامل اور سفارش کو نہ مانا جائے تو اس کے رنجیدہ ہونے سے اس شخص
 کو (میں نے بداد میں سفارش کی گئی ہے) کوئی رنج یا نقصان نہیں پہنچے گا لیکن اس کی
 عامل کو نہ مانا اور اس کی بات کو احمیت دینا اس عزت افزائی اور بند و نوازی کے
 خلاف ہے جو اس شخص کو دی گئی ہے ۔ یہ شفاعت و جاہلیت ہے ۔ اس میں یہ

نزد نہیں ہے کہ جس کے پاس سفارش کی گئی ہے اسے سعادت رس و اس کی خوشی سے محروم ہوا اور سفارش قبول نہ کرنے کی صورت میں نقصان کا خوف جو کج سعادت کا معنی سفارش اور دعا بہت کا معنی غنا اور عزت ہے کسی سطح سے زیادہ فرسین بھجا جاتا۔

ایں مجدد شخص جانتا ہے کہ شہنشاہ اور مسجد زورنی ملک ملک میں سفارش میں سید زورنی نہیں جوتی، اگر کوئی شخص کسی کی بات نقصان دہ نہ کرے گا ہے تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے سفارش مان لی، یہ سفارش کو ماننا نہیں بلکہ یہ نقصان اور ضرر کو دور کرنا ہے، اسے سعادت کہا جاسکتا ہے کیونکہ نافرمانی کی صورت میں نقصان کا خوف ہوتا ہے، سفارش قبول کرنے میں کوئی خوف شامل نہیں ہوتا مثلاً ایک صاحب سفار بادشاہ اپنے ہفتیشیوں میں سے کسی کو اتنا مقام و مرتبہ عطا کرے کہ اسے حاجت مندوں کی حاجتیں پیش کرے اور بھروسہ کے لئے معافی چاہنے کی اجازت ہے، اسے دوسروں کی نسبت یہ خصوصیت حاصل ہے، وہ شخص بادشاہ سے کسی ایسے گناہ کے بخشنے کی درخواست کرتا ہے جسے بخش دینا بادشاہ سے بعید نہیں ہے، بادشاہ اس کے باوجود مغرب کا غلط کرتے ہوئے وہ گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس مغرب کی سفارش قبول کر کے اس کی عزت افزائی کرتا ہے تو نہیں کہا جاسکتا کہ بادشاہ نے اپنے کارخانہ سلطنت میں غلے کے خوف سے سفارش قبول کی ہے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ بادشاہ نے اپنے مغرب ترین غلام کے مقام کی رعایت اور اس کی دلداری کے لئے اس کی سفارش قبول کر کے اور بھروسہ کے گناہ معاف کر دئے ہیں اور اگر کوئی شخص بلائے نام بادشاہ جو وہاں ملک کے بست و کشاد اور قوافل سلطنت کے نفاذ کی صلاحیت نہ رکھتا ہو دوسرے لوگ حکومت کے تمام شعبوں پر مسلط ہوں، ملک کے بست و کشاد اور بغیر مضبوطی کے غبار دھکتے ہوں، ان رہا ہوا میں سے کوئی شخص بلائے نام بادشاہ سے کسی عجز کی معافی کا مطالبہ کرتا ہے اور بادشاہ اس خوف سے کہ اگر اس کے کہنے پر عمل نہ کرے تو

نہ ہے۔ یہ ایسی مہربانی نہ ہوگی، اس کے کچھ پر عمل کرنا سب سے
 بڑا کام ہے۔ صاف کہہ دیجئے، نہیں کہا جاسکتا کہ ادا شاہ نے اس کی شفاعت قبول کر لی
 ہے۔ یہ ادا شاہ کی توفیق نہ توگوں کا تابع اور پابند ہے اور ان کی بات ماننے پر مجبور
 ہے۔ اسے مزاجورانی اور انصاف کا کہا جاسکتا ہے، قبولِ شفاعت نہیں کہا جاسکتا۔
 اس تحریر سے واضح ہو گیا کہ دعا بہت وسعت و حرمت ہے۔ ادا شاہ ہمیشہ کے بغیر
 قبولِ شفاعت کا سبب بن سکتا ہے۔

• تو بڑی غلطی دلیلِ مابین سے نقلی دلیل۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 کی شان میں فرمایا ہے اور دیا آخرت کی دعا بہت سے ان کے تعریف فرماتے ہیں،
 وَجِئَتْ فِي السَّمَاءِ الْآخِرَةِ وَمِنْ الشَّعَقِ مِثْنِ
 • دیا اور آخرت میں دعا بہت (عزت) واسطے اور مقرر ہیں
 سے ہیں ؟

مفسرینِ خودی دعا بہت کو شفاعت پر معمول فرماتے ہیں۔ علامہ بیضاوی
 کی تبت کی تفسیر میں فرماتے ہیں،

اَنُوحًا هَؤُلَاءِ مَدُّنَا السُّبُوحَ وَبِی الْآخِرَةِ الشَّفَاعَةُ

یعنی دعا بہت دنیا میں نبوت سے اور آخرت میں شفاعت ہے۔

جس کے پاس سفارش کی گئی ہے۔ اسے سفارشی سے
 محبت ہو، محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب کی رضا ہو جائے اور

(۲) شفاعت محبت

برہن کی کہ دل کو خوش کرنا، نظر پر ہونا ہے، دل شکنی اور رنج کے اسباب اس سے
 اور رکھنا ہائے ہیں کچھ نہ اہم، محبوب کی دل شکنی بلکہ دوست، دشمنوں کا دل دکھانے
 سے دور رہیں ہوتے، اہل محبت محبوبوں کی دلنا مائی گوارا نہیں کرتے، ان کی
 محبوبوں سے شہید، یہ سفاقتی قبول کرے ہیں اور اکثر ان کی سفارش قبول کھٹے ہیں

یہ امر غریب نہیں ہوتا کہ اگر ان کی سفارش قبول نہ کی گئی تو ضبط و غضب میں کہ گزند کو نہ بھری
 کر سکتے ہیں یا غصہ میں اگر ان کے دلوں کو صدمہ نہ پہنچ سکتے ہیں کیونکہ خود ولایتی نسبت
 تقاضا ہے اور محبوب کی بات مان لینا اس صفت کو لازم ہے۔ ورنہ حال اس شخص سے
 پرچیا جاسکتا ہے جو محبت رکھتا ہو، بحقیقت عفو اور عذر ثابت ہے۔
 عقلی ثبوت تو بیان ہو چکا، نقلی ثبوت علامہ پر، جنوز سید صاحبی رحمہ اللہ
 علیہ وسلم فرماتے ہیں :

كُنَّا نَسْأَلُهُ أَغْبَرَدْنِي حَبِيرَ مَيْمَنِي لَا مَوْبَهُ لَكَ
 كُنَّا نَسْأَلُهُ عَلَى اللَّهِ لَا تَسْأَلُكَ

” بہت سے گروہ و گروہوں والے خاکسار، جن کے پاس دو پرانی
 چادروں کے علاوہ کچھ نہ ہوا وہ نہیں کوئی اجمیت نہ دی جاتی ہو، ایسے
 ہوتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حق میں قسم کھا لیں تو اللہ تعالیٰ ان کی
 قسم پوری کر دے گا۔“

یعنی اللہ تعالیٰ ان کی ولایتی کرے گا اور جس بات کی انہوں نے قسم کھائی
 ہے اسے پورا کر دے گا اور ان کی خواہش رد نہیں فرمائے گا۔
 غور کیجئے ! یہ تمام تقاضائے محبت ہے ورنہ یہ خاکسار، اللہ تعالیٰ کو کونسا
 رنج یا نقصان پہنچا سکتے ہیں ؟

اں بارگاہِ انبوی کے محبوبوں کی شان وہ ہے جو حدیث قدسی میں وارد
 ہوئی ہے :

فَإِذَا أَحْبَبْتَهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الْقَدِيمُ تَسْمَعُ بِهِ
 وَبَصَرَهُ الْقَدِيمُ يَنْصُورُ بِهِ وَيَدُّهُ الْبَيْتُ يَنْطَلِقُ
 بِهَا قَدِيمُ خَلْقِهِ الْبَيْتُ يَنْتَحِيهِ لَمَّا دَفَعُوا رِوَابَهُمْ وَلَيْسَ لَهُ

سب سے پہلے

جب میں میں ہندو کو کہتا ہوں۔ بنا بیٹا ہوں تو میں اس کا کان ہوتا ہوں
 جس سے وہ سنتا ہے۔ اس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔
 اس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کا پاؤں ہوتا ہوں جس
 سے وہ چلتا ہے۔ اور ایک دوا یہ ہے۔ اس کی زبان ہوتا ہوں
 جس سے وہ بولتا ہے۔ (یعنی ان کے اعضاء میری قدرت کے منہ اور
 میری رضا کے پائیدہ ہوتے ہیں)

میں عجب قدرتی کی بنا پر محبوبان انہی کے قرب، عزت اور ان کی محبوبیت
 کے آثار پر بیان لانا چاہئے۔ شعلت کی محبوبیت کی دیگر وجود بھی ہیں جن کا حاصل
 رہے کہ سفر ش کوئی دالے کو شمع الیہ جس کے سامنے سفارش کی گئی ہے نزدیک
 عزت اور میاڑی مقام حاصل ہوتا ہے جو کھان و تہوہ کا تعلق اس مقام سے نہیں ہے
 میں نے ہی جان پر اکتفا کیا ہوتا ہے
 اس تمسید کے بعد دیکھئے !

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خام مخلوق انسان ہوں یا فرشتے ہی ہوں
 یا انبیاء یا مشاہد ہوں یا خدام جہاں تک بندگی کا تعلق ہے یکساں نسبت رکھتی ہے
 کسی کو کسی لحاظ سے اس کے ملک و اقتدار میں شرکت یا اس کے ارادہ و اختیار میں
 مداخلت اس کے حکم و فضل میں مداخلت نہیں ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جو
 چاہتا ہے اس کے مطابق فیصلہ فرماتا ہے۔ اور جس طرح اس کا ارادہ ہوتا ہے،
 کامیاب رہتا ہے۔ عزت فرماتا ہے، اس کا نہ کوئی شریک ہے نہ ہمسر نہ مددگار نہ
 ہمدرد۔ کسی وزیر کی امداد اور کسی مددگار کے تعاون کی حاجت نہیں ہے۔ کسی
 یار و خوشنودی سے اس کی مملکت میں مدد و غوثی کا اضافہ نہیں ہوتا۔ نہ ہی کسی کی

۔ چنگی سے اس کے دینا غفلت میں غفلت میں چاہیے

ہاں اس سے اچھے مخلوق کو مختلف مراتب اور مقامات دے کر رہا ہے۔
ان کے مراتب و درجات میں بہت فرق رکھا ہے۔ بعض کو بڑے بڑے درجہ و درجہ
مقرب بنا دیا، دوسرے کو درجہ و درجہ دیا، دوسرے کو درجہ و درجہ دیا، دوسرے کو درجہ و درجہ دیا،
درجات رکھے اور اپنی بارگاہ کے مقربین کو ان کے درجات کے مطابق مقام و درجہ عطا کیا
ان میں سے ہر ایک کو اس کے مرتبہ کے مطابق عزت و کرامت عطا فرمائی، ان میں سے ہر ایک
کو ایک خاص مقام عطا فرمایا اور خداوندی محبت ہے، اس کے مطابق ان کے درجہ و درجہ
اور منزلتیں کی دینی اور دنیاوی عاجزوں کے ذریعے میں ان کی سفارش قبول فرماتا ہے اور
اپنی بارگاہ کے مقربین کو ان کے مراتب کے مطابق اعزاز عطا فرماتا ہے کہ اپنے منسلکین
اور منسلکین کے لئے دنیا و آخرت میں سعادت اور نجات کے وقت دے دے اور نفع کے
معمول کے لئے سفارش کریں، اس عزت افزائی کے ذریعے جس مخلوق میں متافرت

ہے۔

اسی لئے اکثر لوگ ہر دو جہان کی حاجتوں میں ان سے شفاعت اور سفارش
کے طلب کار ہوتے ہیں اور ان مقربین کی شفاعت کے معنی سے اپنے مقاصد میں کامیاب
ہونے اور جوتے ہیں اور جوتے گئے، ان کی شفاعت اکثر منجول ہوتی ہے اور ان کے
سے ان کی ایذا و آسانی اور بے ادبی کے وسیع ہوتے ہیں اور اکثر لوگ ان کے عجب
میں گرفتار ہو کر دین و دنیا کو برباد کر چکے اور کرتے ہیں اور کہیں گے جو کچھ بارگاہ الہیہ
مقربین کی عزت و وجاہت ان کی شفاعت اور ان کے سواں کی قبولیت کا سبب ہے
اسی لئے دوسروں کی نسبت صالحین کی دعائیں زیادہ معمول ہوتی ہیں۔ اگر کوئی شخص زیادہ
پرست نہ دے یا بہت حد تک کی بنا پر اسے شک لاحق ہو جائے کہ اس میں ضرر و زیان
میں نہ تھا، صلیہ و سلم کی سیرت کا مطالعہ کرنا چاہئے تاکہ اسے معلوم ہو کہ حق عزت نے

حرم میں حرم ہے۔ دوسرے دعا کی گزشتہ کی یا شفاعت کی درخواست کی ورنہ دنیا و آخرت میں حرم و برکات سے ماحول ہوسنے اور جو لوگ درپے اپنے دلوں میں ادنیٰ ہوسنے دو جو کون میں گزند ہوسے اور جنہ کے غلے مقبول میں داخل ہوسے۔

جب نہعت کا سنی سفارش ہے اور بارگاہ النبی میں شفاعت کے منظور ہوتے ہیں حسب نہیں ہے کہ کسی کو اس کے کارخانہ تقدیر پر قسطوں صل ہوا یا نہ ہو اس کو نہ کی دشمنی کے سبب اس کی ملکیت میں غفل کا احتمال ہو یا اسے مرید کے حق ہوسے منافع کے ذمت ہوسے یا رنج و ملل عارض ہوسنے کا اندیشہ ہو وہ خود کو کسی کا حیدر نہیں ہے ایک شفاعت کے مقبول ہوسنے کا معصوب یہ ہے کہ نہعت سے الگ بہت دعا ہے کو بیش از بیش انعام و اکرام سے نواز رہا ہے اور ان کے درجات دوسری مخلوق سے بلند فرما کر انہیں اپنی بارگاہ کا مقرب بنایا ہے۔

شفاعت اور دعا | اب شفاعت کے ثبوت اور بارگاہ النبی میں مقبول ہوسنے کی

۱۔ کام میں کہ شخص کے دوسرے شخص سے شفاعت کرنے اور دعا کہ میں کوئی نہیں، دو دو لفظ ہیں، یہاں کا معنی ایک ہے اور دعا دو اصل سے مانی نہیں، یہاں کو کہا جائے کہ دعا لغو اور بے فائدہ فعل ہے، کارخانہ قضا اور ہر کسی انسان کی دعا کسی نفس کے حصول یا کسی نقصان کے دور کرنے میں اثر نہیں رکھتی دعا کہ دعا کرنا بہرست، آگاہ ہونے کہ دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ مقصد پورا کر دیتا ہے، طلب مل کر دے جانے میں وہ نصیب دے کر دی جاتی ہیں، پہلی صورت باطل اور کٹاؤٹ ہوئی ہے۔

۲۔ دعا سے فرمایا ہے،

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ صَلَواتُكَ سَكُنُ لَهُمْ

میں حسب ان کے لئے دعا کیجئے، یہ شک قضاوی دعا ان کے علیان

سکون کا سبب بنتہ ۱۰

اس کے علاوہ جیسے شہادتِ نبوی

عنہو یسیدنا وعلیٰ ابنہ نعمت علیہ وعلیٰ اولادہ

لَا یَبْذُلُ الْعَصَا إِلَّا لِلْعَدَا

نفا کو صرف وہ ٹوٹا سکتی ہے ۔

اس کے علاوہ بہت سی حدیثیں وارد ہیں، علماء دین کی تصانیف، جس حسین وعلیہ جو ہر جگہ اہل علم کے پاس موجود ہیں، انہی رسالوں کے جمع کرنے کے لئے سعی نہیں دعا کی غیبت، اللہ تعالیٰ کی عبادت پر سونے اور بارگاہِ الہی میں اس کی مقبولیت کا انکار مزاح کفر ہے جس سے نصوح قرآن و حدیث کا انکار لازم آتا ہے، ثابت ہوا کہ دعا حصول مقصد کا ذریعہ ہے اور یہ بارگاہِ الہی میں مقبول ہوتی ہے

انبیاء و اولیاء کی دعاؤں کی قبولیت | اب خود فرمائیے، اگر کب انبیاء اور اولیاء کی اور اشتیاء، شیکل اور ہیکل اور بنیادیں، حضرت باری تعالیٰ اور مردودانِ بارگاہ، مومنین صالحین، ربانیت کا دوس کی حاجت مقبولیت کی کمی اور نفاذ میں برابر ہیں یا انبیاء و اولیاء، اہلاد اور مومنین صالحین کی حاجت عوام، اشتیاء، انشراح و کفاد کی دعاؤں سے زیادہ مقبول ہوتی ہیں، دعا کفر و حصول عباد کا ذریعہ ہوتی ہیں، پہلی شق باطل ہے، چند دلیلیں ملاحظہ ہوں :

(۱) عقلی کہ دعا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مقبول ہوتی ہے اور اس کی رحمت تمیزوں کے قریب اور بدکاروں سے بعید ہوتی ہے، انبیاء و اولیاء، اہلاد و صالحین کو رحمت الہیہ کے قرب و بعد میں عوام اناس، اشتیاء، انشراح و کفاد پر دوزوں کے برابر جانا کفر اور الجاد ہے

(۲) دلیل سمعی : حدیث کثرہ سے ثابت ہے کہ انبیاء و صالحین کی دعا

ہر سانس و بھروسہ کی جست و خیز میں اور سہل مدعا کا اکثر سبب بنتی ہیں
 میں نہ محنت کا بخار بھی کمر در رو کی طرف سے بچا اور نہ حقیت نبوت و ولایت
 کے خلاف سنجہ صحت ہے۔

لہذا دوسری شے متنبہ ہو گئی، اور واضح ہو گیا کہ دعا کی قبولیت، قرب اور دیکھ
 کی صحت ہے، نہ غفلت کو اجازت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اپنی فاقہ کھٹے
 ہو اور دعاؤں کے لئے دعا کو شک ہے مگر شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے حضور صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم اور انہوں کو اس کے لئے دعا سے معذرت فرمایا جو جیسے کہ مشرکین کے لئے
 وہ کہنے سے عافیت فرمائی ہے۔

وتمہ در بانی ہے ۔

مَا كَانَ يَلْمِزُهُمْ فِي مَذَلِهِمْ وَلَئِنْ لَمْ يَأْتِ الْفُرْقَانُ لَيَنْصَبَنَّ
 لِلْكَافِرِينَ مِنْ أَقْبَانٍ وَيَوْمَ لَا يَنْفَعُكَ
 تَعَالُفُكَ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ وَلَا تَعَالُفُكَ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ

”ہی، مسلمانوں کو باطنیوں کے لئے مغفرت کی
 دعا کوئی گرح وہ وہی رشتہ دار ہوں جبکہ ظاہر ہو چکا کہ وہ جہنمی ہیں۔“

یہی لئے صحت، ابابیم علی نبینا وعلیٰ الصلوٰۃ والسلام نے ممانعت سے پہلے
 مشرکین وہ ذر کے لئے مغفرت اور تو میں ایمان کی دعا کی ۔

مَنْ تَابَ إِلَى اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ الْبَيِّنَاتُ فَعَدَلَ اللَّهُ بِهِ عَاقِبَتَهُ
 وَاللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ

”جب حضرت ابابیم پہنچا ہو گیا کہ وہ دشمن خدا ہے تو اس سے بیزاری
 خدا کی ہے، نہ شک ابابیم علیہ السلام نرم دل اور مہربم ہیں۔“

یہ رشتہ تمہاری کیا بنا پر حضرت ابابیم علیہ السلام نہیں چاہتے تھے کہ حضرت ابو

علیہ السلام کی قوم پر مذاہب آئے۔

بیشمار بادی تعلق ہے

فَلَمَّا دَهَبَ عَنْ رُسُلِهِمْ لِسُورَةُ اَعَادَ
الْبَشَرِ نَحْنُ بَعْدَ لَتِ فِي اَعْوَمِ نُوْحٍ اِنْ رُسُلِهِمْ لَعَتِ
اَوْ اَعْمٰثِيَّتْ۔

”جب ابراہیم علیہ السلام سے اضطراب دور ہوا اور انہیں بے حد سبکی

تو قوم لوط کے بارے میں ہم سے محاورہ کرنے لگے ”بے شک براہمہا میر

اسلام اعلیٰ ہم دزم دل اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے داتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے محاورہ کو نا پسند نہیں فرمایا

علم و وقت قلبی سے تعریف فرمائی جو محاورہ کا باعث بنی تھی۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا :

يَا اِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اِنَّكَ قَدْ جِئْتَ

اٰمُرًا سَاطِطًا ۚ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ اَصْنٰفًا مِّنْ يَّسْءَلُكَ

”اے ابراہیم ! اس سے اعراض کرو، تحقیق تیرے رب کا حکم آگیا

اور بے شک ان پر محاورہ بادعائے غلطی والا مذاہب آئوٹا ہے۔“

اس بیان سے ظاہر ہوگا کہ قبول شفاعت کی دو شرطیں ہیں :

(۱) ایسے شخص کی سفارش کی گئی ہو جس کے سبب سفارش کرنے سے اللہ تعالیٰ

نے ممانعت نہ فرمائی ہو۔

(۲) سفارش کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کافرب حاصل ہو لہذا اگر مغرب

ور یا بالکسی سب شخص کی شفاعت کہے جس کی نہ وہ سے ممانعت و رد ہو و

اس کی شفاعت مقبول ہوگی جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَلَا تَقْعَرُوا لَهَا شَيْئًا يَسْتَدْرِكُ إِلَّا أَنْ يَمُنَ آذِنَ لَهُ
لَوْ خَشِئْتُ أَنْ تُخَدِّعُوا فِيهِ لَأَمْسَكْتُ

قیامت کے دن انہی تعالے کے پاس مروت اس شخص کی شفاعت
فائدہ دے گی جسے اس نے بازت دی ہوگی اور جس کا قول پسند ہوگا یا
(یعنی منہ مقام اور پسندیرہ گفتگو والے کی شفاعت ہی فائدہ دیگی)
اور میرے تمام پارٹاں ہے :

لَا يَسْأَلُكُمْ اللَّهُ لِيُغْنِيَ عَنْكُمْ آلِهَتُكُمْ وَقَالَ
مُتَوَاتِرٌ :

مروت صحیح میں آیا ہے کہ قیامت کے دن رسولوں کے علاوہ کسی کو کلام کی
مدد نہیں دی جائے گی اور جو شخص بارگاہ الہی میں کوئی مرتبہ نہیں رکھتا اور اس کی
گفتگو نہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پسندیرہ نہیں ہے اسے اس کے دربار میں بات کہنے
اور حاجت کرنے کی طاقت نہیں ہوگی ۔

یہ یاد کر لیں کہ معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن شفاعت مروت ان گن ہنگاموں
کو فائدہ دے گی جن کی شفاعت کی اعجازت اللہ تعالیٰ نے دی ہوگی اور ان کی گفتگو
یعنی شہادت کے دو کے : اشہدان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا
خاتم المرسلین اس سے پسند فرمائے ہیں ۔

امام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں :

”یہ ثابت اس امر پر بہت ہی مضبوط دلیل ہے کہ شفاعت فاسقوں کے
لئے مفید ہے“

شفاعت بالآذن : لہذا ان کا معنی اس طرح سمجھنا چاہئے کہ خدا اگر
۱۳۱ شفاعت بالآذن [اور شاہ کے دربار میں ایسے مجرم کو بیکار کر پیش کیا جائے

کے جسے کہتے ہیں بادشاہ نے معاف کر دے ہیں۔ کچھ تو یہ جو بادشاہ کے سامنے
بات کر سکتے ہیں اور اپنے ہر ہمتیہ افراد میں عزت و مرتبہ کی راجائی کے ساتھ مستفاد ہیں
اس جرم کی شفاعت کرنا چاہتے ہیں لیکن سب سے کس کے وہ ہیں شفاعت سے پہلے
بکثرت کریں کیونکہ انہیں بادشاہ کے شاہی کے برابر کی معافی عیب کر سکتی عادت
ہوتی ہے اور جرم ایسا نہیں ہے کہ بادشاہ نے عذر کیا جو کہ اس جرم کے عیب کو معذور
منزور سے گا۔ ہو سکتا ہے کہ بادشاہ ان مقررین کے مقام اور مرتبہ کے پیش نظر ہو جس
عطا کردہ ہے سفارش قبول کرے اور اس مجرم کو معذور کرے۔

ہاں ہر کس و نام کس جو بادشاہ کے سامنے بات کر تو گیا اور خیال اس کے نہیں ملے گا،
اس کی یہ مجال نہیں کہ مجرم کی طرف دیکھے وہ خود کسی عیبت کا ناک نہیں اس کی بات
کی کیا وقت ہوگی شفاعت تو دور کی بات ہے۔

اگر جرم ایسا ہے کہ بادشاہ کی عادت ہے کہ اس کے جرم سے معذور نہ کر دیتا
ہے تو کبھی عیبت نہیں چڑھے گی کہ اس کی معافی کی درخواست کرے اور اس کی عیبت
چلبے کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ بادشاہ نے عذر کر رکھا ہے کہ اس جرم پر معذور کرے
وہی چلبے گی لہذا کسی کی طاقت نہیں کہ اسے بادشاہ کو دیکھے اور اس جرم کو چھوڑے۔
شفاعت بالافان کی صورت میں یہ نہیں کیا جاسکتا کہ بادشاہ خود بخود ارادہ
مہرانی اس مجرم کا گناہ بخشنا چاہتا تھا مقررین کی سفارش ملو اور بے فائدہ ہے کیونکہ
بادشاہ نے خود رحم نہیں کیا بلکہ سفارشی کی سفارش بخشش کا سبب بنی ہے لہذا اگر
مجرم کے کہ بادشاہ نے خود رحم فرما کر مجھے بخش دیا ہے شفاعت کا کوئی دخل نہیں
ہے تو نسبت شفاعت کا شکرا ہو گا۔

ایک شبہ کا ازالہ | اس بُدبخت دل میں بک شک کر رہا ہے کہ اگر صاحب
بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہو تو وہی سوز میں ہوں گی نصیر

میں پلٹ کر، بس میری جانب سے کیا کہ، حدیث میں یہ کہ
 حاکم کے لئے کہ کوئی صاحب رسد، نہ سداور نہ جرم کی حد میں نہیں
 کی وجہ سے۔ ہوں خدا سائی کر سائی کو خط سے صحت، لفظ کو بہت نہیں
 کر سکی

سرد مہر کے، اور یہ محبت نہیں رہتا، رہے ہندوستان جو اہل انعام
 ان صاحب طہارہ کی عادتوں کو سنتیں، محل اور بے جائزہ عقیدہ کی گونج ایسی تو
 ہے کہ بدنامی نہ پہنچے۔ اس سلسلہ کا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہاں کو سنتے
 ہیں کہ ان محسوس حدوں میں یہ شرط کے ساتھ ثابت ہے کہ اگر حاکم مقرب جرم کی
 معافی پسند کرے تو نہ اس لئے معاف فرما دے گا جیسے کہ وہ میاں اور نا کا کی جہیز تقدیر
 میں اس شرط سے کہ وہ ثابت ہے کہ اگر حاکم شخص میان لائے گا، نیک عمل کرے گا،
 و صاحب بولا اور، کہ یہ ہمارے کوئے کا، نا نامی کا شکریہ ہو گا۔

یہ گستاخانہ اور یہ ہے کہ جس چیز کو انٹ نفا سے نے اسباب کے ساتھ
 نہ لے لیتا، چیز یا وجود ان اسباب سے وابستہ فرمایا ہے، اگرچہ وہ فادہ ہے
 کہ علیحدہ تو اس چیز کو جرم اسباب کے سوا فرما دے۔ مثلاً اگر ایک آدمی دوسرے
 دھنل روئے کو خد سے لے لے تو کوئی فی موت قابل ہے فعل (قتل) کے سبب
 نہ وہ فی جہت ملاحکہ وہ فادہ ہے کہ اگر چاہتا تو اس کی موت قتل کے سبب سے نہ
 ہوئی اور ہی اندھیر سے وضع ہو جاتی،

یہ کہ کوئی شخص سے اہل معنوں کی موت تقدیر میں ثابت نہیں، فاق کا اس
 میں خود عمل میں ہے، فاق سے قصاص ہوں طلب کیا جا رہا ہے؟ اس کی یہ بات
 صحت سے، یعنی نہیں ہے۔ نہ جرم اگر کوئی یہ کہہ کہ قصاص گناہ کی بخشش تقدیر
 میں ماسہ عملی و نفاذ سے دستہ اس میں کوئی دخل نہیں ہے تو سس کی

دست بھی قابلِ ترمیم نہیں۔ ہر

پہچانت لگے عام نہ صرف اسکی صحت میں بھی

وہ ہمارے ساتھ سنا ہے

عجوبہ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفا عمت

اولین و آخرین کے مہوار و خبار و بعض سے غفلت اور کاد روانی میں سب سے زیادہ

معزز اور بعد از شفا کے قدموں میں تمام موجودات سے محبوب ترین پہنچیں ہیں اور صحت میں

تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ مقام و درجہ اور عظمت و حیثیت حاصل ہے

کہ کسی مخلوق کو اس میں شرکت یا ہمسری حاصل نہیں ہے۔ تاہم خدا، عبادت

آثار و صحابہ و تابعین، ائمہ مجتہدین اور تمام علماء و جنات و اہل کس و یوں اور اس طرح سے

کی صداقت پر حجت قطعیہ اور برہان قطعی کا درجہ رکھتے ہیں۔ کسی مدعی سلامہ کو اس کے خلاف

مجال و دم نہ دیں جس سے ملے

اسی بیت ملاحظہ ہو

مقام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم | اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

وَمَا كُنْزُ سُلَيْمَانَ إِلَّا مَخْفَىٰ يُلْقِيهِ فِي

”اے حبیب! ہم نے نہیں بھیجا کمر دار باغوں کے لئے

رحمت بنا کر“

دانیس میں تمام کچھ اور کچھ فرشتے، سب اور ان کے مہوار و غل میں

حقن و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جبریل میں سے بھی کہ ہمیں بھی اس رحمت

سے کچھ ملا ہے، انہوں نے کہا ہاں میں ہے تمہارے خدائے رب تعالیٰ اللہ

تعالیٰ کے ترمیم فرماتے پر :

ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ مَعِينٍ

”خدا تعالیٰ کے قوت والے، عرش کے قریب میں، مطاع اور مددگار“

مکسروی کے حضور عزت والا دریاں اس کا حکم مانا جاتا ہے۔
 میں سلفی ہو گیا ہوں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وجود مسعود بھی تمام جانوں کے لئے رحمت
 اور خیر کا دھواں بھی رحمت تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں :
 حَيِّ فِيْ اَسْبَلِزَّ كُكْرُوْا مَسَا فِيْ حَيِّرَا لَكُمْ (الحديث)
 میری خاموشی زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری وفات بھی
 تمہارے لئے بہتر ہے ۔

دوسری حدیث میں ہے :

لَا تَرَوْا مَنَّةً تَرَحُّمًا يُّأْتِيهِمْ قَبْضٌ يَكْبِتُهَا قَبْلُهَا
 فَتَقَعُ لَهَا دَرَطًا وَ مَسْنَاً .

”جب اللہ تمہارے کسی امت پر رحمت کا ارادہ فرماتا ہے ان کے
 نبی کو ان سے پہلے قبض فرمایا ہے اور اس نبی کو جنت میں جانے کے
 لئے امت کا پیشرو اور کارساز بنا دیتا ہے ۔“

فرما اس شخص کو کہتے ہیں جو قافلے سے پہلے منزل پر جا کر کھانے پانی اور
 چار دیواریوں کے بارے کا انتظام کرتا ہے تاکہ جب قافلہ پہنچے تو تمام ضروریات انہیں
 مہیا کر دے ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 مومنوں کے لئے نبی رحمت ہیں اور کافروں کے لئے نبی کیڑا کیونکہ اس زمانے کے کافر
 ان مذاہبوں سے مفلوج ہیں جو پہلے کافروں پر نازل ہوئے رہے جسے کہ اللہ تعالیٰ
 فرماتا ہے :

مَا كَانَ لَدُنَّكَ لِيُغَيِّرَ مِلَّةَهُمْ وَ أَنْتَ فِيْهِمْ سَفِيْهٌ

”اللہ تمہارے پاس نہیں کہ انہیں مذہب دے جس کا وہ سبب“

تمہیں میں موجود ہو۔

دوسری آیت :

وَمَنْ قَعَنَ اللَّذَّةَ وَكَرِهَ

۱۰ اے حبیب ! ہم نے تمہاری لذت و ذکر بند کر دیا۔

حبیب ! ذکر ہوگا تمہارا ذکر بھی ہوگا، جیسے کہ عبادہ اذان میں سبھ۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے حضور میں اللہ تعالیٰ سے عید ہو

ذکر دنیا اور آخرت میں بند فرمایا کیونکہ جو بھی غلبہ استبداد و مارتا ہے وہ آتش

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ۚ أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللَّهِ ۚ ہے۔

حضرت ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا :

”میرے پاس جبریل امین آئے اور کہا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، حبیب !

تم جانتے ہو، اللہ تعالیٰ نے جہان میں تمہارا ذکر کس حد تک بند کیا، حضور !

فرمایا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، حضرت جبریل نے کہا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ہے کہ جب میرا ذکر ہوگا، تمہارا ذکر بھی ہوگا۔“

حضرت عطاء فرماتے ہیں : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ماں کی نگلیں اپنے

اور تمہارے ذکر سے فرمائی ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے حبیب ! میں نے

تمہیں اپنا ذکر بنا دیا ہے کیونکہ جو تمہارا ذکر کرے گا وہ میرا ذکر کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

هَذَا آيَاتُ اللَّهِ تَبْلُغُكُمْ وَكُرْ تَحْسُنُوْا

”تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف ذکر بھیجا جو رسول ہے۔“

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دعا ہے

یہ بات ہے ساتھ ساتھ ذکر کرے گا اور جو بیت کے ساتھ میرا ذکر کرے گا۔
 اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کی ایک
 ساری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طاعت اور اپنے نام
 کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کو متصل فرمایا ہے،
 یہاں ہوتا ہے :

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ

اور
 اللہ تعالیٰ نے اپنا اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام ادا
 حاضر جمع اعلان کیلئے آتی ہے، اسے کہا فرمایا ہے اور یہ بات کسی دوسرے کے حق
 میں درست نہیں ہے۔

شرح شامی ہے :

مَرْبُطًا يُفَالُ إِنَّ لَّاسْمَهُ سُبْحَانَكَ مَعَ اسْمِهِ
 مَرْبُوطًا صَلَّيَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوطًا عَلَى شُكْرِ
 شَيْءٍ مِنْ الْأَشْيَاءِ بِحُكْمِ قَوْلِهِ تَعَالَى وَرَفَعْنَا لَكَ
 ذِكْرَكَ أَنَّى جَعَلْنَا ذِكْرَنَا مَعَكَ فِي كُلِّ شَيْءٍ مِنْ
 مَلَكٍ وَفَلَكٍ وَبَارٍ وَسَمَاءٍ وَفَرْشٍ وَغَرْشٍ وَخَجَرٍ
 وَمَدِيرٍ وَشَجَرٍ وَسَمَرٍ وَنَخْلٍ ذَلِكْ وَالْكِتَابُ الْكَلَامُ
 نَحْنُ لَا نَقْضُهُمْ أَنْ نَقْضُوهُمْ هُمْ وَنُظَيِّرُهُمْ قَوْلُهُ سُبْحَانَكَ
 وَنَافِلٌ مِنْ مَنَاسِكِ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَكَانَ
 لَا يَفْقَهُنَّ تَسْبِيحَهُمْ

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اس کا نام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا

تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ و مرفعت لکھ دے گا۔ نئے عقیدے
ہر شے پر نقش ہے جس کے صیب: فرشتہ ہوتا۔ آسمان عمارت ہر باوجود
فرش، چتر ہو یا کی اینٹ، درخت ہو یا پھل وغیرہ، ہم نے ہر چیز پر اپنے ذکر
کے ساتھ تھراؤ کر نقش کر دیا ہے اگرچہ کثرتوں اس کی تصویر نہیں دیکھ سکتے
اس کی نظیر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہر خشتہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ
سیج کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔

تیسری آیت کریمہ :

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ لَسَاءِ اٰلِهٰتِكُمْ
يَوْمَ كُنَّا بِكُمْ مُّشْفِعِينَ شَرِّ اٰلِهٰتِكُمْ سُبْحٰنَ قُدُّسٌ
لِّمَنَّا مَعَكُمْ لَتَوَفِّيَنَّكُمْ يَوْمَ وَلَتَنْصُرُنَّكَ قَالَ اَآخِرُ نَزْمٍ
وَآخِذْ تَحْتَ عَلَیْ ذٰلِكَ اَصْبَرُیْ قَالُوْا اَآخِرُ نَزْمٍ اَفَال
فَاَشْهَدُ وَاَدَا اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشُّعْبِ دِیْنِ ۔

”اے صیب! اس وقت کرنا دیکھے جو رسول اللہ تعالیٰ نے انبیاء
سے وعدہ لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دے دوں ہر نبی کو
پاس تھادی کتابوں کی تصدیق کرنے والا رسولِ عظیم تمہیں بے آئے
تو تم حوروں پر ایمان لے آنا اور ان کی اطاعت کرنا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا
تم نے اطاعت کیا اور اس پر میرا حمد لے لیا، انبیاء نے کہا ہاں جو نے اطاعت
کیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ
ہوں۔“

اس سے ظاہر ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ
خصیلت و کرامت عطا فرمائی ہے جس میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کیا اور کھترت

میں یہ سب علیہ السلام کو اس صلیب و شرافت میں تمام جبار و مرسلین سے ممتاز فرمایا

مصر میں فروغے میں کواشہ تھائے رہے جسے نبی بھی دنیا میں بھیجے، انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اور آپ کے وصا وے بتا دئے اور ان سے عہد لیا کہ اگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو باہیں نواہب پر ایمان لائیں۔

پھر روئین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری عمر و دورن کے بعد جسے نبی بھیجے ان سے وعدہ لیا کہ اگر ان کی حیاتِ جاہرہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدلت ہو جائیں تو ان پر ایمان لانا ان کی مدد کرنا اور نبی قوم کو بھی یہ حکم دینا۔

جو نبی یہ مبارک :

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَرَبُّكَ
وَمِنْ تَوْحٍ وَإِمْزُهِمْ وَمُؤْمِنِي وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ

” اے صلیب اباد کیجئے جب ہم نے انبیاء سے عہد لیا اور تم سے

اور نبی، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم (علیہم السلام) سے ”

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سال

سے بعد) ملتے ہوئے کہہ رہے تھے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے

وہیں آپ پر قربان، اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ نبی آپ کا پیارا تاج بندھا کر آپ کو تمام

صالحین سے کہہ بد بھوٹ فرمایا اور سب سے پہلے آپ کا ذکر کیا اور فرمایا :

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَرَبُّكَ

” مین گہ حکر اہم و مؤمنی و عیسیٰ ابن مریمہ۔

ایک ب پرشار حجاب حق میں آپ کی اتنی خصلت ہے کہ

اول : وضع آمدن کردی گئے کہ کاش آپ کی اطاعت کرتے اور عاصت مذہب میں رہیں
 ہے کاش ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی بوقت اور رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم کی فرمانبرداری کی بوقت۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں : حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں
 میں تمام انبیاء سے پہلے نما اور بعثت میں سب سے آخر ہوں

پانچویں آیت طیسرہ :

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اسْلُفْهُمْ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ تَفْضِيلِ مِنْهُمْ
 مَنْ تَكَلَّمَ بِاللَّهِ وَتَرَفَعَ يَعْضُهُمْ دَرَجَاتٍ

” وہ رسولان گرامی ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ، ان
 میں سے بعض وہ ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے (جلا واسطہ بکلام کیا اور
 ان میں سے بعض کے اسے شمار اور جہ بند کئے :

مفسرین فرماتے ہیں کہ وترفع بَعْضُهُمْ دَرَجَاتٍ یہ صاف حضرت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سرخ اور صبیحہ یعنی مہمانوں
 کی طرف مہربان ہیں ، کنار کا مال غنیمت آپ کے لئے حلال کیا گیا ۔ آپ کے دست مبارک
 پر بے شمار معجزات سے ظاہر ہوئے ، انبیاء کرام کو جو بھی فضیلت دے کر دست عطا کی گئی وہی ہی
 عزت و شرافت حضور کو دی گئی۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک فضیلت یہ بھی
 ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء کو ناموں سے خطاب فرمایا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کو نبوت و رسالت کے وصف سے یاد کیا اور فرمایا : قَبِيْطَ الْمَسِيْحِ
 يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ

پچھٹی آیت :

مَا كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّ الْقُرْآنَ لِيَُنْزِلَ

سے ظاہر ہے۔ ہر جہ نے تم پر قرآن اس لئے نہیں اتارا

کہ تم نہ سمجھتے تھے۔

یہ آیت ہے اللہ تعالیٰ کی جنہ پائیاں ہر راقی اور مجتہد حبیب پاک صلی اللہ
سے صبر و حکم نے لئے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کی اس آیت کی مشقت اور
حبیب و نہیں رکھی۔

ساتویں آیت

وَمَا نُنْفِثُ بِالْمَلَكِ وَلَا يَخْرُجُ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ
لَّدُنَّا وَنُفِثَ بِعُطَيْنِكَ فَتَأْتِكَ فَتَرَاضَىٰ

۔ قرآن سے چاشت کی وقت کی اور قسم ہے جہان کی جب پر سکون
ہو جائے۔ تم سے رب نے تمہیں چھوڑا اور دشمن رکھا، سبے شک
تم سے ملے آخرت دنیا سے بہتر ہے۔ بے قریب تمہارا رب تمہیں
مندے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔

بکھوت یعنی وجوہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے پہنچنے میں
کوئی آجہ دین مثلوں نے مشورہ کر دیا کہ اسے اٹھائے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا ہے اور دشمن رکھا۔ ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم وحی سے بہت تھے حضرت جبریل امین بشارت کی یہ وحی ملائے جس میں
تہ لہائے سے تمہارا دشمن دینے اور دشمن رکھنے کی فنی قرآنی جس کی تشبیہ جوئی نہ کریں
سے لئے و جنہ جہان تہ لہائے علیہ وسلم کو تسلیم دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھوڑا
دیا۔ یہ حاکم سے لے لیا گیا وہیں آپ کے مرادب و صاحب میں بن بنا

رفتی ہے اور دنیا کی نسبت آخرت میں آپ کی حالت الٰہی اور زیادہ ہوگی جو آپ پر
میں وہ سب کچھ کرنے میں جو اللہ تعالیٰ آپ سے چاہتا ہے، قیامت کے روز اس کی
جواب ہوگی کہ آپ اللہ تعالیٰ سے جو درخواست کریں گے آپ کو عطا فرمائے گا حتیٰ کہ
آپ یہ بھی جو چاہیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا میں اس وقت تک ہرگز راضی نہیں ہوں گا جب تک میرے ایک ساتھی
میں دوزخ میں نہ جائے گا گویا اللہ تعالیٰ اس پر بشارت آیت میں قسم دے دے گا کہ اللہ تعالیٰ
کو اسے مصیب ہمارے رب نے تمہیں نہیں چھوڑا بلکہ تمہارے عزت و شرف سے
مراتب میں دن بدن اضافہ فرمائے گا۔ تمہاری رضا مندی اور تمہیں خوش دل کرنے کے لئے
تمہارے کسی پروردگار اور متبع پر غضب نہیں فرمائے گا کیونکہ ان میں سے کسی پر غضب
کے نتیجے میں پسند نہیں ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متبعین اور
محبین پر بھی (حضور کی نسبت کے سبب) غضب نہیں فرمائے گا چاہے نیک مصیب پاک
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر غضب فرمائے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی رضا اور خوشنودی چاہتا ہے، ہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ
کے محبوب میں اور بلاشبہ محبوب، محبوب کی خوشی اور رضا کا طالب ہوتا ہے کسی شہر
کے کیا خوب کہا ہے۔

بگمنا و صل بہ یا ہجرانہ دوست

بگمنا ہرچہ میل خاطر دوست

کسی نے جو محبوب کی ملاقات چاہی ہے یا جدائی؟ اور محبوب نے

کی جو محبوب کو پسند ہو یہ

فرب آیت :

لَا تَحْسِبَنَّ أَنَّكَ قَسِيمٌ لِّرَبِّكَ
 اے حبیب ! متداری زندگی کی قسم تجھ پر قریش یا قوم بوطحہ اپنی نگاہی

میں سرگرم رہتے ہیں :-

مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ اس کلام میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کی مسرت حیات کی عمر یاد فرمائی اور اس کا معنی یہ ہے کہ اسے حبیب
 تباری تھا کہ قسم لے بعض نے فرمایا تباری زندگی کی قسم بعض نے فرمایا تباری حیات
 کی قسم میں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد و رخصت و تحکیم ہے ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا
 کوئی نشان پیدا نہیں فرمایا جو اس کی بارگاہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ
 عزیز ہوا اور میں نے نہیں سنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوالہ اللہ تعالیٰ نے
 کسی کی زندگی کی قسم یاد فرمائی ہو ۔

حضرت ابو حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
 سوا کسی کی زندگی کی قسم یاد نہیں فرمائی کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہ الہی میں تمام
 مخلوق سے زیادہ عزت والے ہیں ۔

نوبی آیت :

لَا تَحْسِبَنَّ مَهْنَدًا لِّلْبَيْتِ وَأَنْتَ جِلِّيَّ الْبَيْتِ
 وَذَرِيبًا وَمَا ذَلِكُ

اے حبیب ! مجھے قسم ہے اس شجر کی جس میں تم ملو اور فرد زہا اور قسم

مفسر ہرگز پاک دل سے۔ فزک منہ خیرہ المسلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کی عزت و ریاست افسوس کو بیان کرتا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمال
 و رفعت کی مرہر پر پوری صداقت ہے۔ اس کے اعلا کے لئے بڑی تفسیر و تکرار سے اس
 شے کو کچھ بیان ہو۔ اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ کچھ آیات مذکورہ اس مقصد کے لئے۔
 کافی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انبیاء و مرسلین کے سردار، اللہ تعالیٰ کے دربار
 میں اولین و آخرین سے۔ زیادہ معزز و ادا شدہ تعالیٰ کے تمام مخلوق سے۔ زیادہ محبوب
 ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام انبیاء و مرسلین کا امام اور
 سردار بنایا۔ درغامہ بیاد و مرسلین سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور
 درک و ادب و ادب اور شدہ تعالیٰ کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کا طالب ہے۔

اعادیت طیبہ

اب چند اعادیت جو بہ طور حفظ ہوں :

پہلی حدیث :

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ
 لِلَّهِ ثَلَاثَةَ خَلْقٍ يُسَمِّيهِمْ فَحَمَلَتْنِي فِي خَيْرِهِمْ قِسْمًا
 فَكَذَلِكَ قَوْلُهُ أَصْخَبُ الْيَسْمِينِ وَأَنَا خَيْرُ أَصْخَبِ الْيَسْمِينِ
 فَأَنَا مِنْ أَصْخَبِ الْيَسْمِينِ وَأَنَا خَيْرُ أَصْخَبِ الْيَسْمِينِ
 فَحَمَلَتْنِي ثَلَاثَ فَحَمَلَتْنِي فِي خَيْرِهَا ثَلَاثًا
 فَكَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى أَصْخَبُ الْعَاثِمَةِ وَأَصْخَبُ

الْشَّامَةِ وَالْأَيْمَنِ السَّيْفُونَ وَالْأَيْمَنِ السَّيْفُونَ
وَأَتَا حُرَّ السَّيْفِينَ ثَلَاثَةَ حَمَلٍ لَا سَلَامَ قَبْلَ مَثَلٍ
وَجَعَلَ بَيْنَ يَدَيْهَا قَيْدًا وَذَلِكَ قَوْلُهُ نَعْتُ
حَمَلُكَ شَعْبٌ وَفَتَّ مَثَلُ يَنْعَا تَرْمُو إِنْ كُنْتُمْ
يَعْنِدَ الْبُلْغَاءُ أَتَعْمَلُكُمْ وَأَنَا أَشَقُّ وَلَدَاءَكُمْ وَكُنْتُمْ
عَلَى الْبُلْغَاءِ وَلَا حَزْرَ مَثَلُ حَمَلٍ نَعْتُ مَثَلُ مَثَلٍ
فَتَحَمَلُونَ مِنْ حَذَرِهَا مَثَلٌ فَذَلِكَ قَوْلُهُ نَعْتُ
إِسْمًا يُرِيدُ ثَلَاثَةَ لَيْدٍ هَبَّ عَنْكَ لِيَ خَشَنَ نَهْرٍ
الْأَيْمَنِ وَتُطَيَّرُ كُنْتُ تَطْيِيرًا.

حدیث ان عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ نے شوق میں جن اور انسان کی دو
قسمیں فرمائیں مجھے ان میں سے بہترین قسم میں سے بنایا، جو ہے اللہ تعالیٰ
کا فرمان ایک قسم اصحاب میں ہے اور دوسری قسم صحابہ شہداء میں صحابہ
میں میں سے ہوں اور اصحاب میں میں سے بہترین ہوں۔ پھر ان دونوں
کی تین قسمیں بنائیں اور مجھے ان میں میں سے بہترین قسم میں بنایا، جو ہے
اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ایک قسم خوش بخت ہے، دوسری بر بخت دوسری
بلکی میں بد بخت کر کے دے دیں۔ جس میں سے ہوں اور سب میں
سے بہتر۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تین قسموں کو فیض بنانا اور بھلائی میں
سے بہترین قسم میں بنایا، جو ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہمارے جس میں
اور گردہ بنا، تاکہ نہ ایک دوسرے کو بھی تو اچھن نہ میں اللہ تعالیٰ کے
نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ سخی ہے۔ ملک اللہ تعالیٰ

ہائے وادہ سرد ہے، میں اولادِ آدم میں سب سے زیادہ پرہیزگار
 اور نہ بھائے کے نزدیک زیادہ عزت والا ہوں اور میں فخر نہیں
 کرتا، اللہ تعالیٰ سے قبائلی گھروں میں تقسیم فرمایا اور مجھے بہترین گھر
 میں پیدا فرمایا، یہ ہے اللہ تعالیٰ کا قول کہ اللہ تعالیٰ انہیں جانتا مگر
 یہ کہ چیدی دود کرتے تھے تم سے اہل بیت اور تمہیں پاک کرے
 پاک کرنا ؟

دوسری حدیث :

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے فرمایا :

اَنَا اَكْرَمُ وَلَدِ اَدَمَ عِنْدَ رَبِّي وَلَا فَخْوَر

”میں اپنے رب کے نزدیک اولادِ آدم میں سب سے زیادہ
 عزت والا ہوں اور میں فخر نہیں کرتا“

تیسری حدیث :

حضرت ابی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے فرمایا :

اَنَا اَكْرَمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَلَا فَخْوَر

”میں پہلی اور پہلی تمام مخلوق سے زیادہ عزت والا ہوں اور
 میں اس پر فخر نہیں کرتا“

چوتھی حدیث :

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راوی ہیں کہ حضور
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

أَشَافِي جِنَرَ عَمَلٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لِي قُلْتُ
مَشَافِي نِيَّ الْإِلَهِ نَزَّحِينَ وَمَعَارِي مَهْمَا قَلَمُهُ آتَمَ مَرَجَلًا أَفْضَلَ
مِنْ قُرْعَتَيْهِ وَكَلَمَاتِهِ مَسْنُونٍ أَتَى أَفْضَلَ مِنْ
عَبَقِي هَاسِنٍ

”میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے، انہوں نے مجھے کہا کہ
میں نے زمین کے مشرق و مغرب چھپان ڈالے لیکن میں نے حضور
سے زیادہ فضیلت والا کوئی شخص نہیں دیکھا اور کسی باپ کے بیٹے پر شرم
سے زیادہ فضیلت والے نہیں دیکھے۔“

پانچویں حدیث :

ابن وہب راوی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :
”اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسے حبیب : مجھے سے مانگ : میں نے
عرض کیا اسے پروردگار ! میں تجھ سے کیا مانگوں ؟ تو نے حضرت ہریم
کو نہیں بنایا، حضرت موسیٰ سے بلا واسطہ کلام کیا، حضرت نوح کو برگزیدہ
فرمایا، حضرت سلیمان کو وہ سلطنت دی کہ ان کے بعد کسی کے لائق نہیں
اعلیٰ السلام ! اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسے حبیب : میں نے جو کچھ تمہیں دیوے
ان سب سے بہتر ہے۔ میں نے تمہیں حرمین کو ثواب دیا، تعداد نام اپنے نام

ملے امام اہل سنت مثلاً احمد رضا بریلوی جس سے مراد فرمایا ہے۔

یہاں اسے سیدہ واسطیٰ میں جہاں کے تعلق سے

سہی جہاں میں تھے فرمایا یہاں ۔

مجھے ایک سے ایک دیا

کے۔ یہ کہی کہ سناؤں میں بکھر رہا ہے، تمہارے لئے اور تمہاری امت کے لئے۔ میں کہہ کر گئے والی بناؤ ۱۱ اس سے تیر کیا ہو سکتا ہے، تمہارے میں مدت کے طور پر، جھپوں کے گناہ معاف کر دئے، تم لوگوں میں میں یہ یہ پڑھنے، یہ کتاب سے جین گناہ بخش دئے گئے میں یہ احزانہ و اکوام دے پڑھ کی کو نہیں دیا، تمہاری امت کے دل صحت بنا دئے کہ وہ قرآن پاک اور کرتے میں کتاب سے نے میں نے شفاعت محفوظ رکھی، تمہارے کو کسی زہیر کے لئے شفاعت محفوظ نہیں رکھی۔

صحیح حدیث

عجل مدبت میں ہے کہ لوگوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہا :

مَا هَذَا بَشَرًا فَنَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ وَإِنَّ اللَّهَ مَتَعَلِكٌ وَمَا تَكْفُرُ

۰ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی کئی عزت ہے، تجھیں اللہ تعالیٰ

نیک کے ساتھ ہے اور اس کے فرشتے ۔

سوانح حدیث

معاذ اللہ میں ابو جحش کی اور ابو اللیث عمر قندی وغیرہا سے منقول ہے :

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی لغزش کے بعد کہا اے اللہ! محمد

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیصل میری لغزش معاف فرما، اللہ تعالیٰ

سے آدم علیہ السلام سے فرمایا، تم نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کمال

سے کہا، آدم علیہ السلام نے کہا میں نے جنت میں ہر جگہ لا اے

لَا تَدْعُ مُحَمَّدٌ رَسُلَ اللَّهِ لَكِي دیکھا، ایک روایت میں ہے

سَعْدُ حَبَشِي وَرَسُلًا لِي مُحَمَّدٌ مِّنْ بَنِي آدَمَ (اور رسول میں)

۰ میں نے کہا کہ وہ رسول کے لئے، یہ تمام مخلوق سے نیا و عزت

میں اللہ تعالیٰ سے کہہ کر علیہ السلام کی توبہ قبول ہو جائے اور میں عرض صاف
فرمادی کہ اس کلام کے قائل کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے ارادے کے خلاف
اللہ تعالیٰ میں قرینہ کلامیاب قنات غلطی اور علیہ السلام سے
اپنے رب سے جذبات حاصل کئے تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو
کر لی اور یہی مطلب ہے :

ایک روایت میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا سے یہ وہ کار ہے جس
کو مجھے پیدا کیا تو میں نے سزا دیا۔ دیکھی کہ عرش مجید پر کھڑا تھا کہ وہ رنج میں تھ
پس میں نے جان دیا کہ تیرے نزدیک کسی کو مقام اس ذات کریم سے جہنم نہیں ہے جس د
ہم تو نے اپنے نام کے ساتھ جمع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی طرف وحی
نازل فرمائی کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم محمد بنی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ماری اولاد میں
ہے آخری پیغمبر ہیں۔ اگر وہ نہ ہوتے تو نہیں بھی پیدا نہ فرماتا۔

بعض روایات میں ہے کہ آدم علیہ السلام کی نیت ابوالحسنی ایک روایت
میں ہے ان کی نیت ابوالشترقی یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی نیت میں ابوبکر ہونے کی
نیت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماسوا کسی کی طرف نہ ہو
شرح ابن یونس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے جیسے میں جو میں بہ
گشت لگاتے ہیں اور اس گھر والوں کی کثرت سے زیارت کرنے میں جس میں احمد نام
نام والا کوئی شخص جو یہ فرشتوں کی طرف سے تنظیم ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

میں حضرت سیدنا شیخ ابی الطاہر قدس سرہ فرمادی کہ اس سے حد کو نہ ماری گئے ہیں

افان گشت امین اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے حد کو نہ ماری گئے ہیں

میں کہ ہر کہ نام سے آدم علیہ السلام کے ماسوا کسی کی طرف نہ ہو

نامی بی بی ۱۰ ہجری ۱۰ ہجری میں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
 بب درشتے بچے آسان پرے گئے تو میں نے دیکھا عوش پر نکھا بوا تھا لا ایلہ الا
 اللہ محمد رسول اللہ۔

آنحضور مدیت ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جنت کے دروازے

پر لکھا ہو ہے

و ابا لله لا اله الا انا محمد رسول الله

لا عذاب من قالها۔

”یہ ملک میں خدا میں میرے سوا کوئی سمجھو نہیں محمد اللہ کے

بولی ہیں، میں گھر کے کئے دالے کو میں عذاب نہیں دوں گا۔“

امام جعفر صادق اپنے والد ماجد محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہیں

کہ قیامت کے دن ایک تہا کرنے والا کہے گا کہ :

”جس کو نام محمد ہے اٹھو اور جنت میں داخل ہو جائے، یہ نبی

اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک کی تعظیم ہو گی۔“

قرین حدیث ۔

مشکوٰۃ زبیت میں ہے حضرت امام جعفر صادق اپنے والد ماجد سے

مروی ہیں :

ار ر حلا من قرأ من دخل علی ابیہ علی بن الحسین

عنا لا حدیث عن رسول الله صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم قال منی حدیثا عن ابی العباس صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔

”ایک قریشی حضرت حماد سے والد علی بن حسین (ع) کے نام لے کر حاضر ہوا۔ حضرت علی بن حسین نے فرمایا کیا میں تمہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بیان نہ کر دوں؟ اس شخص نے کہا ہاں مجھے حضرت ابوالحسن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بیان کیجئے۔“

قَالَ لَمَّا مَرَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاكَ جَبْرِئِيلُ.

”علی بن حسین نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت مبارکہ، ساز ہوئی تو آپ کی خدمت میں جبریل میں میرا سلام حاضر ہوئے۔“

فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ آمَرَ سَلِيمٌ بَيْتَكَ فَكَرَّمَا
لَكَ وَتَشْرِيْنَا لَكَ حَاقَّةً لَكَ يَسْأَلُكَ عَنْهُ هُوَ

أَعْلَمُ بِهِ مِنْكَ يَقُولُ كُنْتَ تَجِدُكَ قَالَ جِبْرِئِيلُ
يَا جَبْرِئِيلُ مَعْمُومًا وَآجِدُنِي بِأَجْبَرُشْ مَكْرُومًا

”جبریل امین سے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی خبر و شریف

کے لئے آپ کے پاس بھیجا ہے اور یہ آپ کی خصوصیت ہے اس چیز

کے بارے میں پرہیز ہے جسے وہ آپ سے زیادہ جانتا ہے فرمایا ہے

اے حبیب! تم اپنا مزاج کیا پاتے ہو؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا اے جبریل! میں اپنے آپ کو نکمیں اور تکلیف میں پاتا ہوں۔“

لَمَّا جَاءَهُ الْيَوْمَ الثَّانِي فَقَالَ لَهُ دِلَّكَ فَزِدْ عَلَيَّ

الْثَّانِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَا تَرَدَّ أَقْدَمَ نَوْمٍ

لَمَّا جَاءَهُ الْيَوْمَ الثَّالِثُ فَقَالَ لَكَ فَزِدْ قَالَ قَالَ نَوْمٍ

وَمَا تَقْضِيهِ كَلِمَاتُكَ عَلَيْنَا -

”بہر صورت جبریل علیہ السلام دوسرے روز حضور کی خدمت میں
 حاضر ہو کر اور وہی بات ہمیں کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی
 بات کہے اور وہ جواب دے گا۔ بہر صورت جبریل علیہ السلام تیسرے روز حضور کی
 خدمت میں حاضر ہو گا اور وہی بات کہے گا جو پہلے روز کہا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم اسے ہمیں وہی جواب دے گا۔“

وَجَاءَ مَعَهُ مَلَائِكَةُ الْمَلَائِكَةِ عَلَى يَمِينِهِ
 نَعْبُ مَلِكٍ مِّنْ مَّلِكٍ عَلَى يَمِينِهِ أَلَيْسَ مَلِكٌ فَاسْتَأْذَنَ
 عَلَيْهِمْ فَتَأْتَتْهُ عَنْهُ سُرُورٌ قَالَ جِبْرِيْلُ هَذَا مَلَكٌ
 نُّفُوتٍ تَسْأَلُ عَنْكَ مَا اسْتَأْذَنَ عَلَى أَذْنِي
 مَلَكٌ وَلَا تَسْأَلُ عَنْكَ أَذْنِي بَعْدَ لَكَ قَالِ ابْدَأْ
 لَكَ فَأَبْدَأَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ

”اور حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ آیا جسے ہمیں کہتے
 ہیں وہ ایک لاکھ فرشتوں پر حاکم ہے ان میں سے ہر ایک لاکھ فرشتوں
 پر حاکم مقرر ہے، انہوں نے بار بار رسالت میں حاضری کی اجازت طلب
 لی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے اس
 فرشتے کے بارے میں جو حدیثیں کہتے ہیں اسے میں ملک الموت
 مقرر ہونے، حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ملک الموت ہیں آپ سے
 اجازت مانگتے ہیں، انہوں نے آپ سے پہلے کسی انسان سے اجازت
 نہیں ورنہ آپ کے بعد کسی سے اجازت نہیں گئے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم نے انہیں اجازت دے دو، حضرت جبریل سے انہیں اجازت

ہی تو انہوں نے امانت پر مگر اسلام و احسان کیا ہے

قَالَ مَا مَنَعَكَ إِذَا نَفَعْتُكَ مَسْجِدًا يَبْلُغُ
 قِيَامَ أَمْرَتِي أَنْ أَقْبَضَ رُوحَكَ فَضَنَّتْ مِنْ
 أَمْرَتِي أَنْ أَشْرَكَكَ مَشْرَكَكَ فَقَالَ وَيَفْعَلُ بِمَلِكٍ
 انْعُوتِ قَالَ تَعْلَمُ بِدِلِكَ نِيْمَتٌ وَنِعْمَةٌ
 أُطِيعُكَ.

”پھر ملک الموت نے کہا یا رسول اللہ! ان تعالے نے مجھے
 آپ کی طرف بھیجا ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو آپ کی موت قبض کروں و
 اگر آپ فرمائیں تو قبض نہ کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ
 میرے کہنے پر عمل کرے گا! انہوں نے کہا ہاں مجھے اس کا حکم دیا ہے
 مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ کی امانت کروں۔“

قَالَ فَتَنَظَّرَ الْمَلَكُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 إِلَى جَبْرِئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ حَسْبُكَ مَا مَنَعَكَ
 إِنَّ اللَّهَ قَدْ شَتَاكَ إِنْ لَيْعَاثَكَ فَقَالَ الشَّيْطَانُ
 اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلَكَ الْمُتَوَاتِرِ انْصَرِفْ أَمْرَتِ
 بِهِ قَبَضَ رُوحَهُ

”راوی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل
 علیہ السلام کی طرف دیکھا، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ان تعالے آپ
 کی مافات کا شتافی ہے تو ہمہ میل نہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا
 اسے ملک الموت نے مجھے حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کر چنانچہ انہوں نے
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض کر لی۔“

نہایت سیحانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت، جلالت اور
 محبوبِ محرم کی رہ سکتی ہے، حضرت جبریل امین کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین دن حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت اور مزاج پر کسی کے لئے حاضر ہونا، حضرت ملک الموت
 کا زیارت اور روح قبض کر کے لئے عاضری کی اجازت طلب کرنا، اللہ تعالیٰ کی
 طرف سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روانہ ہوا کی کا پابند ہونا اور حضرت جبریل امین کا یہ
 سوچ کرنا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا شوق ہے، دایمہ امور میں جن سے حضور
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بارگاہ الہی میں مقام و منصب معلوم کیا جاسکتا ہے۔

ہونِ بریت :

حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث معراج میں حضور صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کی نبیا اکرام علیہم السلام سے ملاقات کا ذکر کیا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کے ملبوسین کی ہے، فرماتا ہے :

رَبِّ مُحَمَّدٍ أَشْنَىٰ عَلَيَّ رَبِّهِ

”یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کے مدبر و مدبر سے اپنے رب کی تعریف کی“

مَعَانِ تَحْكُمُ أَشْنَىٰ عَلَيَّ رَبِّهِ وَأَنَا أَشْنَىٰ عَلَيَّ رَبِّي

”حضور نے فرمایا میں ہر ایک سے اپنے رب کی تعریف کی اب میں

اپنے رب کی تعریف کرتا ہوں“

لَا تَحْمَدُ إِلَهًا إِلَّا اللَّهُ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِمَا يَخْفَىٰ لِلْعَالَمِينَ

”وہاں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور تو ہی جانتا ہے جو دنیوی اور دینی امور کے

لہذا وہ نہیں جانتا ہے جس نے مجھے تمام جہانوں کے

سے ہمت بنا کر رکھا اور تمام انسانوں کے لئے خوشخبری اور براہِ رسالت کیا

برجی :۔

وَأُنْزِلَ عَلَى الْفَرَسِ فَكَانَ فِي رَيْبِكَ لِكُلِّ شَيْءٍ

”اور مجھ پر قرآن پاک نازل جس میں ہر شے کا بیان ہے“

وَجَعَلَ أَصْنَىٰ أَمْنًا وَوَسْطًا

”اور میری امت بہت ہی آسان بنا دیا“

وَجَعَلَ أَصْنَىٰ هُمْ إِلَّا قَوْمًا وَهُمْ أَهْلُ بَيْتٍ

”اور میری امت کو (جنت میں) داخل ہونے میں آسان بنا دیا“

وَجَعَلَ أَمْرًا مِّنْ أَمْرِ بَيْتٍ

”وہ جو تمہاری امت کے لیے آسان ہے“

”اور میرے دل کو علوم و حکم کیلئے کھول دیا اور میرے لیے“

”دعوت کا جو آسان فرما دیا“

وَمَا فَعَلَ ذِي كِبَرٍ وَجَعَلَ بَيْنَ يَدَيْهِ

”اور میرا ذکر بلند فرمایا، مجھے تمام اولین و آخرین میں فاتح“

”اور تمام انبیاء و مرسلین کا خاتم بنا دیا“

فَقَالَ إِنِّي أَهْبِئُ عَلَيْكَ سَلَامًا مِّنْهُ أَفْضَلُكُمْ

”مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“

”حضرت ابیہیم علیہ السلام نے فرمایا اے نبیؐ! میں نے تجھ

”مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ سے افضل ہونے میں“

”کیا پہلی حدیث :“

”یہ بھی احادیث میں وارد ہے :“

فَقَالَ لَهُ تَرَاهُ نَعْلِي قَدْ سَخَدْتُكَ حَبْلًا

”فَرَسُكَ مَكْنُوبٌ فِي لَوْنٍ وَحَبْلُكَ حَبْلُ لَوْنٍ“

۱۰۔ اے اللہ سے راہ میں سننے نہیں محبوب بنالیا، تو راقہ میں لکھی

جے محمد سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے غافلے کے محبوب ہیں ۱۱

وَأَنزَلَكَ إِلَىٰ آدَمَ مِمَّا كَانَتْ تُجْعَلُ

أَعْيُنُهُ عَمَّا رَأَىٰ فِي نُفُوسٍ وَآلَا جُرُودٍ -

۱۲۔ جو تھے نہیں تمام انسانوں کی زبٹ رسول بنا کر بھیجا اور تمہاری

ست کو سدا سے ہی پہلی اور دھرم میں آخری امت بنایا ۱۳

وَعَلَّمْتُ أَهْلَكَ لَا يَبْخُلُونَ لِمَا رَزَقْنَاهُ حَقَّ

يَسْمَعُهُ وَأَهْلَكَ عَبْدِي وَرَأَىٰ سُوْلِي -

۱۴۔ اور آپ کی ست پر لازم کیا کہاں کے لئے کوئی خطبہ جائز نہیں جب

کلمہ یہ گوئی وہی کتاب میرے عبد نامہ اور رسول ہیں ۱۵

وَعَلَّمْتُ أَهْلَ الْقِيَمَةِ خَلْعًا وَآخِرَهُمْ نَحْشًا

۱۶۔ اور میں نے نہیں صفت میں سب سے پہلے اور بعثت میں سب

سے آخر بنایا ۱۷

وَعَلَّمْتُ سَبْعًا مِنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

نَعْلَمُهُ -

۱۸۔ اور میں نے سب سے سب سے شالی (سورہ فاتحہ) میں کی سات آیتیں ہیں

۱۹۔ سات حوالہ سورہیں، وہی اور قرآن عظیم ۲۰

وَأَسْطَفَيْتُكَ خَوَاصِرَ سُرَّةِ الْفَرَسِ كَيْفَ تَخْتَعِرُ

نَدَا غَلِيظًا سَبَبَ هَذَا وَجَعَلْتُكَ قَائِمًا أَوْ كَائِمًا -

۲۱۔ اور میں نے نہیں اس خزانے سے جو عرش کے نیچے سطر سورہ بقرہ

فی غریہ نہیں وہی آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دس اور میں نے نام نہاد

سے اول اور آخر بتایا :۱۱

ابوہریرہؓ : ۱۲

أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ بَوْمَ الْيَمْرِ وَيَسْتَبِي
لِقَاءَ الْحَكَمِ وَلَا فَخْرَ مَا مِنْ سَيِّئٍ تُؤْمِنُ
أَدَمَ فَمَنْ ذُوْنُ إِلَّا تَحْتِ بَوَآئِي وَكَفَّ
تَنْسِقُ عَنْهُ إِلَّا رَحْمَةً وَلَا فَخْرَ .

۱۱ قیامت کے روز میں، اولادِ آدم علیہ السلام کا سزاوارہ ہوں گا اور میرے
ساتھ میں ہوا رحمتہ رحمتہ کا جھنڈا، ہو گا۔ اس دن آدم علیہ السلام اور ان کے
ماسوا تمام نبی میرے ہی جیسے کے میچے ہوں گے اور میں ہی وہ پہلا
شخص ہوں گا جو زمین سے بلکھوں گا اور میں فخر نہیں کرتا :۱۲

تیسری بات : اَمَّا تَرَضَوْنَ اَنْ يَكُوْنَ اَبْرَهِيْمَ قَرْنًا وَبَنِي كَنْزٍ
يَوْمَ الْقِيَمَةِ اِنَّهُمْ فِي اَقْبَىٰ يَوْمًا نَفِيحَةً .

۱۳ کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ قیامت کے دن حضرت ابراہیمؑ اور
حضرت یحییٰؑ تم میں ہوں گے اور یہ دونوں حضرات قیامت کے دن
میری امت میں ہوں گے :۱۴

تفسیر : کہ اس سلسلے میں آیات و احادیث اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کے
احاطے کے لئے کئی دفتروں کی ضرورت ہے، اگر کوئی شخص ان کو جمع کرے گا ارادہ
کے اور تمام زندگی اس مبارک مصروفیت میں صرف کر دے تو اللہ تعالیٰ کے
عطیات اور بے شمار ثواب جو اللہ تعالیٰ نے سید ملکات، سرور کائنات اور خلعت
ملوکات صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں، میں سے ہزاروں حصہ و بے حد
ساب میں سے مگر ان تعداد بھی جمع نہیں کر پائے گا

نہ سائے نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جوارہ و اکاسم اور غنم کی خرید و
 دنا حسب معلوم دوائے ہیں ان میں سے بعض آپ نے ملاحظہ کر لئے۔ اب گوش
 دل اور کامل و نجس سے لے کر جب معلوم ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بارگاہ
 کبریا میں دعا و حاجت، عزت و تہ مجربیت اور مقام قبولیت حاصل ہے کہ اس میں
 دہین و اتخارین اور میا و حریفین میں سے کسی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ
 شرکت اور جسری و حمل نہیں ہے اور اس سے پہلے یہ بھی معلوم ہو چکا کہ وجاہت،
 عزت اور رتبہ محبوبیت، شفاعت اور سفارش کی قبولیت کا سبب ہے تو اب جان
 لینا چاہئے کہ شفاعت کیسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاص منصب ہے حضور
 کی شفاعت ہر شے مقبول و مستجاب ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت کے
 دن شفاعت کرنے والوں کے سوا، سب سے اول اور سب سے افضل ہیں کیونکہ حضور
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کے مستورد و منہات تمام جہانوں کے لئے رحمت و جنوں انسانوں
 اور مشقوں کے لئے نواز و موقوف ہے۔ بشر کہیں نہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وجود
 کا حیا و جلوہ کی برکت سے یہ کرم مر میں عذاب الہی سے محفوظ رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ

”اے تعالیٰ کی زبان نہیں کہ کفار کو عذاب دے جبکہ اسے حبیب“

قرآن میں مجدد ہو ؟

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکرر سے ہر چیز حبیب و شریف سے آئے اللہ
 تعالیٰ سے مشرکوں کو عذاب میں مبتلا فرمایا، مومنوں کو ان پر غالب و مسلط فرمایا،
 مسلمانوں کی حمایت میں سے حاکم نادبی اور ان کی زمینیں، ممالک اور مال مسلمانوں
 و جو غنیمت و عطا و سنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَمَا تَسْخَرُ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ

”ان کی کیا حشیت ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہ دے۔ اگر صرف
اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہ وسلم پر عذاب نازل نہ ہو تو ان کی ذات مبارک
کے لئے عذاب کی قسم“

شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
جبرائیل کی صفائی اور درجات کی بندی سے
سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
شفاعت کا مقبول ہونا کتاب و سنت سے ثابت ہے۔

چند آیات مبارکہ ملاحظہ ہوں :

وَاسْتَغْفِرْ لِي ذَنْبِيكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

ظاہر ہے کہ ایماندار مردوں اور عورتوں کے لئے مغفرت کا عذاب ان کے
لئے شفاعت ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم فرمایا ہے کہ
ان کے لئے شفاعت کہنے، اب وہی صورتیں ہیں یہ شفاعت مقبول ہونا نہیں
دوسری صورت اہل ہے کیونکہ اس وقت لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ ۱۲ مرتبہ اور
بے شمار بار پھر ناپسندیدہ مزاج یا وعدہ کی خلاف ورزی ہوا اللہ کی پناہ ایسی بات سے
تربہ کی صورت میں ہو گئی اور وہی قصود ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت
مقبول ہے۔

۵۔

۱۲ وَلَوْ أَنَّهُ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ

فَاسْتَغْفَرُوا إِلَيْكَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا
إِلَيْكَ تَوَّابًا رَحِيمًا۔

”اگر وہ منافق جس وقت انہماں سے اپنی جانوں پر ظلم کریں تو

اسخفت سے لے کر اللہ سے پناہ مانگیں یہ اسان سے ہر کرتے ہوئے

اور اس حدیث سے جو کہے ہوا تھا اے سے مغفرت کا سوال کریں اور
 رسول اللہ کے لئے اذکار پڑھنا جو اس کی مغفرت طلب کریں تو اللہ تعالیٰ
 کو یہ قبول کر لے گا۔ رحم فرمائیے دال پائیں گے ۵

اس نیت کریں کہ میں ہر ایک اللہ تعالیٰ کا ساتھی بننے کی توبہ قبول کرنا اور
 اللہ رحم فرمائے اس بات پر یقین ہے کہ یہ اپنے شقاق کی مغفرت چاہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم ان کے کبیرہ گناہوں کی مغفرت طلب کریں اور اگر صاف اللہ بخیر
 صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو کسی مسم کا دخل نہ ہو تو ۶ اَسْتَغْفِرُكَ لِمَا نَزَلَتْهُ عَلَيْكَ
 ہر کوئی مانو نہ ہوگا۔

تفسیر مبارک میں ہے ۷

۱۱ ایک دعا نبی نے حاضر ہر کما ہے آپ کو روضہ مقدسہ پر گرا دیا اور
 روضہ منورہ کی خاک مبارک کو اپنے سر پر ڈال کر عرض فرمایا ہر ایک کما سے
 رسول اللہ! میں نے اپنے گناہوں پر غم کیا ہے میں توبہ واستغفار کیا ہوں
 آپ میری مغفرت کی دعا کریں۔ روضہ مبارک سے دعا و ازانی تیرا گناہ
 بخش دے گا ۱۲

ہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ظاہری اور وفات کے بعد
 شفاعت کا منصب بنابر سبب اور مہر و بہت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بارگاہ الہی
 میں دعائیت حاصل ہے اور اس کمال انھماں اور عیسیٰ انھماں بستی کی محبوبیت ظاہری حتیٰ
 کہ وہاں کے بعد ہر ایک دنیا کی نبی کجاں طور پر قربت شفاعت کا سبب ہے۔
 ۱۳ ۱۴ اَسْتَغْفِرُكَ لِمَا نَزَلَتْهُ عَلَيْكَ
 ۱۵ اَسْتَغْفِرُكَ لِمَا نَزَلَتْهُ عَلَيْكَ

۱۶ اَسْتَغْفِرُكَ لِمَا نَزَلَتْهُ عَلَيْكَ

تمام اور جہز ہو جائے گا اور قیامت کے دن آپ صاف غریقِ صلب و
خونی ہوں گے، اور تجھ کو تھار پروردگار نہیں اتار دے گا کہ تو خوش ہو جائے
اس آیت سے دو طرح استدلال کیا جاسکتا ہے :

(۱) اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا میں مومن مردوں
مردوں کی منفرد صلب کرنے کا حکم دیا اور یہی ہے کہ جو کسی سے کوئی چیز صلب کن
ہے اس پر پہنچتی نہیں بلکہ اگر اس کی درخواست قبول کر دی جائے وہ اسی صورت میں خوش
ہوگا کہ اس کی درخواست قبول کر لی جائے۔ ان تینوں نے پختہ و پورا فرمایا ہے کہ
انحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاسو سے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے کہ ہر مومن
مردوں اور عورتوں کے لئے کی جائے والی شفاعت کے قبول کرنے پر پختہ و پورا
ہے۔

(۲) احادیثِ کثیرہ وارد ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غرضی کسی میں
غرضی کو امت کے گنہگار بننے سے بچائیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ غرضی امت
کے گنہگاروں کی چارہ سازی میں مصروف رہے تاکہ وہ آگ کے عذاب سے نجات
پائیں، پس یہ ٹوک دے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غرضی کرنے کے بارے میں
وارد ہوا ہے۔ یہ اس امر کا وعدہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجہ سے امت
کے سب امت کے مجرموں کو رہا کر دیا جائے گا۔ احادیث میں آیا ہے کہ جب آیت
نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

إِذَا لَزَأْتُ أُمَّرُحْنِي وَوَأَجِدُ بَيْنَ أَقْبَتَيْنِ فِي الشَّيْءِ
فَبِئْسَ قَوْمٌ هَؤُلَاءِ وَفَتَنُكَ رَاضِي نِيسٍ بَرْنَجًا جَبْ تَكْ مِيرَايَكْ

انہی بھی آگ میں رہے گا :

ان ہی سے ثابت ہو گی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

إِنَّ الْمَتَّى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى لَوْلَا اللَّهِ

تَعَالَى تَرْتِيبَ إِنْ تَمُنَّ أَهْلُكَ مِنْ صَفِيٍّ بَرٍّ مِنَ النَّاسِ مِمَّنْ

تَعَدَّ جَنَاحَاتُهُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَمَنْ يَعْنِي أَنْ تَعَدَّ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

عِندَ ذَلِكَ قَرْفَةً سَدَّةً فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَمِنْ ذَلِكَ

فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا حَبِشُ شَلْ إِذْ هَبْتَ إِلَى مُنَحَّمٍ

وَمِنْ بَيْتِكَ أَهْلُهُ فَا سَلِّمْهُ مَا يُشْكِرُ فَإِنَّهُ جَوْرٌ

فَسَأَلَهُ فَا خَبَرَهُ مَنْ سَأَلَ أَشْهُهُ فَسَلِّمْهُ لَوْلَا

وَسَلِّمْهُ مَا كَانَ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا حَبِشُ شَلْ لَوْلَا

إِلَى خُتْمِهِ فَقَالَ إِنَّ سَكْرَ حَبِشَ فِي قُبُورِهِ لَمْ يَكُنْ

”تحقیق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ مت یُحْشِ سے

پروڈھکار اے شک ہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے جس

میری پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہے“ اور حضرت ابو جہرہؓ کی دعا

ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: اگر تو انہیں مدد دے تو وہ

تیرے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک چلے اور کہا

اسے اللہ ہمیری امت ہمیری امت کو بخش دے، اور دوسرے اللہ تعالیٰ

نے حضرت جبریل کو فرمایا ہے جبریل! اللہ تعالیٰ کے رسول کے پاس

جا مالا نہ تیرا رب بہتر جانتا ہے اور وہ جو کہ انہیں کسی چیز پر لے کر

جبریل اگر اقاؤ میں سے مانتر ہوئے اور دوسرے کا سبب ہو گیا جنہوں نے وہ

کلمات بندے دہرایا میں کہے تھے، انہوں نے اسے جبریل میں کو فرمایا

سبب کی ترست میں بازا اور کہو ہم میں تمہاری امت کے بارے میں جس

کو دیں گے وہ ہمیں مغرور نہیں کریں گے یہ

وہیں اور کوئی لڑائی ہو۔ اس مقام پر پہلے اور پچھلے شمس کو اپ کے ۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ”مقامِ مگرورد“
 جہاں میں اپنی امت کی شفاعت کرو گے :

مَطَرٌ مَزِيدٌ مِّنْ شَيْءٍ اَللّٰهُ تَعَالٰی عَزَّ وَجَلَّ :

يَخْتَصِمُ اَمْنُهُ السَّامِعُ فِي حَمِيْدٍ وَجِبِّ حَنِيفٍ
 بَسْمَعُهُ طَرْدُ الدَّارِجِي وَتَحْدُ هَمُّ لَحْزَمٍ حَذَّ عَرَّ
 كَمَا خَلِفُو اسْمُوًّا لَا تَكَلُّوْ نَفْسًا اِلَّا بِوَدِّهِ .

”اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو ایسی ہزار زمین میں بیچ فرمائے کہ اسے
 واسے کی آواز اور نظر ان سب تک پہنچے گی۔ تمام کے پاؤں اور جسم ہر گوش
 کے ان کی طرح ہر بندہ ہوں گے سب خاموش ہوں گے اور کوئی نہ نکلے
 کی عبادت کے بغیر امت نہیں کر سکے گا“ :

فِيْنَا وَبِئِ مَحَمَّدًا جَبَّوْنَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ
 وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّيْءُ لَيْسَ بَيْنَكَ وَالْمَنْدِي
 مَن هَدَيْتَ وَعَبْدُكَ سَيِّئٌ سَيِّئٌ مِّنْكَ وَتَعْلَمُ
 وَ اَلَيْكَ لَا مَلْحَا مِنْكَ اِلَّا لَيْتَ سَا سَرَكْتَ وَتَعْلَمُ
 سُبْحَنَكَ رَبِّ لَيْسَ بِكَ سَعَادُ سُبْحَنُكَ
 اَلَّذِيْ دَكَّرَ اَمْنُهُ تَعْلَمُ :

”میں اللہ تعالیٰ ہی کو کہہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ ہمارے گناہوں کو
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض کریں گے اس تیری امانت کے لئے حاضر ہوں
 اور تک پہنچتی تیری ہی طرف سے ہے۔ برا بھلا تمہی سے ہے اور برائی
 تیری طرف سے نہیں ہے۔“ یعنی ہے کہ برائی تیری طرف سے ہے اور میں ہی

ان کی شفاعت کریں گئے، تو یہ ہے مقام محمود :

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث کو فرمایا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے بارے میں سنا جس پر انہوں نے فرمایا ہے یہ ہے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فائز فرمائے گا۔ یہ یہ سن کر کہا ہاں حضرت جابر نے فرمایا وہ مقام بھی ہے جس کو امام مقام محمود رکھا گیا ہے۔ اس مقام کی برکات اللہ تعالیٰ روزِ خیر کو روزِ ش سے نجات عطا فرمائیگا۔ پھر حضرت جابر نے وہ حدیث بیان کی جس میں اس مسئلہ کو روزِ خیر کو روزِ ش سے نکالنے کی شفاعت کا ذکر ہے۔ اسی طرح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا یہی مقام محمود ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا ہے۔ حضرت جابر نے فرمایا ہے کہ میں مقام محمود قیامت کے دن امت کی شفاعت ہے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں

كَانَ أَهْلُ الْعِلْمِ يَسْرَوْنَ الْمَقَامَ الْمُحْمَدِيَّ
شَفَاعَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ -

”اہل علم مقام محمود قیامت کے دن کی شفاعت کو قرآن مجید میں“
ابا عادیث مبارک ملا خطہ ہوں :

۱۔ عرب صحیح ہے :

لِيُكَلِّمَ فِي دَعْوَتِهِ بَعْدَ عَوِيهَا وَاحْتِبَاتِ
دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ -

ملہ حضرت حسن رضا رحمہ اللہ کی سند دوا ہے :

ملہ اس سبب ہے انعامِ مرم حشر کا

کمان کی شانِ محول، کہ کی کامیابی ہے

یہ ہے کہ ایسی چیزوں کا ہے جو ٹانگہ کئے جہن میں سے
یہ وہ چیز تھی جسے ہمارے ہاں مس کے وہی اسی است کی تفسیر کروں ؟

ہی اس واسطے ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ ہر ہی کے لئے ایک ایسی دعا
ہو جس سے عورہ، جو مرقی سے تیار ہو کر کوئی ہی اس کا جواب دے یا نہیں ہو تب جسے وہ ہر پہلے
کی سے تیار وہ میں مقبول ہوتی ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقبول دعائیں
تو وہ حساب سے باہر ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
ساعت اور دعا اپنی است کے لئے یہی مقبول ہوگی ۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض فرماتے ہیں :

سَجَّعْتُ مَا سُئِلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سُؤْلًا لَا يَشْفَعُنَّ يَوْمَ الْيَوْمِ الْيَوْمِ إِلَّا كَثَرُ مِثْقَالِي الْأَثَمِ
مِنْ حَبَرٍ فِي شَجَرٍ ۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ تھیں میں قیامت
کے دن انہیں کے پتھروں اور دھنوں سے زیادہ انسانوں کی شفاعت
کروں گا ۔

۳۔ حدیث کی صحیح سانچوں میں ہے :

فَإِنْ عَمِلْتَ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ سَجَّعَ اللَّهُ الْأَوَّلِينَ
بِأَخْرَاجِ سَوْمِ الْيَوْمِ فَهُمْ يَقْتُلُونَ أَوْ قَالَ قِيْلَهُمْ
مَقْتُولُونَ ۔ شَفَعْنَا لَكَ يَا رَبِّ نَارَ

فہم نے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انہیں اور آخرین
وہی است کے دن جمع فرمائے گا پس تمام انگلیں ہو جائیں گے یا تو نابار ہو
وہی ہے، جس سے ہمارے ہاں کو شفاعت طلب کرنے کے لئے جائیں

قرہ رکھیں گے کتنا اچھا ہو تا کہ ہم وہ دوا بھی میں کی رو سے نہ مانے

بعض دوا یا عہد میں آتا ہے :

مَنَاجَةُ النَّاسِ بَعْضُهُمْ شَرٌّ مِنْ بَعْضٍ

”بعض لوگ بعض سے بُرے نہیں گے“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

قَدْ كُنْتُ شَوَّ السَّمْسِ قَبِيلَهُ لِنَاسٍ مِنْ نَعْمَةٍ

مَا لَا يُطِيقُونَ وَلَا يَحْتَسِبُونَ فَقَوُّونَ مَقَرَّ ذَرِّ

مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ

”آفتاب قریب ہو جائے گا اور لوگوں کو اتنا گرمی ہو جائے گی کہ

نہیں رکھیں گے اسے برداشت نہیں کر پائیں گے تو اب میں آپ کے

کیا تم ایسی جی بستی کو نہیں ڈھونڈتے جو تمہاری شفاعت کرے :

فِي كُنُونِ اَدَمَ فَيَكُونُونَ اَنْتُمْ دَمُ كَبُولِ الشَّمْسِ

خَلَقْتَ اِلَهَ سَيِّدٍ وَ نَعَمَ رَيْثٌ مِنْ رَوْحٍ وَ

اَسْكَنْتَ جَنَّتَكَ وَ اَسْجَدَ لَكَ مَلَكُوتَكَ وَ عَمَلْتَ

اَسْمَاءَ كُلِّ نَفْسٍ اِشْفَعُ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتَّى نُرْتَحِلَ

مِنْ قَمَحَانِنَا اَلَا تَوَلَّى مَا مَخُونٌ وَ مَنُورٌ

”پس حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں آپ کے اہل خانہ کو

لے گئے آپ ابو البشر آدم ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے اپنے سب قدرت سے

پیدا کیا اور آپ کے سب بابرک اہل اپنی انصاف و دین مہوشی، آپ کو

اپنی جنت میں جگہ دی، اپنے فرشتوں سے آپ کو مجد کرنا اور تیب کو

ہر شے کے نام سکھائے، نہ لہے کی ماڈوہ میں جاری نہ ملک کیجئے

ہاں بھی کسی شکل بگڑے نجات عطا فرمائے۔ کیا آپ اس شکل کو ملاحظہ نہیں فرماتے جس میں ہم مبتلا ہیں ؟

فَمَقُولُ رَبِّكَ بِرَبِّكَ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ تَغْضَبْ
هَمَّةٌ مَسْكُوكَةٌ وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَ مَسْكُوكَةٍ وَهَمَّائِي
سَيِّئٌ لَسَحَرَةٍ فَغَضِبْتُ لِمَسِيحِي لَتَغْضَبِي إِذْ هَبَّوْا إِلَى
عَبْرَتِي وَغَضِبُوا إِلَى مُؤَيَّدٍ

” آج کے دن تم میرا سلام فرمائیں گے۔ بلکہ آج اللہ تعالیٰ
اور یہاں غضب ظہور پذیر ہو جائے گا اس سے پہلے اس نے یہاں غضب
نہیں فرمایا اور نہ ہی آئندہ فرمائے گا، مجھے اللہ تعالیٰ نے پروست
سے منع فرمایا تھا۔ محمد سے لغزش ہوئی جاؤ کسی اور کے پاس نوح
علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔“

فَمَا تَقُولُ لَنُوحًا قَبْلَ تَوَلَّيْتُ أَشْتَ أَقْلَ التَّسْلِيلِ
يَا كَهْلِي أَلَمْ تَرْضَ وَسَمِعَ لَكَ اللَّهُ عَيْدًا شَكُورًا
أَلَا تَسْرَى مَا تَخُونُ فِيهِرَ أَلَا تَسْرَى مَا يَكُونُ إِلَّا تَشْعُمُ
لَكَ عَيْدَ تَرْيَلِكُ ؟

” بہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے
آپ اہل زمین کی طرف سے مجھے ہمارے واسطے پہلے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ
نے آپ کو نامہ ”عید شکر“ (شکر گزاریندہ) رکھا، کیا آپ ہماری
محنت کو نہیں دیکھتے؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہنچنے والی اذیت نہیں دیکھی؟
ماتہ اسنے ب سے ہماری شفاعت نہیں کریں گے۔“

فَمَقُولُ رَبِّكَ بِرَبِّكَ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ تَغْضَبْ

مَنْ لَا تَنْصَبُ نَعْدَا مِنْكَ نَفْسِي لَفِي

حضرت نوح علیہ السلام فرما رہے تھے میں میرے رب کے لئے
خشب کیسے کر ڈاں سے پیشانی پر فرمایا اور یہ یہود ماننے لگے
اور فرمائیں گے نفسی نفسی آج تو مجھے ہانساں سب

حضرت انس کی روایت میں ہے :

وَيَذْكُرُ مَحْطِطَةً لِنَفْسِي خَدَّيْهِ نَوْرُهُ نَزَلَ
بِعَيْنِي عَلَيْهِ

”حضرت نوح علیہ السلام ہی اس طرح جس دگرگوں کے کہ سونے
کا طلی میں اپنے بیٹے کی نجات کا سوال کیا تھا :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حدیث کی روایت میں ہے :

وَقَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلَيَّ فَوَجَّ

”حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے میرے لئے ایک دعا تھی
جو میں نے اپنی قوم کے لئے کر دی تھی :

إِذْ هَبُّوا آلِي عَنِّي رِيحًا زَهِيرًا وَرِيحٌ مِّنْ جَنَّةٍ مَّوَدَّةً
حَلِيلًا نَّشِيرًا

”کسی اور کے پاس جاؤ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جیسا کہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

هَبْ نُونًا زَهِيرًا وَنُونًا مِّنْ جَنَّةٍ مَّوَدَّةً
وَحَلِيلًا مِّنْ جَنَّةٍ مَّوَدَّةً مِّنْ جَنَّةٍ مَّوَدَّةً
لَّا تُؤْكَلُ مِنَّا فَتُحَرِّقَ

جو تمام لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے وہ جس

سے کہ آب نہ پائے گئے تھے اور اہل زمیں میں سے اہل کے جس میں

یہ سب کے پاس جاری سعادت کیجئے۔ کیا آپ ہماری تکلیف دلاؤ
نہیں دے سکتے ؟

فَسَمِعُوا إِذْ تَنَزَّلَتْ فِي هَٰذِهِ السَّمَاءِ وَهِيَ سَمَاءٌ مُّسْتَقِيمَةٌ فَفُتِحَتْ
وَكُنَّ فِيهَا الْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَأَنبِيَاءٌ كَانُوا لِلنَّاسِ
أَشْهَادًا ۚ

حضرت ابراہیم علیہ السلام وہی کہ فرمایا گئے جو حضرت نوح علیہ السلام
نے دیا تھا اور اسی وقتیں باتیں ذکر کریں گے جو بظاہر عجیب تھیں اور حقیقت
بجوت و حقیقت انسانی نفس۔ اُن تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ
کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکیم ہیں ؟

فَرَفَعْنَا صَبَاحًا مِّنَ السَّمَاءِ وَهِيَ سَمَاءٌ مُّسْتَقِيمَةٌ فَفُتِحَتْ
وَكُنَّ فِيهَا الْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَأَنبِيَاءٌ كَانُوا لِلنَّاسِ
أَشْهَادًا ۚ

سب سے نیک وہ عہد کرم ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تہذیب و تمدن دی ان سے
کلام کیا اور انہیں حالت مناجات میں قریب رکھا گیا ۔

فَإِذَا تَنَزَّلَتْ فِي هَٰذِهِ السَّمَاءِ وَهِيَ سَمَاءٌ مُّسْتَقِيمَةٌ فَفُتِحَتْ
وَكُنَّ فِيهَا الْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَأَنبِيَاءٌ كَانُوا لِلنَّاسِ
أَشْهَادًا ۚ

یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور فرمائیں گے میں
شعادت آفریں گے۔ اے نبی ہوں، اپنی فرشتہ اور قیامت کے قتل کرنے
دے رہی ہوں۔ اور بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ
دوروں سے آج آئے ہیں ؟

فَإِذَا تَنَزَّلَتْ فِي هَٰذِهِ السَّمَاءِ وَهِيَ سَمَاءٌ مُّسْتَقِيمَةٌ فَفُتِحَتْ
وَكُنَّ فِيهَا الْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَأَنبِيَاءٌ كَانُوا لِلنَّاسِ
أَشْهَادًا ۚ

يَسْتَعِيذُ بِكَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْكَ وَسَلَّمَ عِنْدَ عَمَةِ
اللَّهُ لَدِمَا لَقَدَمَ مِنْ دَمِيهِ وَمَا تَأَخَّرَ

”پہر حضرت میں علیہ السلام کہ پاس آئیں نہ وہ فراموشی کے ہیں
شفاعت اکبریٰ کے لئے نہیں ہوں، تم پر لازم ہے کہ حضرت علی صلی
تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ ایسے جبار ہیں کہ تم سے سب سے
ان کے اگلے اور پچھلے ذنوب معاف فرما دے ہیں“

قَبِيْا تُوْبِيْ قَا قَوْلُ اَنَا لَهَا فَا نَطْلُقُ مَا سَتَدُوْ
عَلَى تَوْبِيْ قَبْلُ ذَنْ لِيْ قِيَا اَنَا اَبْنُ شُهُوْ وَ قَعْنُ مَسَاجِدُ
”پہر سرے پاس آئیں گے تو میں کہوں گا میں خاص شفاعت اکبریٰ
کے لئے ہوں میں و باری اللہ میں جاؤں گا اور اجازت طلب کروں گا
مجھے اجازت دے دی جائے گی، جب میں اللہ تعالیٰ کو، کھوں گا تو
سجدے میں پہل جاؤں گا“

ایک روایت میں ہے

قَالِي تَحْتِ الْخَرَسِي قَا خِرْ مَسَاجِدُ
”میں عرش کے نیچے آؤں گا اور سجدہ ریز ہو جاؤں گا“

ایک روایت میں ہے :

قَا قَوْمُ مَسِيْنِ بَدِيْنِ قَا حَمْدُكَ مَسَاجِدُ
لَا اَفِيْدُ عَلَيْهَا اِلَّا اَنْ يُّنْهَسَ مَوْنَهَا اَفِيْدُ

”میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں کھڑا ہو جاؤں گا اور اس کی پستی تمہیں
کہوں گا جو اس کے امام کے بغیر نہیں ہو سکتی“

ایک روایت میں ہے :

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِمُحَاوِدَةٍ وَحَسْبُ الشُّكْرِ عَلَيْهِ
سُبُّكَ نَزَّ بِفَضْلِهِ حَلَّ أَعْدِي قَسْبِهِ.

”ان تھارے لیے برسی تیرے ہیں اور اپنی بہترین شکر منگوائے فرمائے گا کہ
جو سے پہلے کسی پر منگوائے نہیں گی۔“

فَبَقِيَ لَكَ بِكَ مَحَبَّةٌ إِذَا فَعَلَ مَا أَسَلْتَ سَلَّ تَعْلُفُ
وَأَسْعَفَ شَمْعُكَ.

”ملاویں جائے گا کہ اسے کھد: اصل ان تھارے لیے عہد و سلم اسرار تھا اور،
اگر ہوا نکالے دیا جائے گا شفا مت کرو تھاری شفا عمت قبول
کی جلت گی۔“

وَنَزَّ فَعَلَ مَا أَسَلْتَ يَا رَبِّ أُنْزِلْهُ

”میں اسرار تھا اور اسے کھد: رب: میری امت میری
مت: بخش دے،“

هَيْتُكَ أَذْجِلُ مِنْ أُمْتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ
مِنْ نَبِيبٍ إِلَّا نَسَمِي مِنْ أَثْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ سُرَّكَ
سَيِّدِي فَيُنْمَا سَوِي ذَلِكَ مِنْ أَثْوَابِ.

”ان تھارے فرمائے گا اپنے ان امتیوں کو بہت کے ان میں روئے
سے: غل روئی پر حساب نہیں بہت اور وہ دوسرے د. وازوں ہیں
انہی لوگوں کے ساتھ شریک ہیں۔“

ایسا: بہت میں ہے:

فَبَقِيَ لَكَ بِكَ مَحَبَّةٌ إِذَا فَعَلَ مَا أَسَلْتَ وَفَلَّ تَعْلُفُ
لَكَ وَشَمْعُ شَمْعُكَ وَفَلَّ تَعْلُفُ لَكَ سَارِبُ

اُمّیّیْن اُمّیّیْن -

”مجھے کہا جاتا ہے کہ اسے عجیب! اپنا سر اٹھائیے اور کہئے، سہار دی ہو
ہائے گل و شاعرت کیجئے قبول کی جائے گی اور مانگیے، جو مانگو گئے وہ ہوتا
نہیں کہوں گا اسے میرے رب، میری امت، میری امت؟“

فَيَمَّا لَمْ يَنْطَلِقْ فَمَنَّ كَانٌ فِي هَلْبٍ مِنْعَالٍ حَتَّى
مِنْ بَرْقٍ أَوْ شَعِيرٍ مِّنْ رَّاسَيْنِ فَأَحْرَبَهُ فَغَطَّلُوهُ
فَأَفْعَلْ

”پس فرمایا جائے گا کہ جیسے اور جس شخص کے دل میں گدگد ہونے کے
دہنے کے برابر ایمان ہو اسے نکال دے جیسے چنانچہ میں جا کر انہیں نبیوں
لاؤں گا۔“

ثُمَّ أَرْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَأَعْتَدْ ذَرْبَكَ لَمَنْ هَبِ
وَذَكَرَ مِثْلَ الْأَوَّلِ وَكَانَ فِتْنَةً مِّنْغَالٍ حَتَّىٰ تَمُوتَ
مِنْ خَرَدٍ فَأَفْعَلْ -

”پھر میں اللہ تعالیٰ کے بارگاہ میں جاؤں گا اور اس کی رہی قرعہ میں
کروں گا جن کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے، اور حدیث و کتاب میں
فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائیگا ہر ان کی کے داد کی مثل میں جس کے دل میں نہ ہو
ایمان ہو اسے آگ سے نکال دے گی تو میں انہیں نکال لاؤں گا۔“

ثُمَّ أَرْجِعْ وَذَكَرَ مِثْلَ مَا سَقَدْتُمْ وَكَانَ مِثْلَ
مَنْ كَانَ فِي صَلَاحٍ أَدْنَىٰ أَدْنَىٰ مِثْلَ مِثْلٍ حَتَّىٰ تَمُوتَ
خَرَدٍ فَأَفْعَلْ -

”پھر واپس جاؤں گا اور جنہو پر انور علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

ہی کہ ذکر فرما جو اس سے پہلے گزرنے والا اس فضائلِ ثنائیہ کے ذریعے گا
 کہ جس کے دل میں رانی کے دامن سے بہت ہی کم ایمان ہے اس کے بھی انگ
 سے باہر لے آئے ہیں انہیں بھی نکال لاؤں گا ۱۱

لَمْ يَزِدْكُمْ وَ ذَكَرَ فِي التَّحْوِيلِ الشَّارِعِ قُبُحَاتٍ
 لِي سُرْمَةٍ أَسْمَتْ وَ قُلْتُ لَسَمْعَةٍ وَ أَسْمَعُ لَسَمْعَةٍ
 وَ كُنْ مَعْقُودَةً فَأَهْوُلُ يَأْتِي بِهَا اسْتَدْنُ لِي فِي مَنْ
 صَانِ كَرَامَةٍ رَأَى الشَّعْرَ

بہر میں واپس عازن کا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
 کہ مجھے چوٹ ملی تیرا کٹا جائے گا، پتا سر اٹھا لیجئے اور کہئے تمہاری کشتی
 چلے گی۔ نہ اعلیت کیجئے قبول کی جائے گی اور اس کے تھیں دیا جائیگا
 زمین کوں کا اسے میرے رب! مجھے کھر پڑھنے والوں کے حق میں
 باذنِ خدا فرماؤ (تاکہ انہیں بھی دوزخ سے نکال لاؤں) ۱۲

فَإِنْ لَيْسَ ذَالِكَ الْبَلَدِ وَ لَكِنْ وَ عِزِّي
 ذِكْرِي بِي وَ عَطَسِي وَ حَبْرِي بِي لَوْ خَرَجْتُ مِنْ
 الْبَلَدِ مَنْ هَذَا لَكَ رَأَى الشَّعْرَ

رب! یہ تو اسے صیب! یہ تمہارے سپرد ہیں لیکن مجھ اپنی عزت و
 کبر و ذی عزت و مہر و تہ کی قسم! میں عطر و عطر پڑھنے والوں
 کو انگ سے نڈر نکالوں گا ۱۳

عزت و مہر و حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی میں
 هَذَا لَكَ ذِكْرِي فِي التَّحْوِيلِ أَوَّلَ الشَّارِعِ قُبُحَاتٍ
 يَأْتِي بِهَا بِلِي فِي التَّحْوِيلِ لَمْ مَنْ حَبْرِي لَعَنَ أَنْ أَعْنِ

وَحَبِّ عَالَمِ الْخَلْقِ

۱۰ راوی کتاب ہے میں نہیں جانتا کہ قیسری و صدیق چوٹی دفعہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض کریں گے اے یہ سے پروردگار! اگر میں ہوں وہ لوگ وہ گئے ہیں جس قرآن پاک سے تقدیر کیست ہیں اس پروردگار کو وہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہے۔

اس حدیث سے جو کتب صحاح میں مختلف طریقوں سے مروی ہے چند مطالب ثابت ہوتے ہیں :

(۱) تمام اولین و آخرین، میان بخش میں حیران اور پریشان ہو کر سوئے میں کے کوئی راستہ نہیں پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی وسیع و وسیع تلاش کریں اور ان میں سے کوئی بھی پناہ حاصل کرنے اور وسیع و وسیع سے سزا بنی نہیں کر سکے گا اور تمام لوگ پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چھو دیگی رسولان کرام کے پاس دوڑتے ہوئے جائیں گے کہیں وہ لوگوں کے مرتاج، اولین و آخرین کے سردار اور اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو شفاعت کی اجازت نہیں ملے گی۔

پس گنہگار یا بہنجا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت سے ناامیدوار (مولوی اسماعیل دہلوی) جوار راہ را در نہ سرائی اور باد و گوی کہ ہے اور غنیہ رکھتا ہے کہ کسی سے انتہا اور وسیع صلی کے بغیر اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کے نہ ہوتے ہوئے رحمت اللہ کا مستحق بن جوئے گا اس کا خیال تمام اور سو داسے تمام ہے۔

(۲) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان بغیر ترجمان
فَمَنْ أَتَاهَا فَتَحِيلُ فَاسْتَأْذِنْ عَنِ تَرِي

ایں کہوں گا کہ میں شفاعت کے لئے ہوں، میں ہاؤں گا اور

اپنے رب سے اجازت لوں گا،

عبداللہ بابہ کے کہ جنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے

ارشاد :

سَلِّ لْعُطَّةً وَاشْفَعْ لِمُسْتَقَرِّ

سے پیچھے ہی شفاعت کی اجازت تھی اور جنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شفاعت

کی قبولیت کا یقین تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت اور قبولیت

شفاعت کے بغیر کلمہ (اَنَا اَنْهَا) کوئی معنی نہیں رکھتا پس شفاعت

کی اجازت وہی ہے جو قرآن پاک میں ہے :

وَاَسْتَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ اَوْ يَشَاءُ لِمَنْ يَشَاءُ اَوْ يَشَاءُ لِمَنْ يَشَاءُ

اور قبولیت شفاعت کا یقین اس بشارت سے حاصل ہے :

وَتَسْتَوْفِ تَطِيْفَتِ سَمِيْلَتِ هَبْ تَرْجِيْ

اور اس لفظ سے کہ جنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت وہ دعا مضرب ہے

جو آپ نے اپنی امت کے لئے چھپا رکھی تھی (یہ کہا جاسکتا ہے کہ شفاعت آپ کی

خاص امت تھی۔

(۳) جنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بارگاہِ انبوی میں انسانی وجاہت

اور کامل محبوبیت حاصل ہے کیونکہ اس وقت تمام اولوالعزم و مومل اپنی جگہ

دُشیت الی سے، نائبِ ربی ہوں گے اور اپنے محلے میں حیران ہوں گے

یہ وقت میں جنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی عزت و وجاہت اور محبوبیت و

مقبولیت کے باعث شفاعت طلب کرنے والوں کا سوال پیدا کر سکتے ہیں

اور ان کی شفاعت کی ذمہ داری انجام دیں گے۔

۱۳۱) آپ لوگوں کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سعادت نجات و
 سبب نہیں ہے گی جو توحید کے، قراری اور رسالت کے منکر ہوں مگر اللہ تعالیٰ
 توحید و رسالت کے ماننے والوں کی بخشش حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت
 کے دینے کے بغیر نہیں فرمائے گا۔

۱۳۲) اللہ تعالیٰ کے دربار میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امتدائی عادت اس
 حدیث کے مستنبط ہوتی ہے کہ باطن و انبی میں قبولیت اور ایجاب حضور صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کا استقبال کرے گی جو کچھ دعا ہے بہت اچھا ہوگا :
 سَلِّ نَحَطَهُ وَاشْفَعْ لَشَفْعَةٍ

و مانگئے تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کیجئے قبول کی جائیگی

۱۳۳) اس حدیث سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے اعمال پر کمال
 شفقت و رحمت کا پتہ چلتا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قیامت کے
 دن ہر کامت کے علاوہ کوئی امر پیش نظر نہیں ہوگا چنانچہ دوسرے رسولوں کی
 اپنی فکر ہوگی وہ نفسی نفسی کہیں گے اور حضور حسب علم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امت
 کی فکر ہوگی اور آپ امتی امتی کہیں گے۔

۱۳۴) کیونکہ ہوں کے تحجب مومن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سعادت سے
 نجات پا جائیں گے کیونکہ وہ یقیناً ذرہ کی مقدار ایمان رکھتے ہیں لہذا حضور صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کی شفاعت انہیں بھی شامل ہوگی اور مسعود کا یہ گمان کہ شفاعت کبڑا ہے

اللہ تعالیٰ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی فرمائے ہیں

آج ہے ان کی پادشاهی و ملکوت

کہ میں محبت میں ہوں مگر محبت

اللہ تعالیٰ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی فرمائے ہیں

سے جس سے میں داخل نہیں کھیتی تو یہ اس سر یا ہوائی گرد و گل جہاں سے ہوا نہ آتی ہے

۴۔ عَنِ مَنَ غُفَاةٍ رَّحِمَى لِّلّٰهِ تَعَالٰی عَنْهُمْ اَعْتَدَ
تَحْتِ سِدْرٍ مَّحْمُودٍ ثَمَرًا يَّسْرًا يَّخْلُسُونَ عَنْهَا
فِي سَعْيٍ مَّشْقُوقٍ يَّخْلُسُونَ عَنْهَا لَمَّا بَلَغَ الْاَقْبَابَ رَآهُ فِي
تَرْتِيٍّ مُّسْتَوِيٍّ

تھرت سے جس میں یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں جہنم میں سے لے کر اللہ تعالیٰ کے لیے وسلم
سے۔ وہی میں کو نبی کرام کے لئے شہر کے باغ میں پر وہ بیڑہ جہاں
کے۔ وہ انہیں جہاں رہے گا۔ میں اس پر نہیں بیٹھوں گا۔ میں اللہ تعالیٰ
کے۔ ہر میں کھڑا ہوں گا۔

مَبْعُوثٌ لِّقَدْرٍ مَّأْتَمَرَةٍ وَ تَعَالٰی مَا تَرْتَبُذْ اَنْ تَاْخُذَهُ
بِأُمْتِكَ فِ قَوْلٍ بَّارِكٍ عَزِيزٍ جِئْنَا مَهْمًا فَيُذْهِقُ عَنَّا
فَيُذْهِقُ عَنْهُمْ فَيُذْهِقُ عَنْهُمْ فَيُذْهِقُ عَنْهُمْ فَيُذْهِقُ عَنْهُمْ
و مَبْعُوثٌ لِّقَدْرٍ مَّأْتَمَرَةٍ وَ تَعَالٰی مَا تَرْتَبُذْ اَنْ تَاْخُذَهُ

۵۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسے مجیب اتم کیا چاہئے ہو کہ تمہاری امت
کے کہاں مقرر کروں میں عرض کروں گا اسے پروردگار ان کا حساب
مجدی وہ میں نہیں دیا مانگے گا اور ان کا حساب لیا جائے گا ان میں
سے بعض وہ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں
گے اور بعض میری شفاعت سے ۔

وَلَا تَرَى اَشْفَعُوْا عَنِّيْ اَتَّخِذُ سِبْكَكُمْ بِرِجَالٍ
هٰذَا يُرِيْدُ عَلٰى سَآرِحَتِيْ كَنْ خَيْرِنَ الدَّارِ يَقُوْلُ
مَامَعُ مَعَكُمْ مَا سِرْتُ لِيْ عَصَبِيْ رَئِيْكَ فِیْ اُمْتِكَ

مِنْ قَوْلِهِ

”اور میں شفاعت کرتا ہوں کہ جو کسی نے مجھے اسے لوگوں کے واسطے
دن و رات چائے پائیں بھکے بے چشم و کمر بوجھ ہو کہ اور بھکے جنت و درود کے
خواہ رسول اللہ! آپ کے تو اپنی مس میں نہ اسے غضب کی بھڑک جی نہیں
رہنے دی“

اس حدیث سے ثابت ہوگا کہ اللہ تعالیٰ جنور صلی اللہ علیہ وسلم کے حب و محبت کے
وہایت و محبت کے سبب آپ کی امت کے ساتھ آپ کی رضا کے موافق سے مدد دے گا
آپ کی درخواست کے مطابق ان کے حساب و کتاب میں بعد کی فراموشی کا جو ترک
ہے نہ ہوں گے جن کی نیکیاں نہ یاد ہوں گی وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب
جنت میں چلے جائیں گے، جنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت ان کے لیے حساب
سے نجات دینے میں نہ ہوگی بلکہ حساب کی بھڑک میں ہوگی اور جو کہ نگاہوں کے درجے
بہت اعلیٰ کے سبب گرفتار ہوں گے جنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد سے
جنت میں داخل ہو جائیں گے اور آپ کی شفاعت ان کی بکارت کا سبب ہوگا کہ مدد
کو جن کے جہنم میں جانے کا حکم ہو چکا ہو مگر جنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد
کے بغیر سے رہائی پا جائیں گے اور دوزخ کا دروغہ آپ سے حاصل کرے گا کہ آپ
سے اپنا کوئی امتیاز تقاضے کے غضب کے لیے نہیں چھوڑے۔

۵۔ مَا رَوَى عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سَفَا عَيْنِي لِمَنْ هَضَلَ الْكِبَاءَ شَرِيفًا مُنِجِيًّا

”میری شفاعت میرے ان مسیوین کے لیے ہوگی جو کفار کے

ترجیب ہوں گے۔“

۶۔ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ

يَوْمَ تَمُوتُ أَمْشِرُهَا مُتَفَرِّقَةً وَتَسْلُبُ أَنْ تُبَدَّلَ حُلٌّ
بِضَفٍّ أَفْقِيٍّ لَنُحْشِقَنَّ وَنُنَخَّسُ لَنُفَاخِعَنَّ فَأُخْرِجَنَّ
لَنُفَاخِعَةٍ وَهِيَ لَيَمُنُّ عَنَّا لَنُيْشْرِيَنَّهَا بِأَعْيُنِنَا

”میرے رب کی عیبت سے آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے
مے خنجر پہن کر میری نصف است جنت میں پائی جاتے اور شفا عمت
میں جس نے شفا عمت اعتبار کی اور وہ شفا عمت اس شخص کے لئے
ہوگ جس حال میں مرا کہ نہ تھانے کے ساتھ کسی کو شریک نہیں قرار دیتا“

محققہ کہ اس مسئلے میں بے شمار آیات و احادیث وارد ہیں اور صحت
بہتے ذکر کریں وہی کافی ہیں۔

تقریباً الایمان کی عبارت پر گفتگو | اب جبکہ عام شفا عمت کی حقیقت معلوم
ہو گئی اور سید الاولین والاخرین صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی خاص شفا عمت کا حال واضح ہو گیا، قائل کے بے فائدہ کلام میں غور
کرنا چاہئے جس کے کسب یا محوٹ ہونے کے واسطے میں مستغنی نے سوال کیا ہے۔ جاننا
چاہئے کہ وہ علامہ اول سے آخر تک تاخیر اودام کا مجموعہ ہے بلکہ پچھتہ سودا اور خیال
خام ہے

حیدر زل ملاحظہ ہوں۔

اس حوالے سے امید و رجوئے کو بھول قرار دیا ہے۔ ہم بے غم و غمناک ہوں
شفا عمت کے اسم فاروں کو غلط فہمی اور بھالت است منسوب کو کے خود غلطی
میں واقع ہوئے اور دوسروں کو غلطی میں ڈالنے کی کوشش کی ہے کیونکہ نہایت
ہوجہ و حجت و دلیل اس مسئلے علیہ وسلم کی شفا عمت مل کیا کر کے نے نفس ہے
میں وہ دن و غلط کہنے اور صحت سے دیا کہ نہایت بڑی خود غلطی غلط فہمی

اور وہی ہے، خدا کرے جو شفاعت سے نامید ہو نا امید رہے۔

اس قابل کے سفارش کی میں قسمیں بیان کی ہیں، ان میں ان قسموں پر سفارش کا معنی درست نہیں ہے، کیونکہ پہلی اور دوسری صورت میں مومن، منافق اور فغان جہاد کرنا ہوتا ہے (سفارش نہیں ہے)، تیسری صورت میں بادشاہ سلجوق پر جہاد ورم کیا ہے وہ اپنے انہیں کا لحاظ رکھتے ہوئے خود حکم کا اظہار نہیں کر سکتا، مجبوراً یہ بیان تراشا کہ کسی کو اس کا سفارشی ظاہر کر کے معافی کا اعلان کرتا ہے یہ سب کچھ فریب ہے۔

اور یہ قابل یا تو جاہل ہے، جہاں پہلے آپ کو عالم ظاہر کرنا جانتے تھے، سفارش کا معنی ہی معلوم نہیں، یا عالم ہے جو جہالت کا مظاہرہ کر رہا ہے، کہ سفارش کا معنی اسٹوکنٹا ہے۔

(۳) اس شخص نے پہلی قسم کا نام شفاعت و حاجت رکھا ہے، ظاہر ہے کہ اس نے حاجت کا معنی نہیں سمجھا یا سفارش کا معنی نہیں جانتا، کیونکہ صورت مذکور میں جرم اس لئے معاف کیا گیا ہے کہ شفاعت قبول نہ کرنے کی صورت میں ضرر کا خوف ہے اور یہ معنی نہ لفظ شفاعت سے سمجھا جاتا ہے نہ حاجت سے، نہ معلوم یہ معنی اس تحریر کے لکھنے والے کے دل میں کہاں سے آگیا اور لفظ مذکور شفاعت و حاجت (حاجت) لحاظ اور پاسداری کے معنی سے نکل کر خود ساختہ معنی (میں نہ درستی) میں کس طرح استعمال ہوا اور عقائد کے مذکورہ رسالہ (توضیحات الایمان) میں کس طرح مذکور ہوا اور چند بازاری قسم کے لوگوں میں کیسے مشہور ہوا۔

علامہ ابن الاثیر نے قرآن پاک میں انبیاء و مرسلین کی تعریف و حاجت سے فرمائی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں فرمایا
فَمَنْ يَحْسُدُ اللَّهَ لَا يَجْنِمْ

اور حضرت جے صہ اسلام کے حق میں فرمایا :

وَحَيْثُ فِي سَلَامَةٍ وَالْأَخِيرَةِ وَمِنْ الْمُتَكَلِّفِينَ

مصران نے نبوت میں وہ پہلی نبی کی تفسیر شفاعت کے کی ہے، اس سے ظاہر
ہو گیا کہ مصران سے وہ صیغہ مسلم کی جا سکتی ہے۔

سوال : میں حال نے اصطلاح بنائی ہے کہ پہلی صورت کو شفاعت اور جاہلیت
نہا ہوتے ہے۔ اصطلاح پر کوئی پابندی نہیں ہے اور اس میں کوئی خشک نہیں کہ
کہنا کہ پہلی صورت ان معانی کی بازگاہ میں پائی جا سکتی ہے، شرک اور جہالت ہے۔

جواب : جو الفاظ قرآن و حدیث میں استعمال ہوئے ہیں ان میں اصطلاح بنانا اور
نہیں معافی حاسدہ کے تعالیٰ معذور کرنا جاہل نہیں ہے کیونکہ ایسی اصطلاح کا
مبدا نہ بنا لوگوں کو گمراہی اور جہالت میں ڈالنے کے مترادف ہے مثلاً کوئی
شخص نے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسول ہیں اور یہ امت الہی کی کتاب
میں جو دوسے جو علوم اس کو عطا کرنا سننا کے لئے لکھی ہے، جب کوئی
اس پر حاضر نہ کرے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نبوت و رسالت کی نفی
کفر ہے، بلکہ یہ ہے، تو کہ دوسرے کو نبوت و رسالت کا معنی غلط اور تسلط ہے
اور جہالت ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات پر غلبہ
اور تسلط ثابت کرنا شرک اور کفر ہے، کیا ایسا ہے؟ یا نہ کو ایسی اصطلاح میں
مصدقہ و رد و اعجاز کا رد ہے، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اصطلاح پر کوئی پابندی نہیں
ہے بلکہ نہیں، وہ شخص شخص اس اصطلاح کے بنانے سے کافر ہو جائے گا۔
اسی طرح اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باحضرت
نوحی، حضرت جے صہ اسلام نے معنی سے نزدیک وجہ نہیں ہیں اور
عصبہ میں رسولی شخص رحمت رسول ان حضرات سے، جہالت کی نفی کہ میری

جے رکھتا ہے کہ میں نے اس طرح بنائی ہے رو بہایت میں سعد اور ضرر
پہنچانے کی قدرت منظر ہے اور یہ معنی ان اچانک مہم سے اور یہ
نسبت سے یقیناً منتفی ہے وہ بے دلی بخش میں اس طرح سے نہ کرنے
سے دارغا ایمان سے نفسی طور پر غارت ہو جائے گا اور یہ معنی اس معنی پر
کوئی پابندی نہیں اس کے لئے وجہ معذرت نہیں بن سکتا۔

ہاں جب یہ قائل اپنی اصطلاح کا دعویٰ بنید کرتا کہ اس بات کے کسی
صورت کو شفاعت و بابت کہنے ہیں لہذا وہ شفاعت مذکورہ کے حدود
جھوٹ اور افتراء میں بھی مبتلا ہو سکتا ہے۔ ہم گہری اور کم و گزنی سے اللہ سے
کی پناہ مانگتے ہیں۔

۳۔ قائل مذکور کا یہ قول

اوس شخص شاہ کی پریشان ہے (ان اخذ)

اتنے سے تعلق نہیں رکھتا کیونکہ اس کلام کا معنی جیسے کہ معاشی ثانی میں مذکور ہو چکا ہے
بزار با انبیاء و اولیاء جنوں، فرشتوں اور حضرت جبریل امین اور حضرت سید المرسلین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہزار ہا مثالوں کے ساتھ اجماعاً و اتفاقاً صحیح ہے کہ غائبانہ
حکامی میں کسی کے دخل کے نہ ہونے سے اس معنی کا کوئی واضح تعلق نہیں ہے
مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ ایک بادشاہ کے کارخانہ خدمت میں کسی امیر یا وزیر کو دخل
اور اثر تسلط ہے اور وہ جو کچھ کہتا ہے بادشاہ کو رد میں اور معصیت کی سزا عطا کیے
جاتا ہے اس کلام کی نفی میں نہیں کیا جاسکتا کہ بادشاہ اگر بہت سے دوسروں
کا اس امیر کے منہ سے حکم پہنچا رہے اور رعایا کو اس عاقبت امیر کے برابر دیکھتے
کیونکہ اس سے کارخانہ حکومت میں اس امیر کی مداخلت کی نفی نہیں ہوتی بلکہ مثالوں
کا یہ غائب کسی کو نہ تھا نہ کے کارخانہ قدرت میں کسی قسم کی مداخلت حاصل نہیں ہے۔

ہست میں داخل نہیں ہے اور جب محبوبی و فنا تک پہنچ جائے و
تفاوت کا معنی یہ ہے جو سے کہہ دے اس کے معنی اور فانی ہو جاتی ہے
وہست ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد

وَلَسَوْفَ يُنْفِضُكَ بِرُوحٍ هَارِجٍ

کی تفسیر اس کے علاوہ کون چکا کرے کہ اس نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی محبت کے سبب آپ کی رضا و طاعت اور عاشق و محبت کی شان
محبوب کی رضا جوئی ہے اور کوئی محبوب اس پر ہنسی نہیں جو دوسرے کی مخالفت
اس کے عجب کی بارگاہ میں مریود و مجاور اس کا وسیع پختہ و دلچسپ گزارہ
سے ناکام ہو گا دیا جائے۔

یہ قائل جو بارگاہ الہی میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ بیاراد و بیار
کی شفاعت محبت کی نفی کرتا ہے۔ وہ حال سے غافل نہیں۔ تو اس کا حسیہ ہے
کہ اللہ تعالیٰ کو حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بیاراد و بیار
ہی نہیں شفاعت محبت کیے شخص ہو گی۔ کہ اگر صریحاً کہتے اور انصاف و عدل نہایت
صیح و کمال کا ہے۔ یا محبت کو قبول شفاعت کا سبب نہیں ہوتا۔ یہ عیب بھی نصیر
صریح اور امارت صیح کے انکار تک سے باز چکا جب کہ

وَالصَّحِيحُ الْبَيْلُ إِذَا سَحَى

اور دوسری بات کی تفسیر اور امارت میں مذکور ہو۔ اور اگر کسی کے معطلان ہوں
گنتی ہے کہ اضطراب محبوبی اور اندیشہ و فتنہ کی شفاعت محبت کے حضور میں
ماخوذ ہے تو اس کا جواب یہی ہے کہ گنہگار ہے۔

اس کا قول

ہاں کہ ہے ہندو کہ لی تہذیب

کوسہ دھرتے موافق اور مناسبت نہیں رکھتا کیونکہ اس کا واس سے ہے
 کہ مادہ غریب و شفا اور مسکن میں کے مدد سے یہ واحد و واجب کی سے باہر
 ملک قدم بھی نہیں مل سکتا، اس سے لازم نہیں آتا کہ کوئی فرستندہ اور کوئی نبی
 درجہ ملنے سے دربار میں محبوب و خواہر کسی کی شفاعت محبوبیت کے سبب
 معقول و منظور ہو، البتہ اس عبادت میں حائل کی ایک فرض پوشیدہ ہے جس پر
 احادیث میں تنبیہ دی جائیگی۔

۱۔ حائل سے میری صورت : یہ شفاعت بالاذن رکھنا ہے حالانکہ عباد پہلے
 معلوم ہو چکا ہے شفاعت بالاذن و مصلحت سے کہ جس کے لئے شفاعت کی
 گئی ہے شفاعت کو نہ دے گا کہ کوئی شافع الیہ کے سامنے اس کی شفاعت
 میں رہے کی عزت ہو، اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ مستشفع الیہ کو شفاعت
 سے پہلے یہ حکم پر رحم یا جو ممکن وہ اپنے قانون کی مخالفت کے پیش نظر
 اس حکم سے موافق نہ کر سکتا ہو اگر اسے شفاعت سے پہلے رحم آیا ہو
 وہ صاحب رحم اور معافی و سبب نہیں ہوگی بلکہ اس صورت میں شفاعت لغو
 و بیکار ہوگی اور اگر شفاعت جائزہ مند ہے تو مستشفع الیہ کے لئے ہوگی نہ
 کہ جس کے لئے جس کے لئے شفاعت کی گئی ہے کہ جو کہ صورت مذکورہ
 میں مستشفع یہ شفاعت کے درجے پہنے قانون کی مخالفت و موقع حلا ہے
 اور باجماع و عرفہ سے باہر و سامنے لا سکتا ہے ورنہ اس جہاد سے کو پہنے
 قانون کی مخالفت کوئے کوئے کوئے کوئے کوئے کی کوئی صورت نہ ملتی نہ ہو
 کہ جس کے لئے شفاعت کی گئی ہے سبب سے تو بچنے والے نہ ہوں اور اپنے
 ۲۔ جواب : غرض یہ کہ وہ شفاعت سے پہلے ہی حاصل ہے لہذا
 نہ کہ اسے کوئی عبادت مستحق شفاعت کو اس کی نجات میں کیونکہ

صحت حال میں پر سکنت و برادری اگر غلام کو طبیعت کا بہتر چل ہائے تروہ کر
 سکے مگر یہ کہ اس میں ہلاکت ہو، تمہنے کہا کہ میرے آقا کو کچھ پر
 رہتا تھا وہ اس سے معاف کر دیا، اسی طرح لوگوں کے دلوں میں غلام کے
 دربار میں اس شمع کی طرح افزائی کا حاصل اس وقت تک رہے گا جب
 تک وہ یہ سمجھ رہی ہے کہ غلام نے اس کی شفاعت کے سبب خداوند
 کو معاف کر دیا ہے اور اگر انہیں چاہے کہ غلام نے ان خود معاف کیا
 ہے شفاعت عزت بہادری و شفاعت کرنے والے کی عزت ان کے
 دلوں میں کیا بڑھے گی، پس ظاہر ہو گیا کہ صورت مذکورہ بظاہر شفاعت ہے
 و محبت شفاعت میں ہے۔ رُغلب علی اس قائل کا خود ساختہ ہے۔

در اصل شفاعت بالاذن، شفاعت محبت کے مقابل نہیں ہے بلکہ
 دوسری شفاعت محبت اور شفاعت و مجاہدت بالاذن کی قسمیں ہیں
 کہ در کوئی مقرب ملک کے سامنے کسی کے گناہوں کے بخشنے یا مرزوب کے
 مدد کرنے سے ہے اس طرح شفاعت کرتا ہے کہ اس مقرب کو ملک کی بارگاہ
 میں سے شخص کے بارگاہ میں بات کہنے کی اجازت حاصل ہے جیسے کہ حضرت
 خداوند کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایماں داروں کے
 بارے میں درخواست میں کہنے کی اجازت ہوگی اگرچہ وہ ایماندار کائنات کے
 ترکہ جی لوں مذہبوں جیسے کہ اس سے پہلے بات و اعادیت سے ثابت
 واضح ہو چکا ہے

اس شفاعت بالاذن کی درجہ ہیں۔

۱۔ شفاعت کی قبولیت کا سبب شفاعت کی وجاہت ہے۔

۲۔ شفاعت کی قبولیت کا سبب شفاعت کی محبت ہے۔

یہ سند شفاعت کی دونوں قسموں کا قبول ہونا، اس سے پہلے کتاب و سنت سے ثابت ہو چکا ہے۔

۴۔ اکی مذکور کا یہ قول

”مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کرنا اس نے کچھ ایسا نہیں

مٹایا“ (الآخر)

اس امر پر دلائل سے ثابت ہے کہ اگر گناہگار ایک سے زیادہ مرتبہ جرم نہیں کرتا اور اپنے گناہوں پر پشیمان ہو سکتا ہے تو اس کے حق میں شفاعت بالافان ہو سکتی ہے۔ حالانکہ اگر اس نے متعدد بار جرم کیا ہے اور اپنے جرم پر پشیمان اور سزا مند نہیں ہے۔ چوری اس کا پیشہ ہے اور یہ جرم ہمیشہ کرتا ہے تو بھی آیت و احادیث کی رو سے اس کے لئے شفاعت ہو سکتی ہے کیونکہ بار بار گناہ کرنے سے ترک او گناہ لازم نہیں آتا حتیٰ کہ وہ شفاعت سے محروم ہو جائے۔ گناہ کبیرہ و ترک بیدار رہنا۔ اس نے توبہ نہ کی ہو اور وہ نادیم اور پشیمان نہ ہو اور شفاعت کا مستحق نہ ہو۔

سَمِعَا عَنِّي لَا تَغْلِبَا لَكَ بَأْسٌ مِنْ أَقْبَرِي

”میری شفاعت، میرے ان اہمیتوں کے لئے ہوئی جو کہاں کے

ترک ہو گئے“

یہ فہرست

أَسْرَدَتْهَا لِلْمُتَّقِينَ وَ لَكِنَّتَ لِلْمُذْنِبِينَ

الْمَخْطِئِينَ۔

”کیا تمہارا بہ گناہ سے کہ میری شفاعت پر بیوقوفی کے لئے (ہی)

ہوئی انہیں بدلہ میں میری شفاعت گناہگاروں اور مستحق گناہوں

کے لئے ہوگی ؟

دور گر سہر پہنچے کے زینب جان اور فرزند ہے اور اس نے دوبارہ
گاہ میں کیا وہ نہ تو اب سب سے بڑی توجہ کا مستحق تھی نہ پرنا دم جو مناسب ہے بعض علما
سے فرمایا کہ اس کے ساتھ ۱۰ مہینے تک رہنا دوبارہ نہیں کروں گا اور بعض علما
نے ایک - نہ نہیں ہے کہ اس کے توبہ کرے والا ایسا ہے کہ گویا
اس نے سادہ ہی نہیں پس وہ گنہگار (جس نے توبہ کر لی ہے) نجات یافتہ
ہے اسے شفاعت سے کہا نصیحت اور اسے شفاعت کی کیا ضرورت ہے ؟

اس کو یہ قول

۰ ۰ ۰ بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر اور وزیر کی پناہ نہیں قبول فرماتا

جلال کو یہ دیکھنے والی کسی عجیب بات ہے یہ قابل اور فریب انداز بیان
سے توکل اور طلب شفاعت اور تمام اہل ایمان کے نزدیک نفس مزاج سے
ثابت ہے کہ ننگی کرنا جائز ہے اس کو فریب کی وضاحت سنئے ! اگر
اس حال کو یہ معصوم ہے کہ جو کسی امیر وزیر کی پناہ اس لئے نہیں ڈھونڈتا کہ
اس امیر و وزیر کو بادشاہ کا مقابلہ اور مجسمہ بھٹا ہے اور اعفاد رکھتا ہے کہ اگر
بادشاہ مجھے قتل کی طرح برسرِ آویزا جائتا ہے تو کوئی امیر اور وزیر اس کی مزاحمت
اور مدافعت کرے گا تو اس معنی کے اعتبار سے پناہ دیکھنے کی فنی درست ہے
میں اس سے قائل وہ مفید بات نہیں ہوتا کہ وسیلہ اور شفاعت طلب کیے
کی تکی مرید ہے

۰ ۰ ۰ اس سے قول :

”وہ تہن منی و مزد بکھرا ہے کہ دیکھئے صرستہ فنی میں

کہا طرہ و اسے “

دست نہیں رہتا کیونکہ اس قول کا مطلب وسیلہ اور شفاعت طلب کرنے کی
نہی ہے اس کا یہ کہنا کہ ۔

کسی کی ہیئت اور نہیں ڈھونڈنا ۔

بائیں اور بئیں کے شفاعت ہے کیونکہ اس سے بعد ہر ماویث شفاعت میں بیان
ہو چکا ہے کہ مومن جبکہ مسلم و ملین اور مانعین، میدان عشرت میں جیوں اور فیضی ہو کر
شفاعت کو ملے واسطے اور وسیلہ کو ملاش کریں گے۔ پہلے حضرات اور مہر مسدود
کے پاس پھر دیگر رسولان شفاعت کے پاس غلوئی کے لئے شفاعت طلب کرے
اور گناہوں کی مغفرت چاہتے جائیں گے۔ آخر میں حضور لاہر اصل حد سے
علیہ وسلم کی پناہ لیں گے اور مانجا کریں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم دہم ان کی
شفاعت کا ذمہ لیں گے۔ اس غافل کے دل میں ایک اور غمن پر شبہ ہے
اور اس کلام میں اس کی طرف اشارہ ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ جو لوگ غفل اور
شفاعت طلب کرنے سے غافل ہیں اور ان کا غلبہ و دست کو شفاعت کرنے والوں
اور وسیلوں کا اجتناب میں پڑیں ہے وہ شفاعت کے مستحق نہیں ہیں اس جہوں
کو فریب دینے والے ایسے کلمات سے بدارتی قوس لے کر کہنا چاہتے ہیں
لانا چاہتا ہے اور گمراہ کرتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر نبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کی شفاعت اور وجہ سے علی غلو کی مذکور
میں خوبصورت بنا کر پیش کرنا چاہتا ہے ۔

۱۲۔ اس کا یہ قول ۔

فرمان باد شایستہ کا خال کر کر الی آخر

ایسے مقام میں کتنی محنت بات کر گیا ہے، اللہ سائے پاک سے اس کی شان
اس سے چند پر نور ہے کہ وہ بھرم ہر دم فراموشی کے باوجود قانون کا پاس

لوگوں کا معافی ہے اور دوسرے قرآن سے کرکشی ہے۔ اس کی مراد کشتن ہے اور اس کا مقابلہ ہے اور یہ بھی لازم نہیں آتا کہ وہ عالی قدر میر کی گناہ کی حدوں کی بنا پر بیکار و چاروں کا معافی قرار دیا جائے۔

ہاں مگر ایسا جو کہ کوئی شخص جو یہ کہے کہ اچھ کو بھروسہ نہ دے جو کہ رہائی کے لئے شروع و شروع پر پا کر سے اور بادشاہ کی نافرمانی کی حقانیت سے خود کو مرگنہ شمار اور بیکار و چاروں و شریک کا رہے۔ اس سے شیعہ نہیں کہا جاسکتا۔ مراد سے اس مقال کی اصلاح کے جو عقائد دین کے باب میں بھی صحیح ہیں اختراع کرتا ہے اور ایسی اختراع پر ہزار آفرین و غنیمت ہے۔

۱۳۔ اس کا یہ کہنا۔

”سوائے کی جناب میں اس قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے“

یقیناً باطل ہے اور اصول میں قرآن پاک، اہل بیت علیہم السلام، جہاں است اور عقل سلیم کے خلاف ہے۔

قرآن پاک کی آیت۔

(۱) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَءُوْا لِهٰٓذَا الْقُرْاٰنِ حَتّٰى يَخْرُجَ الْوَحْيُ بَيْنَ يَدَيْكُمْ

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ شفاعت اس شخص کے لئے جائز و مند ہوگی جس کے لئے اللہ تعالیٰ شفاعت کی ہمارت دے گا اور جس کی گفتگو معنی کو شہادت پسند فرمائی ہے۔ اس قائل کے قول و اعتراف سے ثابت ہوتا ہے کہ شفاعت کو کسی کی نجات میں داخل نہیں ہے بلکہ اس کے نزدیک شفاعت اللہ تعالیٰ کے رحم پر ہے۔ لے بعد ہوگی اور ان کے لئے شفاعت کے داخل کے بعد بعض انہی رحمت سے تمام گناہ بخش دیتا ہے۔ پس اس مقال کی دانست میں شفاعت ہے جائز و اور بے کار ہے اور کسی کی

حاصل ہوا نہ اندازہ، فیج نہیں ہے، شفاعت صرف اس صورت میں منظور ہوگی کہ
 مدعا کے کرم فرمائے بغیر پیش دینے کے بعد ہو۔

۱۔ وَ سَعَىٰ لَطْفًا جَدًّا فَإِلَّا يَمُنْ أَذُنٌ لَّدَا

اس آیت سے بھی ظاہر ہو کہ ایک معنی کے خلاف اس شخص کی شفاعت ثابت
 ہوئی ہے جسے بارہ وانی میں عرض کیا تھا معام حاصل ہے اور اس شخص کے
 حق میں کس کی مغفرت طلب کرنے سے ممانعت وارد نہیں ہے،

۲۔ وَ نَزَّاهُ لَمْ يَكُنْ دُخْلُكُمْ وَ أَتَيْتُمْهُ عِلْمُكُمْ وَ كَفَّيْتُمْهُ عِلْمُكُمْ

لَقَدْ وَ شَرَّفْتُمْ لَكُمْ السُّؤْلَ لَوْ كُنْتُمْ وَاللَّهُ تَوَكَّلًا
 تَوَكَّلًا۔

اگرچہ اس نے تو بہ قبول کر لیا، اور ہم ڈانٹنے کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کے پیش طلب کرنے پر مرتب اور ملحق کر لیا ہے اور اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 واپس طلب کرنا اور شفاعت کرنا، اللہ تعالیٰ کے ہم فرما نے کے سبب نہ ہوتا تو اس
 حق و کوئی طلب نہ ہوتا، ایسی بات سے خدا کی پناہ!

۳۔ سَلَاةٌ لَّدَاكَ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ أَوْ هَدَتْ سَلَاةٌ مَسْهُدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ

مُحَمَّدٌ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اس کی سلامتی و نجات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و کرامت کے
 سبب حاقی ہوئی کتاب قلم جہان داروں کے لئے رحمت میں۔

اعمالیہ مبارک

سَعَىٰ لَطْفًا جَدًّا وَ كَعَالِي مَا شَرِّدُنَا أَنْ يَخْشَىٰ
 بِالْمَقْنَدِ

اس حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا پا جتے ہوئے فرماتے گا تم یہاں چلے جو کہ صنادید امت سے وہ مذاہم کروں
یہی جو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفاعت میں داخل کریں گے اللہ تعالیٰ میں
فرمائے گا لہذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت گنہگاروں کی نجات دہیہ
کی راہ کی کا سبب ہوگی۔

(۲) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
فَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ يَخْلُ الْخَيْطُ الْخَيْطُ بِرَحْمَةِ اللَّهِ
وَيَنْتَهِي عَنْ الْخَيْطِ الْخَيْطُ بِسَعَاةٍ.

یہ حدیث نص مزید ہے اس پر کہ بعض بعض رحمت الہی سے وہ جس حضور صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گے۔ کون مٹا سلام ہے جو
تمام مخلوق سے زیادہ صادق سستی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گناہ کی گنہگار ہے۔
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث شفاعت میں فرماتے ہیں۔

(۳) فَيَقُولُونَ أَكَلَا نَنْطَلِقُ مِنْ لَدُنْكَ لَكُنْ
اٰخِرُ الْحَدِيثِ

اس حدیث سے ثابت ہے کہ میدان محشر میں وسیع اور شیعہ کا شمس
کے بغیر چارہ نہ ہوگا اور حضور کی سیدائش نہیں مگر اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پناہ سے بغیر
گزارہ نہ ہوگا اس قائل نے جو ذرائع اور وسائل کی نفی کی ہے، نص مزید اور حدیث صحیح
کا انکار کیا ہے۔ لیکن جے کہہ اور اس کے مقتضی غی و انس میں حدیث شریف
کے ان الفاظ

تَحْمَقُ اللَّهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ
اللہ تعالیٰ تمام اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا

میں ہیں۔ ہوں سرور کے رہا

میں کہہ سکتا ہوں کہ میری طرف سے ہے

لَا تُخْشَىٰ سِوَاكَ عَالَمٌ سَبْعُونَ نَفْسًا كَلَّمَكَ

مِنْ خَلْقِكَ سِتَارَ لَحْدِكَ يَهْتَزُّ جِسْتَابُ -

میں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ میری طرف سے ہے

میں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ میری طرف سے ہے

میں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ میری طرف سے ہے

میں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ میری طرف سے ہے

میں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ میری طرف سے ہے

میں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ میری طرف سے ہے

اجماع مسلمین

میں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ میری طرف سے ہے

میں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ میری طرف سے ہے

میں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ میری طرف سے ہے

میں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ میری طرف سے ہے

میں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ میری طرف سے ہے

میں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ میری طرف سے ہے

میں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ میری طرف سے ہے

میں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ میری طرف سے ہے

میں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ میری طرف سے ہے

میں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ میری طرف سے ہے

میں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ میری طرف سے ہے

ہی ہے نہ اٹھتے کہ بے وصل اور بیکار عاقلانہ نفس نہ ہو سکتا کیسے۔ عاقلانہ گمراہ بھاتا
 ہے۔ یہی بات ہے نہ تاراج اس کے خلاف ہے

عقل سلیم کا فیصلہ

اس سے پہلے گزرجا رہا تھا۔ جی سب سے جس دھماکا بھی ہو اگر نہ اٹھتے و
 کچھ بھی اٹھ نہ ہو نہ تو وہ شعلات ہی نہ ہوگی، اور وہ جو اس عالم کو کان ہے۔ سطح مانی
 حید ساری اور کمر و فریب ہے۔ پس بابوں کے اس کڑواہ مستندہ سے نہ اٹھ سکتا کہ اس
 حال پر اس بدایت و بندہ آیت کا شعور صادق آتا ہے

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ خُذُوْا حَيْثُ

اِلٰهَيْكُمْ وَالتَّحِيْرَ بَيْنَ عَيْنِ تَعْصِيْكُمْ لِيْ عَمَّا تُخٰفُوْنَ اَعْدُوْا
 عَدُوِّيْكُمْ

”اور اس طرح ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن بنائے، انسانوں اور جانوروں

کے شیطان کو دھمکرو دینے کے لئے ان میں سے بعض بعض کے دلوں میں

ایسی باتیں ڈگھاتے ہیں جو بظاہر حسین ہوں“

اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اور اس سے دلوں میں سوال مکی ان کے

علیہ السلام نے احادیث صادقہ میں بیان فرمایا ہے، بعد غیب سے صحت ظہور پر ملے کر ہر بات

اللہ تعالیٰ اپنی قوت و عافیت سے جس شیطان اور اس کے گروہ کے پاس

اور اس کے باول اور بکڑ بند سے کات عطا فرماتے، اسے سختی و اسے بیان وہ جو لے

جب اللہ شفیق و نہین کریم و امین و سول اور ان کی روشن جہ سے والی بابرکت ال اور ان کے

سابقین و امین اور صاحب میں صلیہ کے قبل و امین بابرک العالین

مقام ثانی

سورہ سجدہ اور سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں اس قابل
 ہے نامہ کلام کا بے حد تعظیم و تکرار کر کے
 دو شے خاتمہ کلام رہے :

”میں شہنشاہ کی تو پر شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے
 پہلے تو لوگوں میں وہی وہی و فرشتے جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
 برابر پیدا کر آئے۔“

امکان نظیر کا مطلب : حکم نامہ صحت، خلافت و تاریخ اور بے نور لاف و مکران
 ہے۔

پہلے رہنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر سے اس
 قابل اور وہ افراد میں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ صرف حقیقت انسانیت
 میں شریک ہوں کہ کچھ زمانے میں سینکڑوں انسان اللہ تعالیٰ کی قدرت و جلال و شہادت
 نامہ سے عاجز ہو جاتے ہیں۔ سچ بھی ہزاروں انسان روئے زمین پر موجود ہیں، یہ کہنا کہ
 ”میں کی شان ہے کہ جب چاہے سینکڑوں انسان ایک آن میں ایک حکم کن سے
 پہلے کر آئے۔“ وہ نامعین ہے ورنہ ہی میاں و سانی سے مناسبت رکھتا ہے
 اس قابل و ماوراء فوسے جو اس ذات اقدس کے ساتھ مابیت اور ان تمام وصف
 نامہ میں شریک ہو جو اس ذات اقدس کے ساتھ مابیت اور ان تمام وصف

حدود کی جتنی امکان سے سراوا نشان وقوعی نفس الامری دینی اس کام کا وقوع واقعی نفس
ہے، کیونکہ عرف عام میں ہی معنی فردی ہو۔ یہ زمین میں جاتا ہے، مثلاً اگر کوئی شخص
کہے کہ "فلان فقیر بادشاہ کو تیر میں بھیج سکتا ہے" تو عرف عام میں اس کا معنی یہ ہوگا
کہ فقیر کے بادشاہ کو تیر میں بھیجنے کا وقوع ممکن ہے، اسی کے عرف میں اس کا معنی وہ
بیہودہ گواہ و جرنیل سرا کا جہانے گا۔

اگر قائل بہ تاول کرے کہ میرا مقصد نفس ذات کے عبادت کے معنی میں ہے
ہے اور حقیقت انسانی کے اعتبار سے ممکن ہے کہ خیر کو بادشاہ پر سلطان سے بہت
زیادہ شخص اس تاول کو قبول نہیں کرے، کیونکہ عرف میں انسان ذاتی نہ رہا، نہیں
ہے اور کسی کی سمجھ میں نہیں آتا، معنی متبادر خود اپنا کام کرنا ہے۔ تاول سسلی ملتی
نہیں کر سکتی۔

اتفاق نظیر پر دلیل | اس تمسید کے بعد سننے، کہ اس قائل کے حرام کا مطلب
ہے کہ حضور پر ذات صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا
مکالات میں برابر کرداروں کی شخصیات سے تو ان کا نفس صحیح ہے جو شخص درود زبان سے
تقریر ہی واقعیت رکھتا ہے، اس عبارت سے اس معنی کے مبادی ہونے میں شک
نہیں کرتے، حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مستور و صفات سے ماہ
اوصاف و مکالات میں برابری دیکھنے والے ایک شخص سے بھی تو ان کے معنی و صحیح
ہونا باطل ہے کیونکہ ایسا ایک شخص بھی موجود ہوا تو انصاف تو فی کا کذب لازم آئے گا اور
اللہ تعالیٰ کا کذب محال بات ہے۔ لہذا تو یہ سمجھنا چاہیے کہ ان باتوں میں صحیح میں ہونا
و معنی ناموزوں ہیں، اس ویس اقوال بھی ان کی رتبہ یوں ہوگی۔

۱۔ کہاد میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر کا موجود ہونا محال بالذات کہ
مستلزم ہے

۲۔ اور محال بالذات کہ مستلزم ہوا اس سے نکوین کا تعلق صحیح نہیں ہے بلکہ بعکس
تو اس استثنائی قصائی آگاہ ہے۔

اگر کمالات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر سے نکوین کا تعلق صحیح
ہو تو اس سے کذب بھی صحیح ہوتا "لیکن تالی (وہ شے تالی کا کذب) باطل ہے لہذا
مقدم کمالات میں حضور کے برابر سے تالی کے تعلق کا صحیح ہونا بھی باطل ہوگا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر کا موجود ہونا کذب الہی کہ مستلزم ہے
اس کا بیان یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر نبی کے سوا اور کوئی شخص
نہیں ہو سکتا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دینے والی نبی کے وجود ہونے سے
نبی قرآنی کا کذب ثابت آتا ہے اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم حجج انبیاء
ہونا نصی قرآنی سے ثابت ہے،

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَنَّا اَخْلَقْنَاهُ مِن تَرَاوَعَالِكُنَّ وَلٰكِن
رَّسُوْلًا مِّنْ اٰمِلِيْنَ وَمَا نَسَا اَلْاَوَّلِيْنَ

۱۔ نذا اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر کا کوئی شخص کے تحت داخل ہونا
صحیح ہو تو اس شخص میں کذب بھی ہو جائے گا لہذا وہ نبی قرآنی کے خلاف ہوگا۔
۲۔ اور کہاد تعالیٰ کا کذب محال بالذات ہے جسے تو اس کا بیان یہ ہے کہ

خدا کو ہم نے پہلے ہی سے پیدا کیا تھا اس لیے کہ اگر ہم نے پہلے ہی میں اس کے بعد کوئی نبی بھیج دیا
تو یہ نبی کوئی نبی قرآنی نہ ہوگا، چنانچہ نبی کے خلیفہ علیہ السلام بھی نبی نہیں ہے۔

کذب صفت نفس اور عیب ہے اور ان تھافے و صفت نفس و عیب کے جمع ہونا محال بالذات ہے

اور وہ جو اس محال سے بعض نشانیں دیکھ
امکان کذب کی دلیل اور اس کا رد ہے کہ ان تھافے و عیب سورس و اس

نفس سے مشغول ہونا محال بالذات نہیں ہے بلکہ اگر ایسا غصہ بنا جو ذاتی سے مدعا بن
 دہر لو اس کا حاکم اور انبیاء پر انکار کرنا قدرت انہی سے خارج نہیں ہے ورنہ لازم آئے
 کہ انسانی قدرت اللہ تھافے کی قدرت سے نہ تو ہراس سکتے کہ ایب غصہ بنا جو ذاتی
 کے مطابق دہر اور اسے غماہیں پر پیش کرنا، کھڑا انسانوں کی قدرت میں ہے۔ ہں
 کذب نہ کہ وہ جو کچھ گت کے معانی ہے، اس کے متعلق مانع ہے اسی لئے عدم کذب
 کو شر قطع کے کمالات میں سے شمار ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ اس کی توجہ
 کرتے ہیں بخلانہ پتہ اور گوگلے کے کہ کوئی شخص عدم کذب سے ان کی تربیت نہیں
 کرتا اور چاہے کہ کمال ہی ہے کہ جو شخص کلام کاذب پر قدرت رکھتا ہے کمال صفت
 اور تھافے گت کی بنا پر جھوٹ بولنے کا ارتکاب جس کرنا وہ جھوٹ نہ بولے اور
 کمال صدق سے متصف ہونے کے سبب حق تعالیٰ تعزین ہے پر خلاف اس شخص کے
 جس کی زبان، ذوق ہے اور وہ جھوٹ بولنے کی طاقت نہیں رکھتا، یا اس کی قوت منظرہ
 میں نساو ہے کہ وہ واقع کے خلاف قضیہ تیار نہیں کر سکتا، یا جس وقت وہ کچھ کہنا چاہتا
 ہے کہ دیتا ہے اور چنگٹ بولنا چاہتا ہے، اس کی آواز رک جاتی ہے یا اس کی
 زبان، ذوق ہو جاتی ہے یا کوئی شخص اس کا مفہم نہ کر دیتا ہے یا اس کا عودا دیتا ہے
 یا اس شخص نے بہت سے چھے مضایا و اقوال یا دکر رکھے ہیں اور وہ دوسرے سے

کے ساتھ مل کر ہے۔ دوسری قدرتِ احد جو صفاتِ انسانی سے جدا دوسری
 قدرتِ کلی قدرت سے برابر غیر خدائینہ خاص ہے۔ میں انسان میں دوسری قدرت کے
 وجود جو ہے اور ذاتِ باری تعالیٰ میں اس کے ممکن نہ ہونے سے قدرتِ انسانی کا قدرتِ
 ربانی برابر ہونا لازم نہیں آتا۔ شاید نزاولی کا معنی "خیالِ تشریف" میں نہیں آیا ہو گا۔

اب تک وہ دوسری سے پرنا ہونا چاہے کہ پہلی سے دوسری سے پرشکل ہو
 ۔ اس کے واسطے برہمی سے چاہئے تھا کہ پہلے ثابت کرنا کہ قدرتِ انسانی قدرتِ ربانی
 پرشکل ہے۔ یہ بیان کرنا کہ قدرتِ انسانی قدرتِ ربانی کے ماسوا پرشکل نہیں ہے۔ تب
 یہ کہہ سکتا تھا کہ قدرتِ انسانی کا قدرتِ ربانی پرنا ہونا لازم آتا ہے۔ لیکن اللہ! اس میں
 عجز و تنہی سمجھ کے ساتھ کیا ضرورتی ہے کہ تعبدات میں داخل دیا جائے! اسی لئے
 علماء نے کہا ہے

مَنْ لَمْ يَدْعُ تَشْكُلْ بِأَنْ يَكْمَلْ فَلْيُخْشِ
 بِنَفْسِهِ قِصْرَ أُخْرَى .

جو شخص حُکمت میں کلام کرنا چاہے اسے اپنے لئے ایک
 اور عظمتِ مہم و فہم میں سادگی، تیار کرنی چاہئے۔

اسی سے یہ ظاہر کہ وہ ہم کو اب کواضتہ تھانے کی تعارفات میں اسی لئے تیار کرتے
 ہیں کہ وہ ہم کو اب پر قدرت کے باوجود کلامِ ادب کا لکھ نہیں فرماتا جیسے اس نے عوام
 کو غلام کو ذلیل مینے کے لئے کم معنی اور زیادہ حافظہ والی طویل عبارات سے بیان کیا
 ہے۔ مگر وہ ان سے زیادہ کچھ نہیں کہو کہ تمام مہم و فہم اور قیاس و فرائض سے اللہ
 جلے کا تشریح و تفسیر۔ مگر وہ سب سے زیادہ کی کسی سبب و دفعہ میں غلام بنا جس کو وہ سب
 ماہر و ذہین تھانے کا ان تمام نفس و فرائض سے نصرت ہونا تعارفاتِ عقلیہ و مستفیلات
 سے ہے۔ انسان کی انسانی تعبدات سے ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کسی مہم و فہم سے

موصوف ہونا تو یہ عقل میں بھی ممکن نہیں ہے۔ یہی کمال تعزیر اور تعذر ہے۔ اس لئے
 کاذب کے اقصاف سے اس لئے بابت ہوا کہ اس ذات ربہ وایوب و لقمان سے
 موصوف ہونا ناممکن ہے۔ مگر نہیں ہے۔ اس لئے کہ میں نے کی تان بہ ہے کہ وہ
 قدرت میں ہوا اس کا قدرت میں نہ ہونا نظر ہے اور چونکہ ان تھامے کاذب سے
 موصوف ہونا ممکن ہے اور قدرت میں نہیں ہے۔ لہذا اس پر قدرت کا ہونا ممکن نہیں
 ہو سکتا ہے۔

اب قائل کے اس قول میں غور کرنا چاہئے کہ

”عجز کی بنا پر جو ثبوت نہ ہو گا کسی طرح صفات مدوح میں سے نہیں ہے۔“

عجز کا معنی ہی خیال شریف میں نہیں آیا! اٹھ تھامے ہی ٹھٹھٹے الہ اور جفاقت فرمانبردار
 جانتا چاہئے کہ یہ گنگو اس مفکر کے لئے ہے کہ جو شخص صفات ماں میں
 حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر فرض کیا جائے اس کے ساتھ کوئی کامیاب صحیح
 نہیں ہے۔ قائل مذکور جو ایسے شخص سے کوئی کامیاب صحیح رکھتا ہے۔ چاہتا ہے اس کے
 ابطال کے لئے یہ بیان کافی اور بے غبار ہے۔

رہا یہ کہ ان تھامے کی قدرت کا نفس ایسے شخص سے نہیں ہو سکتا۔ اس کے
 لئے یہ بیان جاری کرنا عقل سے خالی نہیں ہے۔ کیونکہ اس بیان سے نہ ثابت ہوا
 ہے کہ تمام کمالات میں کسی شخص کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر ہونا ممکن
 بالقریب ہے اور ضروری نہیں کہ ممکن بالقریب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت و اس نہ ہو سکتے کہ

صلوات علیہ وسلم ہوا۔ اس کا نزدیک قتل نہیں اور ممکن ہو اس پر قادر ہو۔ اور میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ
 سے بڑا بڑا کہہ رہا ہے۔ وہ اپنے دم پر قدرت نہ ہوا۔ جو میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا وہ دور قریب ہی توکل میں
 اور اس واقعہ پر کہ اس کے ساتھ نہ ہو گا نفس ہو سکے۔ و طرف قادری

ہم نے کہا یہ شخص وہ بیت النبی کے تحت داخل نہ ہو، ہماری یہ گفتگو پر سبیل نزل
اگر کسی تک مال مذکور سے موافقت کرتے ہوئے ہے وہ اصل مذہب دین
ہے جو وہ بتانی میں مذکور ہوگا۔

وجہ ثانی ہمارا چاہئے کہ جب قال مذکور کی اس گفتگو اور شہادت کی تشریح
ہے ۱۔ کہ حضور سید الانس و النہرین و اقرب الخلیقین علیہ السلام کی شان میں اس کا
وہی اختیار ہوا، ورنہ نفس پیداواروں کے دلوں میں اس کے ایمان کے بارے
میں سہو و اوجہ ہو گیا تو اس حاکم نے اپنے کلام کے مدلول سے اعلیٰ و ختم پوش
کو کہہ جس نے اسی عبارت کا خود ساختہ معنی بیان کیا اور گوشتش کی کراس عبادت کو
انہ نفس کی عبادت کے غم اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر کے اسکلن ذاتی
برہمنوں کو کہہ، اس جاسم سے جان چھڑائے جس میں وہ واقع ہوا ہے۔ ہماری اس
نو برادر اس سے پہلے کی تفسیر سے اس طرف کا راستہ بند ہو چکا ہے اس خیال
وہ حیلہ سازی کو ہم ہی ہم نے وہ دماغوں سے دور اور ختم کر چکے ہیں اس کے باوجود
ہمارا ارادہ ہے کہ بطریق تشریح اس کے کلام کا مزید بظلال پیش کریں اور ان غلط باتوں
کی دوبارہ جوکس اس کے دل میں نہ رہنے دیں۔

اس سے پہلے تشریح کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
برہمنوں کی مثال کی مراد ایسا فرد ہے جو باہت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے ساتھ تشریف اور وصاف کا درمیان آپ کے مساوی ہو یعنی جو کہاں حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم میں یہ مانتا ہے اس کی مثال اس فرد میں بھی موجود ہو جو باہت میں آپ
کے ساتھ سریب و اوصاف کا درمیان آپ کے مساوی ہو اور اگر ایک فرد نبی
ہو مصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ باہت میں شریک ہو لیکن وہ آپ کے تمام
وصاف و کمالات کا جامع نہ ہو آپ کے بعض کمالات اس فرد میں موجود نہ ہوں

یا اللہ یاد شد اس طرح جو کہ وہ در پد آپ کے تمام کلمات کا جامع ہو اور اس میں جیسے ایسے کلمات ہیں جیسے جو آپ میں نہ ہوں وہ وہ حضوری میں آئے تھے علیہ وسلم کے برابر ہیں جیسے کہ کہ ہے یا معاذ اللہ زیادہ بلند ہے۔

اب ہم دعوے کرتے ہیں کہ وہ شخص جو نامہ لکھتے ہیں حضرت علیؑ کے علیہ وسلم کے برابر جو متعلق بالذات ہے (یعنی حضوری ہے) اور جو متعلق بالذات ہو قدرت الہی کے تحت داخل نہیں ہے (یعنی کبر ہے)۔ لہذا ثابت ہو کہ وہ شخص کو تمام کلمات میں حضرت علیؑ کے علیہ وسلم کے برابر جو قدرت الہی کے تحت داخل نہیں ہے (یعنی کبر ہے)۔

کبرنی کا بیان مجھے کہ اگر کوئی متعلق بالذات قدرت الہی کے تحت داخل ہو تو وہ متعلق ذاتی نہیں ہے گا بلکہ ممکن ذاتی ہوگا اور متعلق ذاتی کا ممکن ذاتی بن جائے گا۔ محال بالذات ہے (جیسا کہ علماء معتزل کا اتنا ہی ہے) پس جو متعلق ذاتی ہے قدرت الہی کے تحت داخل نہ ہوگا۔

اور وہ جو علم لکھے دل میں خود شہید ہوتا ہے اور اس میں ایک شے کا ازالہ | تشویش میں مبتلا رہتا ہے کہ مستجاب ذیہ ہوئے تھے کی قدرت کی نفی سے اس کے عجز کا فوں لازم آتا ہے۔ جہاں سے زیادہ نہیں ہے کیونکہ جو چیز مقدور ہونے کی صلاحیت رکھتی ہو اس پر قدرت نہ ہونے کو نظر آئے ہیں (یعنی عجز اور قدرت میں تقابل قائم رہتا ہے) اور متعلق ذاتی مقدور ہونے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا اس پر قدرت نہ ہونے سے اللہ تعالیٰ کا عجز لازم نہیں آتا، مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی نظیر یا ایسے شریک کے پیدا کرنے یا جستار غصص و ارتفاع متعین کے پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے تو نہیں کہہ سکتا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے عاجز ہونے کا قول کیا ہے۔

وہ امت کما کر مسئلے کی قدرت کے حور پر ولادت کرتی ہیں مثلاً

لَا تَعْلَمُ عِلْمَ مَنْ فِي غُيُوبِ

اور جانتا ہے کہ وہ

وَمَا يَشْعُرُ عِلْمَ مَنْ فِي غُيُوبِ

مستندت حنیفہ کو شام میں میں ہو کر غفلت عقلی شے نہیں سمجھتے اسے اسے کہتے ہیں جس سے مستحکم اس جو کتا اور دانہ انگلی ہی ہو گی منتخض جس جو کتا اچھی کتا کل شے کے حور میں و طوع جو کتا کتا منتخضات ذاتیہ و مستحیلات عقیدہ پرانہ تعالیٰ کی قدرت کی علی سے گزیر رہتے اور سب سے باجا و انہی کی ہے "ہی گمان کرتا ہے" اسے ایمان و توحید کو بحر حیرت تک پہنچے اور اسے تعالیٰ کے شریک اور اس کے عدم کے امکان اور نہ ہونے کے غائض و غائب سے تصافات جسم ہونے، مکان میں ہونے اور تغیر پذیر ہونے کے امکان کو عبیدہ رکھتے پڑے گا کہ جو کتا یہ سب منتخض ذاتی ہیں اگر اس کی قدرت میں ہوں نہ وہاں ممکن ہوں گے۔ تعالیٰ انہی علمایہ ہوں۔

میں تہذیب سے کہ قدرت تعالیٰ ہر ممکن ذاتی برقرار ہے، منتخض ذاتی چھوٹے مقدر و بڑے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا اس سے معذور نہیں ہے، قدرت تعالیٰ کا منتخضات نیکو شامل ہو کر معاذات! اس کے عجز کی بنا پر نہیں ہے بلکہ اس سے ہے، منتخضات ذریعہ میں وجود کی صلاحیت ہی نہیں ہے ہاں اگر کوئی ہے دین ممکن، اتنی سے قدرت ہی کی نفی سے زود لا فرستہ اور قدرت تعالیٰ کا منکر ہے، حور، حقائق میں کہ۔

معدنی دستان روحانی ہے

یہ غیبیہ و عہدہ معدنی ہے۔

ہاں تو کسی دمت کوئی ممکن ذاتی، مانت میں کہ، مانت میں سے مسئلہ تعالیٰ

عبدالم کے مساوی نہیں ہے، یہ اصل تفسیر ہے،

لہذا اس کا کس مندر مساوی نہ ہوگا۔

اوصاف و کمالات میں جو بعض صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مساوی کی

وقت ممکن ذاتی نہیں ہے، ایسا ہے،

اصل تفسیر کے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں ہے کہ اگر چاروں

سستی وقت کوئی ممکن ذاتی کمالات میں سے نہ ہوگا بعض صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عبدالم کے مساوی نہیں ہے۔

صداق نہ ہو تو اس کی نفس غلو صداق ہوگی مگر یہ بتا دینا چاہیے

اور اس کی تفسیر موجب جزئیہ مطلقہ عام ہے، ورنہ یہ ہے،

”بعض ممکن ذاتی کسی نہ کسی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفس

یعنی تین زبانوں، یعنی مستقبل، حال، میں سے ایک ہونے میں

مساوی ہیں۔“

اور یہ مطلقہ عام موجب جزئیہ پر مسلمان کے نزدیک باطل ہے، اصل

صداق ہوا، اور جب اصل صداق ہوا تو اس کا کس نفس صداق ہوگا مدت ہو کہ

کمالات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مساوی ممکن ذاتی نہیں ہے، یہودی

صورتیں ہیں کہ وہ مساوی واجب بانہ شریعہ عبادت اللہ تعالیٰ، یا شریعت اللہ تعالیٰ

یعنی صورت باہر باطل ہے لہذا متعین ہو گیا کہ وہ مساوی متعین بالذات ہے اور

میں باراً مطلوب ہے۔

طریق ثانی | یہ کہنا کہ تمام کمالات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پر نفس کو خود

نہیں ہے، اجماع تفسیر کے امکان کو تسلیم کرنا ہے اور وہ تو جس

ہے (لہذا اس مساوی کا امکان بھی، اصل ہے،

یہ کہنا کہ تمام کمالات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر کا وجود ممکن ہے
 اور یہ ممکن کے ممکن کو سمجھ کر رہا ہے۔ اس کی دلیل سب کے برابر فرض کیا جائے کہ
 وہی شخص ہمہ کمالات میں نہیں اگر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر مجتہد قود و مانی سے
 یہ میں وہ کسی ذات ختم لایا۔ ہو گا۔ یا ناقم الانبیاء نہیں ہو گا۔ وہ نون صورتوں میں
 وہ شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر ہو گا کیونکہ وہ شخص اگر خاتم الانبیاء ہو
 ۱۰۔ تہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان انبیاء کے نمبر سے میں داخل ہو گئے جن کا وہ
 ۱۱۔ نسبت اتنا ذرا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم الانبیاء نہ ہوں گے۔ پس اس
 میں میں یہ کہنا کہ خاتم الانبیاء ہونا ہو گا جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں
 میں ہو گا۔ مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس شخص کے برابر نہ ہوں گے (اور وہ شخص
 نہ کے برابر ہو گا بہر چند تہہ ہو گا ہا و اگر وہ شخص خاتم الانبیاء نہ ہو تو چنانچہ حضور
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم الانبیاء میں لہذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 میں خاتم انبیاء ہونے والا ایسا کمال پایا جائے گا جو اس تقدیر پر اس شخص میں نہیں
 سب سے جو وہ شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر نہ ہوا وہ نون صورتوں میں
 مساویہ حق کرنے کے باوجود اس کا مساوی نہ ہونا لازم آیا۔ ثابت ہو گا کہ جمیع کمالات
 میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر شخص کا موجود ہونا اس امر کو مستلزم ہے کہ وہ
 شخص ہمہ کمالات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر نہ ہو نہ ذرا مانع ہو گیا کہ
 مساویہ کمالات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر شخص کا قول کرنا اجتہاد فیضیں
 مساویہ کمالات میں اس کے برابر اور وہ نون کمالات سب سے۔ پس تمام کمالات میں
 حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر موجود ہونا محال بالذات ہے۔
 ۱۲۔ کہنا ہے کہ تمام کمالات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر
 شخص کا وجود مستلزم ہے کیونکہ وہ خاتم الانبیاء ہے یا نہیں بہر حال

وہ صادی نہیں رہتے بلکہ جیسے کہ اچھی گندہ ۱۱۰۰ ہیں اور اس کے حدم کو مسلسل مہر جو
مال بائذات ہے۔ پس تمام کمالات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رخص کا موجود
ہر مال بائذات ہوگا اور یہی مطلوب ہے

تمام کمالات میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر شخص کے مال ذاتی
ہونے پر ایک اور قطعی حجت اور روشن دلیل ہے جس کی بنا پر کثرت و شہود کے تحت
مسئلہ وحدۃ الوجود پر ہے اور توحید و جود کی اختیار وحدۃ الوجود پر بین علیہ اور
دلائل قطعی سے ثابت ہے لیکن چونکہ ہر مسئلہ دشوار ہے اور اس کا بھن جوام نام
کے لئے بہت ہی مشکل ہے اس لئے اس کا ذکر مقدمہ و جواب کے اتمام کے مناسب
دکانی نہیں دیتا اور چونکہ قائل کی پختہ دماغی اور فہم سلیمہ یعنی نظریہ پر مبنی و خطہ بچنے
والی عقل و قیضہ سخی اور باریک بینی بلکہ تلاش حق اور قبول حق کی طرف متوجہ نہیں ہے
پس چند دوسرے اس کے ہاتھ میں ہیں اور اس کے دماغ کے گوشے گوشے
میں ماسے ہوئے ہیں اس لئے اس کے مزاج کی اصلاح اور صحت کی ضرورت
پیش آتی ہے۔

اس قائل نے تین دوسرے جنہیں وہ دلائل کا نام دیتا ہے۔ عامہ کمالات
میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر شخص کے نفس ہونے پر ہے جس
مائل میں ذکر کئے ہیں، ان میں سے ایک عقلی اور عقلی میں محم ن میں سے ہر ایک کو
ذکر کرتے ہیں اور ان شبہات کی بیج کنی کرتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کہا ہے کہ ہر سے زود و خود سے جو

آنحضرت کے ساتھ مابست اور اوصاف کا نام میں شریک ہو پس امتناع بائذات یا
نہ، بلکہ انکے تفصیل کے لئے دیکھئے "ار میں الم" ۱۱۰۰، ص ۱۱۰۰، دی معروضہ ص ۱۰۰

ی کی جائے اس میں دو مشنوں کا ایک علم ہوا ہے، مصلحت بھی نہیں ہے۔
 جس غلط ہے کہ ہیت میں شرکت نہیں رہتے اور حالتِ باقی میں رہتے ہیں
 کہ جس کی مثال پیش کر چکے ہیں (یہ سن کر جن اوصاف کا دستہ بن رہا ہے
 تعلقاتِ عہد و سلم متصف ہیں ان اوصاف سے پہلے ماضی مغفوض و مصلحت ہو چکی
 لیکن ہے، غلط ہے کہ جو کچھ خاتمِ انبیین وغیرہ اوصاف و حقائق قابلِ تکرار میں
 ماضی شدہ تعلقاتِ عہد و سلم کے ان اوصاف سے متصف ہونے کوئی دوسرا فرد
 ان اوصاف سے متصف نہیں ہو سکتا، ظرفِ قادر ہے)

اعتراف اگر یہ وہم پیدا ہو کہ ماہیب انسان کا زیر کے شخص سے متصف ہونے کا
 امکان نفسِ باہیت کے اعتبار سے نہیں ہے، بلکہ وہ کی خصوصیت ہے
 اعتبار سے ہے (اور ہماری گفتگو ان اوصاف میں سوتے جن سے اس نفس کا
 کے اعتبار سے متصف ہونا کہ خصوصیت کے اعتبار سے)

جواب زیر کے شخص سے یہ تو ثابت انسانہ نفس ذات سے عبارت ہو کر
 ہوگی یا کسی زائد عارض کے ساتھ مل کر، دوسری صورت: جس سے ہو کر
 یہ زائد عارض شخص سے پہلے عارض ہوگا یا بعد، اگر شخص کے بعد عارض ہو تو سنس کا
 مصداق اور اس کا موصوف نفسِ باہیت ہوگی اور یہی مصلوب ہے اور شخص سے
 پہلے عارض ہوا ہے نوہ و حال سے قاتی نہیں یا دحض کے ماضی ہونے سے
 باہیت اس ماضی کے لاحق ہونے سے شخص ہو چکی ہے، نہیں، یہی صورت: اس سے
 باہیت کے لئے شخص سے پہلے ایک شخص لازم ہے کہ دوسری صورت: اس سے
 اس ماضی کے لاحق ہونے کے باوجود کلی ہے اور قابلِ تکرار، پس یہی جو نفس
 قابلِ تکرار ہے اس کا زیر کے شخص سے موصوف ہونا ممکن ہے، وہی مصلوب
 ہے۔

وہاں ہر جہ کے ہر فرد انسانی قیامت میں زندہ ہونے والے ہیں لہذا قیامت کے ہر فرد کے ساتھ اس کا مثل قدرت الہی کے تحت داخل ہوگا، مگر وہ اس کی سبب پرانگی کہ : آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت سے ان زندہ ہوں گے جو یہ مزدور امت دین سے ہے اور جو شخص قیامت کے دن زندہ ہوگا، قیامت کے ہر فرد کے ساتھ اس کا مثل قدرت الہی کے تحت داخل ہے لہذا قیامت کے ہر فرد کے ساتھ یہ حکم کا مثل قدرت الہی کے تحت داخل ہوگا اور یہی مطلوب ہے

یہ عجیب استدلال ہے جو اگلے پچھلے نام و نامی کی وقت خاک میں جواب ملا رہا ہے، یہ اس نایب قرآنی کی تفسیر میں اب اس قول کی تفسیر کی علامت ضرور ہے۔

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں :

أَوَّلُ نَسْرِ الْكَوْنِ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ تَرَابٍ وَ لَا تَرَى
مَعَكُمْ كَيْفَ جَدَّ مِنْهَا وَ عَظُمَ شَأْنُهَا مِنْهَا وَ عَلَى مَا
يَخْلُقُ مِثْلُهَا فِي الضَّعِيفِ وَ الْحَقَّارِ مِنْهَا يَخْلُقُ
إِلَيْنِهَا أَوْ مِثْلُهَا فِي الْكُلِّ الْإِنْسَانِ وَ صِفَاتُهَا
(استنبطی)

جس ذات کو پہلے آسمانوں اور زمین کو مبدأ کیا اور جو ان کے جسم کی بڑائی اور شان کی عظمت کے یکساں اس پر قادر نہیں کہ جسے افراد پیدا کرے، جو زمین و آسمان کی نسبت بہت ہی چھوٹے ہوں، انہیں ذات اور صفات ذات میں ان سے بڑے ہوں
کہ انہیں اور حشر جہان کے مکر کرنے تھے

مِنْ شَيْءٍ لَعِظَ لَهُ نَفْسُهُ

ہے جس نے تہذیب و تمدن کے امثال کے امکان کا جگہ و فوج پر دھاکس کرتی ہے
اور مدد ملنے سے تہذیب میں بھی واقع ہے اور لفظ مثل کا معنی غبار و اس فانی سبزی
میں وہی ہے جس کے ثابت کرنے کے دو درجے ہیں۔ پہلے یہ کہ ہماری
مدد کی پناہ اور اسی تہذیب و تمدن کی توفیق ہے۔

اور تہذیب و تمدن کے لیے یہ ہے کہ ہم میں متعدد جہتوں
دوسری تقنی دلیل اور اس کا رد | مخلوقات کے موجود ہونے سے ان کے
امثال پر اپنی قدرت کے محیط ہونے پر استدلال فرما رہے ہیں۔ جیسے کہ تہذیب و تمدن میں
ان کے اندر کرنے، تلاش ازل کرنے سے ہر دوں کے اندر کرنے پر استدلال فرما
ہے، مثلاً ارشاد فرمایا:

هَٰذَا الَّذِي آتَيْنَاكَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْنَا
مِثْلَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ

ہاں کے بغیر حضرت آدم علیہ السلام کے یہاں اگر نہ تھے ہاں کے بغیر حضرت
یونس علیہ السلام کے یہاں کرنے کے امکان پر استدلال فرمایا
إِن مِّثْلَ شَيْءٍ عِنْدَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ
میں سوچو کہ اگر نہ تھے، کیا ہوگا؟

اس لیے کہ استدلال کا یہ انداز قرآن پاک میں عام ہے۔ پہلی ہی جگہ تہذیب
و تمدن کا وجود دلیل ہوگا اس امر پر کہ آپ و مثل مدد کرنا قدرت الہی کے لیے ممکن ہے
گویا اس صورت میں دلیل کی ترتیب یہ ہوگی کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود تہذیب
انہی کے تحت داخل ہے تو آپ کے مثل کا وجود بھی قدرت الہی کے تحت داخل ہے تو دلیل
و جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم قدرت الہی کے تحت داخل ہے لہذا آپ کے مثل کا وجود
محمّدی قدرت الہی کے تحت داخل ہوگا کیونکہ قرآن پاک کے ارشاد کے مطابق ہر تہذیب کے مدد

ہیں جو ہے اور اس پر ہے اس وہ سنوں کا علم ایک ہوتا ہے۔

مستند بھی۔ ہم سے زیادہ نہیں ہے کہ کچھ اوصاف دو قسم ہیں :

جو سب : جن کا مشترک دو چیزوں کے درمیان ممکن ہو اور وہ مشترک کے مانع
 ہوں۔ مثلاً آب کے بہرہ پر ہونا اور فردوں میں مشترک ہونے سے مانع نہیں ہے
 حضرت آدم علیہ السلام کا اس وصف سے موصوف ہونا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے
 نہ وصف سے موصوف ہونے کے معنی انہیں ہے کیونکہ بغیر آپ کے ایک شخص کے
 یہ ہونے سے لازم نہیں آتا۔ دوسرے شخص کا اتنا صف اس وصف سے متعلق ہو جائے۔
 کسی طرح زمین کے قابل ہوئی ہونے سے لازم نہیں آتا کہ مردوں کا اس سے اتنا صف
 متعلق ہو جائے۔

۱۰۔ جن کا مشترک دو چیزوں میں ممکن ہو مثلاً قاسم انبیاء کا خاتم ہونا کہ ایک شخص کا
 نہ صف سے وصف ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ دوسرا فرد اس سے مختلف
 نہ ہو یعنی ایک شخص خاتم الانبیاء ہو تو دوسرا خاتم الانبیاء نہیں رہے گا۔
 پس اگر کوئی جو ایک وصف سے موصوف ہو اور وہ وصف قسم اول سے
 ہو تو اس چیز کا جو اس کے متعلق کے ممکن ہونے کی دلیل ہو سکتا ہے اور یہی قرآن پاک
 و احادیث ہے اور اگر وہ وصف ثانی سے ہو تو اس کے موصوف کا وجود اس وصف
 میں نہ آنے کے بعد کے ممکن ہونے پر دلیل نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس شخص کا اس وصف سے
 موصوف ہونا دلالت کرتا ہے کہ اس وصف میں اس کا شریک مستبعد الوجود ہے ورنہ
 وہ وصف ممکن لاشرک ہو جائے گا اور یہ خلاف مفروض ہے۔

حنہ بلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موجد ہوتے ہوئے تمام کالات میں آپ
 سے بڑے ممکن ہونے پر اس قائل و مستدل اس صورت میں قابل توجہ ہو سکتا تھا کہ
 ۱۱۔ ہے، ہندو اور جن مسلمانوں نے علیہ وسلم کی ذات کے ستودہ صفات کے تمام

ہمات و طم اول سے جس اور ممکن کہ تر ایک ہی مذہبی میں سکون ہو سکتا ہے
 جن عجیب اور دھول چڑھ گیا ہے اب دھل جائے دلا ہے

اس جگہ ایک امر آتی ہے جس کو غلط طور پر سمجھا جاتا ہے
 ایک اور شے کہ اس کا نام کو اس سے نہیں ہو کر حیلہ سازنی ہے۔ جو کہ
 وہم فریب میں پھنسا دیتا ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام کلمات میں مخصوصی نہ ہونے
 میر و سلم کے مساوی کے متعلق ذاتی ہونے سے متصور ہو کر اس کے خلاف علیہ وسلم کہ وہ بہت
 باتوں پر لازم آتا ہے

یہ فریب نظریے سے زیادہ کچھ نہیں۔ جو کہ اصل ان کلمات پر و سلم تک پہنچتا ہے
 جواب کے متعلق ذاتی ہونے سے آپ کا وجوب ذاتی لازم نہیں ہے۔ یہی مسئلہ
 متعلق متعلق ذاتی ہو تو لازماً وہ شے واجب و لازم نہیں ہوتی۔ ہاں مسنونہ ہوتی
 کہاں اور اس کی تفسیر کہاں۔ نیز کہ کثرت میں بے نظیر و بے مثال ہونا وجوب ذاتی ہونا
 نہیں ہے، وہ وجوب ذاتی و خاص ہے کہ عظمت میں کثرت متصور نہ ہو نیز کہ وجوب
 ذاتی کا مصداق حقیقتاً یہ ہے کہ یہ بظاہر ان کا تشخص ہے جو قابلِ تکرار نہیں ہے
 بعض رسائل میں اس قائل کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ کلمات میں ذاتی
 اگر ہم اصل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مساوی کے متعلق ذاتی ہونے کا قول یہاں ہے کہ وہ ان کے
 سے بہت ہے اور اس کے متعلق سے وہ ان کے وہ کئے ہوئے ہوں۔ یہ سن کر ہر
 نہیں تو پھر کیا ہے؟

یہی طرح اس قائل نے بعض رسائل میں یہ بھی کہا ہے کہ ہر کلام معنی وہ ہے جو

لے گا کہ وہ اصل علیہ وسلم کے مساوی مسیح و عیسیٰ علیہ السلام کے معنی ہوں گے۔ یہاں
 وہ مساوی ہو کر ان کے برابر ہونا چاہئے۔ یہی وہی ہے جس کا نام میں نے کہا ہے۔ یہ وہی

گھٹا ہے۔ اور اس سے یہ سبب ہوا کہ وہ اس قدر غریب ہوئے کہ انہوں نے علیہ وسلم کی سٹاپ
 پر ہر روز ہوتا۔ اسی سے یہی گفتگو اور غیاں پانچ سبب کیونکہ تمام کمالات میں
 صبر و صلی۔ علیہ وسلم کے مساوی کے منتسب ذاتی ہونے کا قول آپ کے
 علم و تدبیر و رسد ہر بند و کرم ہونے کے سانی نہیں ہے لیکن جاہلوں کو فریب
 ہے۔ اسے جید ناشی ہر ماہر ہے مذاہب سانی و رصداق و اخلاص کی پرورش
 پر موقوف۔ نہ صرف حق فرماتا ہے۔ وروہی سبب سے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔

مردی میں ہے۔ اگر کسی ہمارے کہ اگر وہاں شخصیت ہو تو وہاں کے مغربین کی طبیعت میں ہوتا۔
 ہمارے شخص کی طبیعت میں یہ وقت کرے گا اگرچہ اس کا مقام پہلے جز، ممکن اور قوت
 نہیں ہے۔

بہرحال مختلف حال کے اعتبار سے تو جین یا تعلیم پر ولایت کرنے میں ہم
 قلم ہوتا ہے اسی طرح حال قلم کے مختلف ہونے سے کلام اس ولایت میں مختلف ہوگا
 جو ہے مثلاً اگر کوئی بلند مرتبہ سردار کے کہیں یا چہرہ انسان ہوں اس کی زبان سے کلام
 کہ وہ ہم سے پرہیز نہیں کرتا بلکہ اس کا یہ کلام کہانی تو اعلیٰ پر ولایت کرتا ہے جو قابل
 مصلحت و نصیب ہے۔ اور اگر کوئی کمینہ یا بے سردار کے بارے میں کہے کہ
 وہ دین انسان ہے۔ اگر اس کی زبان سے اس مغرب سردار کے لئے انتہائی
 حیرت و تامل ہے۔ اسی طرح اگر بادشاہ اپنے دربار کے انتہائی مغرب اور کرم و وزیر اعظم
 کو ہی خدمت در محض کے خلیفہ کے لئے کہے کہ اگر میں چاہوں تو تم سے وزارت
 حاصل کروں۔ یا اس کے معمولی آدمی کو تمہارے منصب پر فائز کروں اور تمہیں حبس
 صبر و بردباری نہ کرنا پڑے۔ بادشاہ کی زبان سے یہ کلام وزیر کی شان کی
 تحریف نہیں ہے۔ اور اگر کوئی معمولی سا سپاہی کہے کہ اگر بادشاہ چاہے تو تم سے
 اس منصب میں سے، یا اس کے معمولی انسان کو تمہارے مقام پر فائز کروں اور تمہیں
 میں حبس کروں یا چاہے کسی چڑھاؤں سے اس کلام میں قابل نکریمہ یا یہ کہ انتہائی تامل ہے
 وزیر و ملک بادشاہ کی عاقلانہ رائے میں وزیر کی تو جین کے نتیجے میں سخت سزا کا
 مستحق ہوگا اس کلام سے سبھی کا یہ مقام نہیں ہے کہ ان کی تعلیم بلند مرتبہ
 و سادہ ہے۔ ہمارے قلم زبان پر لانا بلکہ ان کی یہ حیثیت بھی نہیں ہے کہ تعلیمی
 قوت حاصل ہے جو دربار سے رہا ہے۔ رہا ہے عقل و تہمت کے سلسلے میں زیادہ ولایت
 و عاقلانہ ہے۔ مثلاً ان کے قلم کا شمار :

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

”اے صبیحِ اہمذہد کو کہ میں غلامِ انسانی ہی طرح انسان ہوں۔“

حضرت علیؑ تھلے علیہ وسلم کی تحفیفِ شان پر شش نہیں ہے۔ انبیاء و مرسلین کی

دعوت کے جواب میں زمانہ ماضی کے کافروں کا یہ کہنا

مَا أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا

”تم نہیں ہو مگر ہم جیسے انسان“

یہ اسماء بن حنظلہؓ علیہم السلام کی تعظیمِ شان پر مشتمل ہے۔

پس اگر آیات قرآنیہ جو ان تھلے کے کوہِ نفسی کی ترجمان ہیں ایسے

امور پر قدرتِ الہیہ کے شامل ہونے پر دلالت کرتی ہیں جن کا عدم وقوع نبی کریم

صلی اللہ تھلے علیہ وسلم کی شان میں اسبابِ غایبہ پر نظر کرکٹ ہوئے تھے بعضی بعضی

ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد :

لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبِسَنَّ عَمَلُكَ

”اگر وہ فرضِ اتم نے شرک کیا تو تھارے عمل سے قید ہو جائیگا۔“

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي نَكُ

اور

أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

”اور اگر ہم چاہتے تو یہ وحی جو ہم نے تھاری طرف اندر

کی اسے لے جاتے۔“

وَلَا تَلَا أَنْ تَشْفُنَاكَ لَفِئَتُهُمْ كُلٌّ بِإِسْمِهِ

اور

شَفِيعًا فَلْيُبَيِّنْ لِي آيَاتِكَ وَلَقَدْ صَبَفَ الْخُشُوعَ

وَصَبَفَ الْخُشُوعَ

”اور اگر ہم نہیں ثابت قدمی دے دیتے تو قریب تھا کہ نبی

دفعہ پھر سے اس سے بچنے اور اس سے دور رہنے کو دینی علماء اور دوحید خواجہ

۱۲۶۸ھ دیکھئے ۔

یہ دراصل رسالے کے مسلک کی تفسیر و تفسیر پر دلالت نہیں کرتا۔
 علم کی سچی و عام نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں
 معلومات سے جان بات کر کے کا مفہوم ڈاکٹر سے پہلے کیونکہ حقوق کی زبان سے ایسے
 حالت نہ ملنے نے جو یہ کہی اور عامے علم کی تفسیر شان پر مشتمل ہیں۔

بہر حال جو چاہے کہ مشن کے معلق ہونے سے تفسیر پر
 دقت کر سکتے ہیں۔ مگر یہاں غلط ہوتا ہے تو کسی شخص کو یہ گمان نہ کرنا
 ہوتا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ایسے کلمات کا زبان
 ... بصیرت و تفسیر پر کسی پر تو ایسے حالت پر مشتمل بات قرآنہ کی تلاوت اور
 میں صرفہ عابد و بھون امان میں سے غلط ہے کہ تلاوت اور تفسیر اللہ تعالیٰ
 سے قبول ہے۔ یہ وہی حالت ہے جو نہیں کہتا۔ ہاں یہ پروپیگنڈہ کرنے کے لئے
 میں فریاد کرتے کہ ہمیں کہتا ہے کہ اس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں اس قسم
 کے کلمات نہیں کہیں۔ ان میں بڑھ چلا۔ و عوام ان آیات کو دلیل بنا کر حضور
 کو اس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں جیسے حالت کے استعمال کا جواز معلوم
 کیا۔ ان میں یہ آیا ہے جو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غنیمت شان میں بیباک
 دلائل و حجاب دلیلیں۔ وہ باقی اور ملک کے سختی ٹھہریں حضور شریف
 ہر حال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں تمنا کی جیسے ادنیٰ پر مشتمل ہے اور
 خود وہاں کی زبان پر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں غنیمت ہے۔ لغو و بے اثر تفسیر میں ذلک۔
 بھی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ایسا کام کرنا ناجائز
 ہے جس میں کلمہ بھی نہ ملے۔ کسی ہی اور رسول یا کسی دلی اور فرشتے کی تفسیر

نہان ہائی ہائی ہو، خواہ وہ صوم صاوتی ہو یا کاذب، بشرطہ کہ کوئی شخص جسے اس نے غائب
 ایسا ہے یا نہ ہے کہ طعنے اور شبہ جس میں اس کی شان کی نسبت سے باہر میں ہوتی
 شخص کے کہ تمام اوصاف و افعال کے انداز کے کی شان کے کے مجاہد سے زیادہ وہیں
 میں دیکھے کہ غلو، اگرچہ اس میں ہے، یہ حال طعنے اور شبہ میں واقع نہیں ہوتا، بلکہ
 ہوا ہے اور یہ اجازت ہے اس کو کہ وہ اپنے حق کے لئے جو دلائل پر مشتمل ہوں گے اس سے انصاف
 اور خلاف شرع توہین سے غافل نہیں رہتا۔

اسی لئے فقہاء فرماتے ہیں: "غالی لغو و مبالغہ" نہ ہونے
 حد کے لائق نہیں ہے حالانکہ یقینی بات ہے کہ ان کے لئے کے سوا کوئی بھی سبب
 کہ یہ انہیں کر سکتا، نفیس کشیا، کے سپر میں حق و شبہ کا ذکر، اگرچہ پہلی سبب نہیں ہے تو
 نفیس کشیا کی تخفیف پر مشتمل ہے، مثلاً اگر کوئی شخص بادشاہ کی تعریف کرنے سے
 ہونے کے کہ بادشاہ بھکاری نہیں ہے بلکہ، بادشاہ دیاروں کے بہتر ہے،
 یہ کام بھی بادشاہ کی تخفیف شان پر مشتمل ہے۔

جس طرح غرض مقصود کے لئے کام کے جملے سے تو میں پرور دانت
 ہوتی ہے اسی طرح مضمون کلام پر مرتب ہونے والے نرات سے بھی مراد ہوتی ہے
 لہذا اس کلام میں پوشیدہ ہوتی ہے اگرچہ نظر بخلاف، یہ دو تار مقصود نہ ہوں، مسئلہ اگر
 بادشاہ کا کوئی نیکو کر کے کہ بادشاہ کے دربار میں فرار، وزیر کی گفتگو کا بد و افعال کا
 سبب نہیں ہو سکتی،

یہ کام دو صورت شان و وزیر کی توہین پر مشتمل ہے

۱۱) بادشاہ کے سامنے اس دربار کا کوئی مہم نہیں ہے اس لئے اس
 کی بات کوئی وقعت نہیں رکھتی۔

۱۲) وزیر کی تعظیم و تکریم کوئی ضرورت نہیں کہ کوئی اور کسی کو نفع دے سکتا ہے

دعوتِ اہل حق کی ہوا کچھوں کی ہوسہ اور کسی کو فائدہ دینے یا ضرر دہ کر سکتے
 ہیں اس کا کسی پر احسان نہیں ہے۔ اس کا شکر پہنچوں اور کیا پاسکے ؟
 یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کسی کی رہنمائی میں خطرہ ہوتی ہے ۔
 کسی نے وہی عمل اور راہ کی پاسنے ۔

اس کی توجہ منعمی سے ۔ رہاں کی حرمش زبان کی ملکیت کی بنا پر یا نادانستی
 میں کہ قائل کو جہالت کے سبب جبری نہیں کہ میرا حکم تو میں پر ولایت کرتا ہے
 چنانکہ کسی حریت سے ایک عام آدمی کو سکھایا کہ سادہ لوح و دانا کو کہتے ہیں ،
 میں بچا رہا ہے ۔ مگر کسی بادشاہ کی خوشامدی میں کہ دیا اور اس لحاظ کے کہنے
 پر کس نے پائی ۔

اس تمہید کے بعد سنئے کہ اس قائل کا ہے فائدہ کلام حضور سیدنا و مولانا
 سید محمد امین دکنی فرمایا ، وہ سلیس ، ملائم و مقرر ہیں اور اولیاء و عارفین صلوات اللہ
 علیہم علی سبب و اسرار جمیع کی انسانی توجہ و تفتیش شان پر مشتمل ہے اور اس قائل
 سے ان حضرات کی توجہ و تفتیش کا نزاع اب قصہ کیا ہے اور توہین کی بدترین وجہ
 میں رخصت ہو رہے ۔

اس قوم سے اول تا آخر قائل کا مقصد یہ ہے کہ انبیاء اولیاء و ملائکہ
 پر مشتمل نہیں ہے کسی کی سعادت ۔ آگ کے غضاب اور ہوسے کو دار
 کی سزا سے کسی شکار کی فہات و سبب نہیں ہو سکی اور وہ جو بہت سے لوگوں کا عقیدہ
 ہے ۔ مگر اصل سعادت و نجات و رستہ ہوں کی سعادت کا سبب ہے ۔ ان کی
 مدد میں سے ۔ یہ خود جو ذکر و دعا کی دوسرے کہ اپنے نہیں ملتے ان حضرات کی کجی
 اور عین ہوا سے ۔ کسی کی سعادت ۔ اللہ تعالیٰ کے رحم و بخشش کا سبب

پہلی بکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیکھ محمدؐ حضرات کی تفسیر میں
 اور ان میں ہے کہ چونکہ قرآن پاک اعلیٰ حد میں سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور
 ان کے اصحاب سے ثابت ہے کہ ان حضرات کی شفاعت محمود اور مسدود اور قبول و رد
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت خدا تعالیٰ کے علم و قدرت و حکمت و تدبیر و
 ارادے پر مدار گنہگاروں کی نجات کا ذریعہ ہے اور ان کی دعا میں گناہ بیرونی
 ترک فراد کے حق میں مقبول اور عذاب سے نجات کا مسلمان میں اس خصوصیت کا شکار
 بارگاہ الہی میں ان حضرات کی قدر و منزلت کی تفسیر اور بارگاہ الہی میں ان کے عذاب
 کی تخفیف ہے کہ چونکہ اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ بارگاہ الہی میں ان حضرت کی قدر
 و منزلت گنہگاروں کی نجات کے لئے ان کی شفاعت کی مقبولیت کا سبب ہے
 میں گنہگاروں کی نجات کے لئے ان کی شفاعت کے دخل اور سبب ہونے کا
 انکار بارگاہ الہی میں ان کی عزت و کرامت کا انکار ہے اگر تفسیر میں ان حضرات

اور کیا ہے !

جب اس قائل کا مقصد ہو کیا تو اب یہ ذہن میں رکھتے ہوئے
 دوسری وجہ کو اس کا حکم اسی مقصد کے لئے تیار کیا گیا ہے

جاننا چاہئے کہ اس مقصد کو مسلمانوں کے دل و دماغ میں راسخ کرنے
 کا تقاضا یہ ہے کہ اہل اسلام جن حضرات کو بارگاہ الہی میں جرم و گناہ کی نعمت کے
 واسطے سمجھتے ہیں اور انہیں حاجت روائی اور گناہوں کی مزا سے نجات دہکسید و
 شفیع کہتے ہیں مسلمانوں کے دلوں سے ان کی وہا بہت عزت و محبوبیت
 غم کر کے ان کی محبت و توفیق اور بارگاہ الہی میں مسلمانوں کے لئے ان کی مداخلت
 کی قبولیت اور ان کے مرتبہ و مقام میں فرق ڈال جائے اور گم ہا جائے اور انہیں باوجود
 کہ ماہاسے کہ وہ عرب و عجم بہت ہو قبول شفاعت کا سبب ہوتی ہے بارگاہ الہی

میں ایک سو تیس سال کی صاحب کی سید بھی بناتے
 بھی سید بنے کہ وہ صاحب و صاحبہ کی نئی ہیں جسے کھاتے کہے جائیں
 جو صاحب و صاحبہ کی ہی پرست کرتی ملکہ کہا جاتا کہ ۔

یہ سید نہ تو یہ سان جسے کہ کہ آں میں بہت کم کن سے
 صاحب نور و نور بنی نہ توں ورجن اور فرستہ جہاں اور مجھ سے ہی شد
 عاقبت سید و سید و سید پیدا کر گئے ۔

(تقریر الایمان)

۔ کہ صاحب کہ

۔ جو سب نول پہلے اور بچھے اور آدمی اور جن (یہ نصیم تمام
 نادر و بزرگوں ، شہباز اور شیا میں کوشاں ہے) جبریل اور جبریل
 ہی سے نوب میں و میں نام الملک کی عظمت میں ہاں کے صاحب کہ
 و حق بھڑکے ہیں و جو سب یہ نصیم تمام (یہ) و سلیمین صلی اللہ علیہ
 و آلاء صلی اللہ علیہ و آلاء علیہ و سلم تمام ملکہ حنہ میں شد و ارسا نصیم
 و صاحب کہ کوشاں ہے و سبطان اور و جال ہی سے ہو جائیں نہ اس
 کی گھر و حق نصیم کی نصیم ۔

(تقریر الایمان)

۔ کہ مومن غرض و نایت یہ ہے کہ غرض سید ، قیا و سلیمین صلی اللہ
 علیہ و آلاء علیہ و سلم ، و ان غرض ، و انکہ غرض و او سید کے کرام کی تفصیل
 و ان پادشہ و ان عظمت و جبریت کو کہ کیا بناتے ، اگر مصلحت ماس مبارک ہیں
 و ان و ان پادشہ و ان پادشہ و ان پادشہ و ان پادشہ و ان پادشہ و ان پادشہ
 و ان پادشہ و ان پادشہ و ان پادشہ و ان پادشہ و ان پادشہ و ان پادشہ
 و ان پادشہ و ان پادشہ و ان پادشہ و ان پادشہ و ان پادشہ و ان پادشہ

نہ دیکھ کے نہ جانے ہاں میں تھا اور نہ صحت نہ کر، جس سے شخص پر۔ پھر دوسری
 کو صفت ایزد کی کہ کامیابوں میں دیکھ نہیں جیتے اور نہ ہم میں سے جیتے تھے
 میں کہ یہ کلام مقصد کے ساتھ واضح تفہیم و درنا بہت میں رکھنا

میں علامہ کی سیاق و سباق حروف عام کے عادی حضور، کائنات
 تیسری وجہ علی الحدیث نے علیہ وسلم کی شخصیت شان اور شخص پر دل مسکرا بہ
 مثلاً ایک جماعت کسی صاحب اقتدار، بادشاہ کے وزیر کے بارے میں یہ سمجھتی تھی کہ
 کہ اسے نوازشی خسرو بادشاہ کی بدولت و رعایت و کرامت حاصل ہے کہ وہ عام مسکرتہ فرما
 میں امتیازی مقام رکھتا ہے، ایک شخص جانتا ہے کہ میں وزیر کے پاس میں کتنا
 کا عقیدہ مخدوش کر دے، اگر کہتا ہے کہ وہ شاہی، شان ہے تو چاہئے کہ لوگوں کو
 کہ ایک آں میں وزیر کے برابر نہ دے، بلاشبہ یہ غلام اس عادی میں وزیر کی شخصیت
 پر ولایت کرتا ہے۔

اسی طرح اگر کسی جماعت کا عقیدہ ہے کہ خدا کا ولی ہے دیا ہے، ہے جلد
 بیکار نہ ہو، اسے علم و فضل و ولایت نہ کوئی موجود نہ ہو، اس سے نہ دیکھتا ہے کہ
 بعد ہے، کوئی شخص کہتا ہے کہ :

”خدا چاہے تو ایک تین میں کروڑوں عالم اس کے برابر نہ ہو“

یعنی یہ خدا نہ ہم اس عالم کا مرتبہ گناہ بدولت کہ ہے اگر وہ۔ اسے جانتے لیکن
 اس کی پہاڑی شخص بدولت کرنے کے معافی نہیں ہے، جو شخص اس کو دیکھے صحاف
 شان پر ولایت کرنے کا انکار نہ ہے، تین عالم سے غافل نہیں ہے۔

۱۱۔ یا تو زبان نہیں سمجھتا اور انداز کلام سے ادب سے ۔

۱۲۔ یا چہارہ شخص و تو کا معنی نہیں جانتا

۱۳۔ یا بہت دھم ہے کہ یہ بیانات کے اس میں کوئی حرج نہیں کہ

جو کہ سب سے جنرل اصل تھا اسے سپر و سٹیم کے پائپ سے خون کے تسنق و صحیح ہونا اس
 طبیعت کے معافی ہے ہر جانب کہ ان تمام افراد پر یہ اصل سے ہیں سے خون کا تسنق ہونا
 ہے جو منافات نہ پایا جانے لیا ہے ۔

سینکڑوں ہزاروں لاکھوں کروڑوں اور اس سے زیادہ کسی
 چھٹی وجہ کی نظیر کے تسنق استعمال میں شے کی تحریک پر ولادت نہایت تسنق
 اشیاء و نظائر جتنے زیادہ ہوں گے تحقیر اتنی ہی زیادہ ہوگی کیونکہ خون کی تسنق وجہ
 کا متعلق یا معدوم یا نامور ہونا اس شے کی غفلت اور بدست میں پروردگار است رہا ہے
 اور کسی شے کی نظیر کا ممکن ہونا یا موجود ہونا یہ عقود یا غفلت بہتر ہونا اس سے کہ قدرتی
 اور اراداتی پر ولادت کرتا ہے ، نظیر کی کثرت کے سبب کے غفلت ہونے سے بدست
 کے مراتب بھی مختلف ہوں گے ۔

پس جو کلام شے کی نظیر کے متعلق ہونے یا معدوم ہونے یا نامور ہونے پر
 ولادت کرے گا وہ درجہ بدرجہ اس شے کے اعزاز اور توقیر کے مراتب تسنق پر ولادت
 کرے گا یعنی جو کلام نظیر کے متعلق ہونے پر ولادت کرے وہ ترقی کے اعلیٰ مرتبہ میں ہے
 اس کے بعد وہ کلام جو نظیر کے معدوم ہونے پر ولادت کرے پھر وہ کلام کہ اس کے نامور
 ہونے پر ولادت کرے اور جو کلام کہ وہ وجود نظیر کے صحیح ہونے یا موجود ہونے ، بہتر
 ہونے پر ولادت کرے وہ اس سے گے استغناء اور اراداتی کے غفلت و سبب
 ولادت کرے گا ، نظیر کی جنسی کثرت بڑی اتنی ہی تخفیف ہوگی ، تسنق کرنا جائے اور وہ
 افراد زندگی نظیر ہو سکتے ہیں اس میں غفلت کم ہوگی نسبت میں سے کہ سینکڑوں اور
 زندگی نظیر ہو سکتے ہیں سینکڑوں کے تسنق میں ہزاروں کی سبب و ہزاروں کے
 تسنق میں لاکھوں کی نسبت اور لاکھوں کے تسنق میں کروڑوں کے تسنق سے کہ تسنق
 گہرا ہوتا ہے ۔

س قال سے نہ سزا تھے، طالبی کرداروں کو حفظ حوائد و زبان میں استعمال
جو کہ دسے ضروری ہے بڑا ضروری ہے۔ سوال کیا ہے تاکہ وہ نہ محض مقبول شغف
کر کے دسے وہ سناؤں کے سرور واصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیادہ سے زیادہ
اعتدال سے دسے اور زیادہ سے زیادہ جہاد کو کفر اور گمراہی میں ڈالے۔

قال ضرور سے حضور سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کی تعظیم
ساتھ ہی وجہ دخل ہے۔ کہ اس پاک کمال سے باکی سے ذکر کیا ہے کہ اس کے
ساتھ حق تعالیٰ تحریر فرما دے سورۃ تو سلام نہیں لایا، اے اس کی کاہم کی ہمت
کے ساتھ ہی تھا۔

س جب ان کو حسنہ الصدیقین بخیرہ بعد الایام علیہم الصلوٰۃ والسلام
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارتقاء پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، انہوں نے
حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خطبہ دیتے ہوئے
فرمایا:

مَنْ كَانَ يَحْسُدُ مُحَمَّدًا فَقَدْ أَفَاءَ مُحَمَّدًا
فَذُنُوبُ مَنْ كَانَ يَحْسُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ
حَقٌّ لَا يَمُوتُ.

”جو شخص حضور کی عبادت کرتا تھا وہ وہ جان سے اکھڑتا رہتا تھا۔“

اس کے علم و حکم و مال فرما بیٹھے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا
تو جیسے اللہ تعالیٰ زندہ رہتا ہے جیسے کبھی موت نہیں آسکتی۔“

س فوراً جہاں اس کے دوست نہیں تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ

ع نے ذیل میں سے قول کیا تھا، یعنی اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ

لَمْ يَسْأَلْ أَفَاضَ ثَمَاتِ أَنْفُسِهِمْ لَمْ يَسْأَلْ
 أَنْفُسَهُمْ مَنْ يَتَقَلَّبُ عَلَى عَصَبِهِ قُلْتُ
 اللَّهُ سَيُنَازِلُ

اگر نام پاک کو تفہیم و توفیق کے کرب و معلوہ و سلام کے ساتھ لائے اور نقیاس
 نہ ہو جاتا اور ان کے کلام کا مقصد فوت ہو جاتا، ان کا قصد غمگین و پریشان حال
 کو تسلی و یقین دہان میں سے بعض تو حوصلہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوسرا ہی کا کار کے
 کے کیونکہ ایسے مقام اور مقام پریشانی کی جگہ میں حضور سیدنا و صلی اللہ علیہ وسلم
 کے نام پاک کے ساتھ تفہیم و توفیق کے کلمات، علامت، علامت اور معلوہ و سلام کے ساتھ
 یہ کلام انہما بدینے و غم بن کر جاتا، اہل اسلام کو اور زیادہ رو لانا اور خاک و خون میں ڈوبنا
 اس کے مناسب یہی تھا کہ قرآن مجید کی آیت سے نقیاس کرتے اور اس پر بھیجے
 دہرتے امیر بات کا ایک وقت اور سرچکنے کا ایک مقام ہوتا ہے۔

ابنہ یہ قافلہ اگر کہتا ہے کہ اس جگہ غرض مقصود کے مناسب وہی تھا
 اس کی زبان سے نکلتا ہے، اگر وہ کو تفہیم و معلوہ و سلام کا شاعر و دہانہ اس کے
 مقصد اصل اور مراد ولی نیز سیاق و سباق کے مطابق نہ ہوا، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کے نام پاک کی تفہیم کو بیان انشاء اللہ تعالیٰ مقام و راجع میں ہوگا، تنہا یہی ہے

اردو میں "کر ڈالے" کا لفظ اہانت اور استخفاف پر دلالت کرتا ہے
 آنکھوں کو بوجھ مشن اگر کوئی شخص کے کہ چاہوں تو فلاں کام کر ڈالوں " یہ کلام
 اس کام کے ختم نہ ہونے پر دلالت کرتا ہے، اور اگر کہے کہ "چاہوں تو فلاں
 کام کروں" اس میں وہ دلالت نہیں ہے

یہ فرق اردو و ہندی حصہ پر غرض نہیں ہے کہ کوئی اردو میں ہوں جسکے
 کے معنی میں آتا ہے، اس عبارت سے اس لفظ سے ترجمہ کی پس معلوم ہوتی ہے اس

مال کارل کے سے خوش نہیں ہوا کہ چاہے تو پیدا کر سے، لیکن یہ عبارت اس کے
مفسرین سے چھوڑنا بہت نہیں رکھتی اور کمال استغناء پر ولایت نہیں کر لی
اس کا۔

از کو زوہاں تراود کہ در دست
بگوزہ سے وہی پیکتا ہے جو کس میں ہو

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ۔

إِنَّ الْكَلَامَ لَيْسَ الْفَوَادِ قَوَائِمًا
خَيْرَ الْبَلَسِ عَلَى الْفَوَادِ كَرِيْلًا

”بے شک اصل کلام دل میں ہوتا ہے، زبان تو دل کی دلیل
بنائی گئی ہے۔“

دوویں نقطہ ”کر ڈانا“ وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں اس کام کے
اہل قرائن بدلی سے کرنے پر ولایت مقصود ہو، اس جگہ بھی یہی ولایت قائل
کا مقصود ہے

اس کے یہ الفاظ :

جواب ”ایک آن میں ایک حکم کن سے“

سرعت و تعجیل پر ولایت کرانے کے لئے کافی تھے، اگر کر ڈانے ”کے نقطہ سے
استغناء پر ولایت مقصود نہ ہوتی تو اس نقطہ کا اضافہ کیوں کیا ؟

وجود یکجہ قائل اپنے کلام کی تاویل میں کہتا ہے کہ اس سے مقصود تنگیوں
و تعلق نہیں ہے بلکہ یہی اس عبارت سے ایجاد و ادغام کرنے کی سرعت و تعجیل مراد
ہو رہی تو یہ ہے جسے خود قائل بھی پسند نہیں کرتا، ہاں ! اپنے کئے کا علاج
نہیں ہوتا۔

یہ الفاظ :

فرقہ وچ ۔ اور سب لوگ اگلے اور پچھلے آدمی اور جن میں سب مگر
جبریل اور پیغمبر سے ہو جائیں تو اس بات ملک کی بہشت میں
اون کے سب سے کچھ بڑی بڑی دجاوے کی یہ

سنئے عجیب ہیں ! یہ الفاظ خدا کا منہ سے نکلے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان پر جس نقل
کے طور پر ہر وقت سے جاری ہوتے ہیں حالانکہ نقل کفر کفر نہیں ہوتی اور نہ جبریل
اپنے کلمات سن کر ہی لڑ جاتا ہے، خود اللہ تعالیٰ منہ سے نکلتا ہے، چاہے ایک یہ کلمات
خود کہے کہ :

”تمام اولین و آخرین جبریل اور پیغمبر سے ہوتے ہیں“

اپنے مقام پر نہ کور ہو گا کہ ایسے قول کو قلعہ شریعہ کا مقدم بنا حضرت جبریل
امین اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کتنا کی تعزیر ہے کیونکہ
اولین و آخرین (اگلے اور پچھلے) میں شیاطین، مشرکین، جاہل و معون و مشفقین
سب دین سب داخل ہیں، ان سب کی برابری اور رعایت کے الفاظ حضرت سید
جبریل امین اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں مستعمل کرنا،
اگرچہ قلعہ شریعہ کے منہ میں ہو اسلام کے ان تمام فتاد و علویاروں کی زبان
پر کس طرح آجاتے ہیں ؟

فائل نے اس کلام میں چند وجہ سے دادِ طاقت دی ہے :

(۱) اگلے اور پچھلے کی تمہیم کے باوجود اس نے آدمی اور جن کی تمہیم بھی ذکر کی ہے
حالانکہ صرف پہلی تمہیم اس کا مقصد ادا کر سکتی تھی، اس میں کھتہ یہ ہے کہ پہلی تمہیم
مراۓ، بلا تکلف شیطان کو شامل نہ تھی، بلکہ انجیل جن کی تصریح کی کہ اگرچہ نہ کر
کی ضرورت نہ تھی تاہم وہ اہل تلبیس کا رئیس یعنی ابلیس بھی اس تمہیم میں داخل

مکان میں سارے ہواس کی آغوش اور بے دلی سے روئی جاتی رہے (جب بہ مقصد ثابت میں جو نواب عمارت آرائی اور بیہودہ سرائی کس لئے ہوئے ہو، لیکن یہ فائل اپنی عمارت سے محروم ہے و اگر بھی گنگو میں بنایا، اور اوپارا اور شمشیدہ دل کا ذکر شیعہ انوں و دیگر جن جیسوں اور سرکشوں کے ساتھ لانا ہے اور علم و راج کی صنعت طباق (تطبیق) نہیں چھوڑا، و ریاس ادب اس طریقے کے لئے سرائیہ جلالت عرف کرنے سے باز نہیں آتا کہ رستہ جلالت کا واس نہ چھوٹ جائے اگر چہ ایمان پر باد ہو جائے، اگر اس کی عبارت پر علمی مواخذہ کیا جائے تو جواب دیتے ہوئے جان کا تباہی و وسیع علم کی نائش کرتا ہے حالانکہ بیہودہ گوئی اور ہرزہ سرائی کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا

سے ۱۰ اس کا رد

• اوس تہستانہ کی پریشان ہے کہ چاہے تو ایک آن میں

اب حکم لے آئی آخر

اگر نصیب حملہ بہت نود و وجر سے باطل ہے :

ی نصیب میں حکم عملی میں ہے تاکہ قضیہ حملہ ہو :

• کہ سے بعد فرض کر : جائے تو یہ قضایا بغیر احسن میں موضوع محض نے

محسن یا مرید خواہ یا باہا ہے) میں سے نہیں ہے کہونکہ اس کا مقصد ان کبھی

محلی محسن یا مرید واقع نہیں ہے لہذا یہ قضایا بغیر قیہ میں سے ہے اور

لہذا بغیر غیر ترجمات نے مساوی ہوئے ہیں (تفصیل کے لئے محبت ان

شرح سزا خط ہیں پس اس کا طلاق ثانی میں مذکور ہوگا

و کہ یہ تو نصیب رہی ہے تو اس کا مسمی یہ ہوگا کہ اگر ارادہ تھا نے

محبت و دشمنی یا دیار جن اور فرشتے حضرت جبریل امین انہی

اکرم علی اللہ تعالیٰ عید و سلم کے برابر اگر سے اور دو حق میں سے کسی
 دو حال سے غالی نہیں اس شرط کا مقدم واقعی ہے یا غیر واقعی و فرضی مگر
 مقدم واقعی ہے تو لازم آئے گا کہ کروڑوں افراد وہ وہ تعداد سے برابر
 نفس لامر میں ہونے کے مقدم ہونے کو تو تاقی لازم ہو جو ہر حال میں
 کے وقوع کا قول کذب مرتکب ہے اور اگر مقدم غیر واقعی ہے تو نفس بالذات
 ہے یا متعلق بالضرر اور دونوں میں مقدم نہ ہو کہ متعلق بالذات ہے یا متعلق
 بالغیر کہ انکی کو مستلزم ہونا یقینی نہیں ہے کہ کچھ جب مستلزم یقینی کاغذ
 اس مساوی سے متعلق بالذات یا متعلق بالغیر ہونے کی بنا پر ہونے کے وہ
 مساوی کا وجود کہاں سے ہونے کا

اگر اس قائل کا عقیدہ ہو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ عید و سلم کے برابر
 کروڑوں افراد سے مثبت کا تعلق ممکن بالذات ہے و ممکن ذاتی و فرضی ہے
 جو محال الذات کو مستلزم نہیں ہو سکتا اور میں نے اس کے ساتھ مثبت برائی کا نفس
 جو اس کا واقعہ نہ ہونا محال بالذات ہے تو اس کے لئے مساوی و متعلق ہو جائے گا
 کیونکہ مقام ثانی میں گزشتہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ عید و سلم کے مساوی کا موجود ہونا
 کذب الہی کو مستلزم ہے اور اشد تنافس کا کذب محال بالذات ہے پس اس
 افتقاد پر لازم آئے گا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ عید و سلم کے برابر کا موجود ہونا محال بالذات
 ہو اور اس تعذیر پر میرے چارے کو بعد لازم آ جائے گا کہ جب ان کا محال بالذات
 ہونا ثابت ہو گیا تو ماننا پڑے گا کہ مقدم بھی ممکن بالذات نہیں ہے ورنہ محال بالذات
 کو مستلزم نہ ہوتا

اسی قیاس پر وہ دو مضامین طریقہ جو اس خوب میں ہیں :
 "اور سب رنگ اگلے بچھلے (سے) ہر وقت گشتی نہیں آتے"

خداوند عز و جل۔ انصار و قیصر نفس الامر یہ بھی ماننا چاہئے کہ ان کے گناہوں اور گنہگاروں
 میں سے بعض کا معدوم ہونا بھی بہت ناگوار ہے۔ گناہ گروں کو ہر وہ شے ملے کہ معدوم واقعی ہے اور دوسری
 میں سے کوئی خاص ملے۔ اور کھیلے افراد کا حاضرت جبریل علیہ السلام اور نبی اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم سے رہا ہو۔ انہیں اور ان کے برابر جو نافی نفس اجتماعی نقصان ہے
 ہوتا ہے۔ یہ سب پیغمبروں کے ہر نام سے کہ ان میں سے بعض پیغمبر ہوں بلکہ
 میں ہوں اور نہ صحت کے بغیر پیغمبر کا کوئی مطلب نہیں اور ہر کسی کا شیطان ہو جانا
 میں ہوں اور یہی یہ قبول ہو جو اس سے گمراہی حاصل کرے۔ غلاب عقل ہے
 میں جس سے دنیا بے ہوش کے جو گمراہی حاصل کریں گے۔ وہ شیطان کیسے گمراہ
 ہے۔ میں وہ بعض شیطان نہیں ہو سکتے بلکہ اس کے خدا کا راہ فرما کر
 ہوں۔ یہ خدا جو نہ جیہ کا معدوم ہونا جہاں انہیں پرستش ہے۔ محال ہے اور مقدم حال
 ہوں میں فانی کو مسلم ہونا جیہ نہیں ہوتا کہ کچھ مقدم حال انہیں مالی کو مستلزم ہونا ممکن ہے۔
 یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ مصطفیٰ الہی اور اس کی رونق سے قائل کی مراد کیا
 ہے کہ مصطفیٰ ہے۔ اولیٰ و ملک و ملک میں نسبت کے مطابق اللہ تعالیٰ کا تصرف ہے
 ہوں ہے۔ اولیٰ و ملکوں اور ملکوں کے مطابق تصرف کا بار ہونا ہے جیسے کہ تمام
 عالم نے جیہ میں نہایت نامہ و ملک کا ملک کے مطابق بہترین نظام پرودا ہے جس سے پس
 میں ہر ایک خدا باقی رہا کہ اس میں بعض کراہی میں بعض مقرب، بعض مردود ہیں بعض
 میں ہیں متبرک۔ بعض نجاست ہونے والے اور بعض بدکردار کی کی پاداش میں سزا یافتہ
 و جہاں ہیں۔ جس نامہ و بات پر فائز و بعض جہنم کے نکلے لہجوں میں بعض تعلق اور بعض
 متبرک۔ بعض نامہ و جہنم ہونے والے اور بعض فائدہ لینے والے ہیں، اللہ پر مذکور ذکر ہر وہ
 شے کا معدوم و فانی ہونے سے منافی ہے۔

مانی دکھائی، چیز بھی رہے۔ بیان کرنا چاہئے تھا کہ اس کے

دوم کا حصہ سامنے آئے۔ دیکھا چاہئے کہ قال نے ایسے ذریعہ ہم میں کاشی کی
 نہیں ہے۔ کس مقام میں؟ کس مقصد کو؟ اب کہنے کے لئے ایسے ذریعہ
 اور کیے ہو؟ کو نکالنا چاہئے۔ اس کا کیا کیا ہے؟ وہی ضرورت ہے۔
 جس میں ان پر اہمیت ہے۔ ان میں اور چاہئے کہ بیان کے لئے ہی چاہئے۔
 بعض خود پرست، نام نہاد جو چاہئے اور اور جو سیر ہوئے۔

عذر گنت

غور کی نسبت سے ہر گوش میں جب دیکھتے ہیں کہ اردو ہائے
 واسے ان نادر و عجائب اور بہت سرد یا گنت کو کسے سیر نام۔ دیکھا گیا۔
 اسلام، اولیا، کلام اور شائع عظیم کی تحفہ تان بکھتے ہیں۔ سے
 کاتب جاتے ہیں اور ان میں اپنے ایمان کا خطرہ چاہئے۔ تو ان کا
 زبان سے اپنی براہت پیش کرنے میں اور چاہئے میں کہ انہیں کوئی ذمہ
 اور ان کی دشت و نفرت، دور کرے کے لئے کوئی حیلہ سامنے نہ آجائے۔
 کبھی تو کہتے ہیں کہ ان کلمات میں شان النبی کی تعظیم ہے۔ ان سے
 دل میں نفرت نہ لاتی چاہئے وہ شان النبی سے بدعت و کی لازم کے
 توحید پر یاد ہو جائیں گے۔

یہ الفاظ

جواب

”ادبی شخصیت کی تو یہ شان ہے“

کذب النبی کے جائز ہونے پر دلائل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ بہت بلند ہے اس سے
 جو کہتے ہیں، ایسے مقام ثانی کی وجہ اول میں مذکور ہوا، وہ کلمات کہ ان سے
 کے، لیکن کذب کے جائز ہونے پر دلائل کرتے ہوں ان سے تعظیم و احترام کا
 کا منی نہیں اور کیا ہے؟

اس کے دوسرے قول :

و سب لوگ سنے اور بچے الی آخر۔

ہمسی و سحر سہل ہے پیچھے اس کا سن درست کرنا چاہئے جو حدیث میں شان الہی
و اس بات پر دلالت دے رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کی نیکیوں اور
ہر وہم کی باخبر ہے سب سے زیادہ ہے تو یہ آیت کریمہ :

مَنْ سَكَرَ فَلَا يَتَّبِعُ اللَّهُ لَكُمْ لِيَتْفِيزَ وَمَنْ
سَرَّ فَلَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ سِرَّهُ

• جو شر کرے وہ اپنے فائدے کے لئے ہی شر کر رہا ہے
اور جو کچھ کرے تو بے شک اللہ تعالیٰ سے چھپا کر رہا ہے یہ
مَنْ سَكَرَ وَآسَأْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا
فَبِمَا لَدُنَّا لَعَلَّيْنَا حَمِيمًا۔

• اگر تم اور زمین کے تمام باشندے کفر کریں تو بے شک
اللہ تعالیٰ سے چھپا کر رہا ہے یا نہ اور محمود ہے ۔

تو ہے یہ منصفہ کا فائدہ نہیں دیتی جس کے لئے یہ قائل بھی عبارت آرائی کے
درجہ ہے

و گراں دو جملوں اور سب لوگ سنے اور بچے الی آخر کے مقصد
موجب ہے کسی واحدیت الہی کے ایمانوں میں دخل نہیں ہے تو یہ عبارت
ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہرگز نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا محتاج نہیں
ہے و ہر چیز الہی قدرت و در حکمت شالو سے بہ فرما ہے ۔

حدیث میں نہیں کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کا ایمان و ایمان الی تنان الی نعمت اور بارگاہ الہی میں
و ہر سب سے زیادہ و سب سے زیادہ و سب سے زیادہ و سب سے زیادہ و سب سے زیادہ
و ہر سب سے زیادہ و سب سے زیادہ و سب سے زیادہ و سب سے زیادہ و سب سے زیادہ

برہم حضرت انبیاء و صلحاء کی توجہ پر مشق پڑنا سے انہی پر عمل ہونے کے سبب خدا
وہانہ کی توجہ پر ولادت کر سکتے خارج نہیں ہوتا۔ ہاں بعض اکابر و محدثین نے یہ
انہی پر مشق ہوں مگر چھ فرض خلعت واقع ہے تاہم یہ اشغال حضرات انبیاء و اولیاء علیہ
شان کے لئے واجب جہاز نہیں بن سکتا۔

کبھی اس کے ہوا خواہ یہ کہتے ہیں کہ ان کلمات سے حضرت ہر
ایک اور قلابازی کائنات و دیگر انبیاء و اولیاء علیہم السلام کی تفسیر نہ ہوتی
تھانے کی شان کی نسبت سے ہے اور ایسی تفسیر میں کوئی قیامت نہیں ہے۔

جواب معلوم نہیں کہ اس توجہ کا کیا مطلب ہے کیا یہ مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ
کی شان سے ان حضرات کی شان کا کم ہونا ان کلمات کا مدلول ہے۔ یہ
داخل غلط فہمی ہے کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں اور پائے ثبوت تک پہنچ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
نے ان حضرات کو جو مراتب عطا فرمائے ہیں، ان کلمات سے ان مراتب سے کمی
دکھائی گئی ہے اور اس کی قیامت کسی ایسا ذریعہ پر مبنی نہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ مقام
تابع میں مذکور ہوگی۔

بایں ہر حضرت ممدومین کی شان کا شان اسی سے کم ہونا کلام کی روش پر
منطقی نہیں، اس کا مقصد یہ تھا کہ شفاعت و گناہگاروں کی نجات کا سبب نہیں ہے
جو لوگ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان حضرات کی شفاعت نجات کا سبب ہوگی وہ بھی ان حضرات
کو اللہ تعالیٰ کے بندے ہی مانتے ہیں (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کے برابر نہیں ہوتا
معلوم ہوا کہ شان انہی سے ان حضرات کی شان کی کمی کا بیان اس قائل کے مقصد کے
بیان میں کچھ دخل نہیں رکھتا۔

انصاف فرمائیے، علامہ النبی رحمہ اللہ و اہل بیت علیہم السلام، تابعین، ائمہ
مجتہدین، علما و دین اور عارفان و مجاہدین کے اقوال و شان اسی کی تفسیر و تکریم ہے پڑاؤ و شاد سے

ہیں کسی جان میں کسی وقت کسی جگہ کسی یا ڈار سے اسے کھاتے صاف نہیں ہو سکتے
 جیسے کہ اس حال سے فی حق یہ کہی بنا پر ہے تاہم سرور ہو سے ہیں کیا وہ تمام جذبات
 معصومانہ میں تفسیر کے ذریعہ اس کے ساتھ کو انہوں نے اپنے کلمات پر جہاد نہ لی
 اور اس کے ساتھ میں جو مزاں یہ تلاش ہے شاید اس قافل سے اس قوم کو کسے
 نہ ہو کہ اس کے لئے اس کے لئے پھیلوں کے لئے پھوڑ گئے کے لئے
 میں سو رہا ہے

اس کو یہ قول

گیارہ جویں وجہ ۱۰ اور وہ مالک الملک اپنے بندوں کو بہتیرا ہی
 و زے ۱۱ الی آخر

دوسرے صبار سے اس وقت پر ولایت کرنا ہے کہ کچھ اس حکم کا مقصد یہ ہے کہ
 نئی رہ و دیو چھ نہ بیا علیہ و علیہم سلام کو بارگاہ الہی میں شفاعت محبت کا مقام
 حاصل نہیں ہے و شفعہ اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک بارگاہ الہی
 میں نہ صرف یہ کہ یہ نئی نہ جائے کہ کچھ کر محبوبیت باقی جائے گی تو اس کے
 آج بھی اسے جائیں کے ساتھ ساتھ کہ

لشفتی ۱۲ شفتی ملوا ہر جہ و انار

شے جب ثابت ہوتی ہے تو اپنے آثار و لوازم سمیت
 ثابت ہوتی ہے

میں بارہ جہ میں نہ شفاعت کی پذیرائی اور کہا ہوں کے کو کر سنے میں اس کا
 لاہور ۱۳ نہ ملے نہ محض شکی نہ پاسبان کہ سب محبت و محبوبیت کے آثار میں جو اس
 حال سے جو اس نے نہیں ہیں وہ شفاعت محبت محقق ہو جائے گی جب محبوبیت
 نہ ہو کہ اس سے جو اس نے نہیں ہیں وہ شفاعت محبت محقق ہو جائے گی جب محبوبیت
 نہ ہو کہ اس سے جو اس نے نہیں ہیں وہ شفاعت محبت محقق ہو جائے گی جب محبوبیت

بہارِ نبوت کو کرتے ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ ان کے لئے نبی کی حیثیت سے ہونا ہے۔ اور ان کے لئے

ان کے لئے جو حق ہے۔ ان کی اپنی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔

ان کے لئے جو حق ہے۔ ان کی اپنی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔

ان کے لئے جو حق ہے۔ ان کی اپنی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔

ان کے لئے جو حق ہے۔ ان کی اپنی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔

ان کے لئے جو حق ہے۔ ان کی اپنی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔

ان کے لئے جو حق ہے۔ ان کی اپنی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔

ان کے لئے جو حق ہے۔ ان کی اپنی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔

ان کے لئے جو حق ہے۔ ان کی اپنی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔

ان کے لئے جو حق ہے۔ ان کی اپنی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔

ان کے لئے جو حق ہے۔ ان کی اپنی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔

ان کے لئے جو حق ہے۔ ان کی اپنی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔ ان کی خصوصیت ہے۔

نہی از حبیب کا

یہ قول امر اور نہی کا ہے۔ اس کا فائدہ دینے میں اس کی وجہ سے ہے۔

اس قول سے نہی کی صورت میں اس کی وجہ سے ہے۔ اس کی وجہ سے ہے۔ اس کی وجہ سے ہے۔

اس قول سے نہی کی صورت میں اس کی وجہ سے ہے۔ اس کی وجہ سے ہے۔ اس کی وجہ سے ہے۔

اس قول سے نہی کی صورت میں اس کی وجہ سے ہے۔ اس کی وجہ سے ہے۔ اس کی وجہ سے ہے۔

اس قول سے نہی کی صورت میں اس کی وجہ سے ہے۔ اس کی وجہ سے ہے۔ اس کی وجہ سے ہے۔

اس قول سے نہی کی صورت میں اس کی وجہ سے ہے۔ اس کی وجہ سے ہے۔ اس کی وجہ سے ہے۔

اس قول سے نہی کی صورت میں اس کی وجہ سے ہے۔ اس کی وجہ سے ہے۔ اس کی وجہ سے ہے۔

اس قول سے نہی کی صورت میں اس کی وجہ سے ہے۔ اس کی وجہ سے ہے۔ اس کی وجہ سے ہے۔

اس قول سے نہی کی صورت میں اس کی وجہ سے ہے۔ اس کی وجہ سے ہے۔ اس کی وجہ سے ہے۔

کے لئے بارگاہِ اہلبی میں شہادہ میں شہادت کروں گے۔ یہ چاروں حضرت علیؑ اور حضرت
 مسعودؑ کے ہیں جو اسے معصائب و مشاکلات سے نجات پائیں گے۔ تمام دنیا اور
 جہنم اسلام حضور علیؑ کے عہدِ ولایت کے جہنم کے کھینچے ہوئے ہیں گئے اور
 عہدِ نبوت اور عہدِ حضرت کو اسے عہدِ اسلام کی نجات میں آجائیں گے۔ یہ حقیقت
 امامیہ میں منسوخ ہے۔ کیا یہ کہ امام حسینؑ کے عہدِ ولایت میں حضور علیؑ کے عہدِ ولایت
 کی صفیں تان نہیں ہے،

حضور علیؑ کے عہدِ ولایت کا ردِ صادر ہے :

اِنَّ اسْمَ ذِالْحَنَانِ لَوْ فِى السَّمٰوٰتِ لَوُفٍّ لَّهَا

”جس قیامت کے دن تمام انسانوں کا مژدار ہو گا“

میں دیکھنے سے اس حدیث صحیحہ کے بیان میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے آخرت میں تمام انسانوں کے سروں پر ایک روز قیامت کی گھنسیس اس سے
 نہ سیدہ سرو اور وہ ستارہ لوگ اپنی وجوہ میں اس کی پناہ لیں، اس سے انتہاء
 ان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت کے روز اس صفت میں منفرد ہوں گے
 تمام اولیٰں و آخریٰں جب یہ زمین سے ہٹا کر لیں گے تو سوائے نبی اکرم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کے کوئی خاص پناہ نہیں پائیں گے۔ لہذا یہ حدیث اس حکم میں درج
 دلِ نبوت کے منافی ہے

لَسَا اَسْمَاءُ السَّمَوٰتِ لَوْ فِى السَّمٰوٰتِ لَوُفٍّ لَّهَا

”آج کسی کی شہادت ہے، اللہ، مہربان کی“

سورج و چاند و تمام دنیا میں، اور شاہی شہزادے ہی کے لئے سب مگر خصوصی بادشاہی
 اور سلطنت پر کوئی شخص بادشاہی، کوئی جہتِ شہزادے ہی میں کرے گا
 نہ اسے اس ہی

اس کا قول :

تیر ہوئی وجہ : اوس میرے اوس چہرہ کی صفاتیں اس واسطے
 نہیں کی کہ اوس کا ذاتی ہے یا آشنا یا اوس کی محبت اس نے
 انسانی جگہ صلی بادشاہ کی مرضی کہہ کر جو کچھ وہ تو بادشاہ کا امر ہے
 نہ چہروں کا خفاگی :

حضرت علیؑ نے علیہ وسلم کی شان رفیعہ کی انسانی نفس پر ولایت کرنا ہے ۔ اس و
 بیان پر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان پر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ
 پر انسانی محبت و شفقت رکھتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں رحمت و شفقت
 ہے آپ کی نسبت فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے :

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ
 عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ يَسْرُرَ
 بِاللَّيْلِ فِي حِجَابٍ

تحقیق تبار سے اس تم میں سے رسول بخیم استہان پر خداوندی
 شفقت گراں ہے ۔ تم پر رحم نہیں میں ۔ مومنوں پر مہربان اور رحیم میں
 حضرت علیؑ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کے خاص پر رحمت و شفقت کے سبب
 ان کے بارے میں متفکر رہتے تھے اور ان کی مغفرت کے لئے بارگاہِ نبوی میں ہم
 کیا کرتے تھے ۔

چنانچہ شکوۃ شریفیت میں ہے :

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی عَلِيٍّ وَعَلٰی اٰلِهِ
 وَ عَلٰی اَنْبِيَآئِكَ فِيْ سُوْرَةِ اَرْسَلْنَا رُسُلًا
 مِّنْ اَمْرِ النَّاسِ مِمَّنْ يَّهْدِيْ فَاِذَا

مِنْهُ رَحْمَةً لِّمَنْ يَّشَاءُ إِنَّ تَعَدِّيَ نَهْنَهَ قِيَامَهُمْ يَجَاوِلُكَ
 هَٰذَا قَدْ مَدَّ نَهْرُ قَعْدَتِكَ لَتُشْفَرَأُ حَسْبِي أَكْثَرِينَ وَمَنْ كَلَّ
 عَنْهُ لَعَنَ اللَّهُ يَدَيْهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَافِرِينَ وَإِذْ هَبْنَا إِلَى الْمُتَكِبِينَ
 فِي مَكَّةَ لِنَنْفَخَ بَنَادِقَهُمْ فَانْفُثْنَا فَاسَاءَ مَا يَكْبُرُونَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ
 أَجْرَهُمْ بِمَا نَعَمْنَا إِلَيْهِمْ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ وَلَئِنْ كُنْتُمْ إِلَّا
 فِي حُكْمٍ مِّنَ اللَّهِ لَتَرْجِفَنَّ أَعْيُنُكُمْ مِمَّا تُلَاقُونَ مِنَ الْقَوْمِ إِنَّهُمْ
 إِذَا مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ عَبْدٍ لَّا يَكُونُ لَهُ حِوْلٌ وَلَا يَنْصُرُهُ مَن دُونَهُ
 إِنَّهُ يَذَرُهُمْ فَتَرَّتْ مِنْ غَبَابِهِمْ أَرْجُلُهُمْ وَإِلَى الْمُلْكِ لَنَعْلَمُهُمْ
 فِي الْأَحْيَاتِ ذَوَاتِهِ لَتَشْكُرَنَّ لَئِنْ يَخْتَارَ لَئِنْ يَخْتَارَ لَئِنْ يَخْتَارَ

اس حدیث کا ترجمہ مفہوم اول میں گزر چکا ہے، اسی طرح دوسری حدیثوں میں
 اور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوت کے روز بھی امتی امتی فرمائیں گے اس
 حدیث اور دوسری حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امت کی
 نعمت و برکت و رحمت کی بنا پر فراموش نہیں گئے اور ان کی مغفرت کے لئے اللہ
 تعالیٰ کی رضا منہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کے سبب ہوگی، یہ رحمت و
 رحمت جو امت کے لئے رحمت کا سبب ہے، یہ حال اسے طاق زبان میں رکھ کر بتانا ہے
 رحمت و برکت گنہگاروں کی حمایت کو، یہ روئے کی جانداروں سے تعبیر کرتا ہے، اگر یہ
 اختلاف نہ تھا تو کیا ہے؟

نہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح بارگاہِ انبیاء میں مجدد کے قریب ہیں اس
 حالت میں رنج و غم اور پرہیز و سب سے حال پر روقت و ریم بھی ہیں یہ سراپا گواہی
 ہے، رحمت و برکت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شخصیت کا ہے۔

اس حالت میں رحمت و برکت کو جو سبب شفاعت ہے، طاق زبان پر رکھ
 مانی سبب میں رکھو اور۔

پوربول کی بجائے کاسب دہونا ثابت نہیں ہوتا لہذا اس معنی کا ارادہ قائل کی
مرد سے کرلی غلطی میں رکھتا۔

۲۰۔ وہ شخص اگر غمخیزی کے بعد ناخاری، شرمساری، ذلت و خواری اور غم و گریہ
کے سبب حیرت کے حال پر ترس کھاکر حیرت کو امیدوار تہا ہے کہ میں تہا سے
ملنے بادشاہ کے حضور سفارش کروں گا اور تیری بخشش چاہوں گا، بادشاہ
کی بے حد محبت اور اس کے وعدہ کی بنا پر یقین رکھتا ہوں کہ تیری شفا و صحت
غور و رسے گا اور گناہ بخش دے گا، بادشاہ کی عنایت اور اس کے وعدہ
کی بنا پر تیری شفا و صحت کا ذمہ لیتا ہوں، پھر وہ بادشاہ کے پاس جا کر
شفا و صحت پیش کرتا ہے، بادشاہ شفا پانی بارگاہ میں اس کے مرتبہ اور
اس کی عزت و محبت اور اپنے خاص وعدہ کی بنا پر کہ میں غمخیزی و شفا و صحت کا
مسئلت قبول کرلی اور وہ یہ پورا چہ و نہات پا گیا۔

قائل ہی معنی کے اعتبار سے چور کے حمایتی کی نفی کرنا چاہتا ہے کیونکہ
اس معنی کے اعتبار سے حمایتی ہونا اس کے دل کو زخمی کرتا ہے اور چور کے حمایتی کا یہی
معنی ہونا چاہیے تاکہ قائل کی مراد تحقیق ایسا روا لیا اور پوری ہو سکے اور عوام اس
اور درجہ خود و وعدہ، جیسے حمایتی کے ثابت کرنے سے اعتنا نہ کر کے اس کا حق
احسان نہ لیں اور تیس اس کے کام پر و کا نہ دے نہ کیوں۔

اہل ایمان کا عقیدہ } بپے ایسا ذرا دل کا عقیدہ حضور سید المرسلین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ہے، بعد ازاں
اس حالت کے ہر کوئی اس پر متبعی کر کے مسلم کہہ جائے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لی سب سے سارے لوگوں کے لیے ہے؟

ہم کو سب کے لیے ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارادہ عاقبت

رحمت و شفقت اپنی امت کے حال پر غور فرما کر اور ان سب سے چاروں کو بھروسہ دیا۔
 دیکھو راہ راہیں اپنی بارگاہ کے پناہ جو اور سہرا پہنچا یا کہ صدیقان کسہ ہیں
 ان کے حال پر شفقت و رحمت فرما کر ان کے عسائیوں کے تہہ
 فرما ہے :

سَعَا عَجَبِي اِنْ خَلِيَا نَكْبَاثِي مِنْ اَمْسِي
 میری شفاعت میری رحمت کے کبریاۓ مہودوں
 کے لئے ہوگی :

اور فیامت کے میدان میں فرمائیں گے :
 اَنْتَ لَهَا

شفاعت کبریٰ کے لئے میں ہوں

چونکہ امت کے حق میں حضور جلیل ان تہذیبیہ صبر و سلم کی دعاوتی صورتوں سے شہادت
 مقبول ہونے کا آپ کو یقین ہے ۔
 مَا تَنْتَقِیْ اَنْتَ اَرْضَاو

وَ لَسَوْفَ تُقْبَلُكَ تَرْتَمِكُ فَتَرْضَى

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کی بیوری کے خیر کا دہرا دہرا ہے
 آپ ان کی شفاعت کا دہرا دہرا ہیں گئے اور اللہ تعالیٰ سے ان کی بخشش طلب
 کریں گے ، اللہ تعالیٰ آپ کی محبوبیت اور برت و منزلت کے سبب آپ کی
 درخواست کو مقبول اور آپ کی شفاعت کو منظور فرمائے گا ، و حضور صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کے سبب رحمت و معرفت بھی اس سے بڑھ کر
 شامل حال ہو کر نجات بخش دے گی ۔

اب ہر گز جاہلئے کو جہولوں اور گنہگاروں کے ایسے سماجی کو حور اور

نہ اس کے ساتھ ساتھ کہ جس نے اس کو دیا ہے : اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

وَسَوْفَ نُخَيِّضُكَ نَزْلًا فَكَرِهْهُ

وہ جس کے لئے ہے

لَا تَسْتَعْجِلْ فِي الْأُمُورِ وَلَا تَسْتَوْفِ

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

وَسَوْفَ نُخَيِّضُكَ نَزْلًا فَكَرِهْهُ

وہ جس کے لئے ہے

وَسَوْفَ نُخَيِّضُكَ نَزْلًا فَكَرِهْهُ

وہ جس کے لئے ہے

وَسَوْفَ نُخَيِّضُكَ نَزْلًا فَكَرِهْهُ

وہ جس کے لئے ہے

چوتھا مقام

حضرت علیؓ اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے دیگر حضرات ہیاء صمد سرزمین
کی تفتیش سان کے ابھانکے ستم ویرھا، درحقیقہ نہ صیبت سے اس
اسی پر مشتمل کے ترکیب کے حال میں

چونکہ آلائشیں : نخرق با آئندہ دھ ضیاء کے حوالے

اصول کے احوال کے مقابل سے یہ آسانی معلوم ہو سکتے ہیں، اس سے مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ پہلے حضور سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیثیت سان جو روئے سے
واجب اور صحابہ کرام اہل بیت عظام، علما، مجتہدین، اور امہ سرور کاملوں کی
کا مختصر بیان بطور مشتمل از غرور سے تحریر کیا ہے۔ پھر اشفاق و استسکان
کرنے والے کمال شریعی طور پر فقہی روایات کی روشنی میں پیش کیا جاسے تا کہ دین پر
نیا دور اس کے ہوا اور طالب ہر مینٹ سے سے زیادہ مفید ہو

جاننا چاہئے کہ ایمان جسے کہ دل سے اس امر کی تصدیق و قبول ہے۔
تعالیٰ موجود ہے اس کو وہی مرکب نہیں ورنہ اگر کسی نے اسے عبد و سوزن تھا
کے محکم ہند سے اور سوال میں، ظاہر کی باطن سے موافق تھا، وفاق سے دو قسم سے
اشعبدان لایہ الہات و مشعبدان محمدی عبد و رسولہ ان دو چیزوں کو عبد و رسالت
کی تصدیق سے ایمان نامہ ہوا ہے۔ اسے بعد ایمان تمام ہے۔ جو ہمیں نبی پر
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق سے اور جو کچھ آپؐ کے جس سے

۔ اس سے اور جس کے دل میں اس کی تصدیق نہ ہو وہ ایماندار نہیں ہے۔
 ہے بچے۔ نہ ملنے کا رہا ہے۔

وَمِنْ لَّدُنَّا مَن يَتَّبِعُ لَدُنَّا مَن يَتَّبِعُ لَدُنَّا مَن يَتَّبِعُ لَدُنَّا
 یس کا پیروں سے پیگرا

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول پر ایمان نہیں لائے
 ہے شکم کے کاروں کے لئے دوزخ کی آگ نیک کی ہے۔

وَمِنْ لَّدُنَّا مَن يَتَّبِعُ لَدُنَّا مَن يَتَّبِعُ لَدُنَّا مَن يَتَّبِعُ لَدُنَّا
 پیغمبر کے پیروں سے پیگرا

کے لئے دوزخ کی آگ نیک کی ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول پر ایمان نہیں لائے
 ہے شکم کے کاروں کے لئے دوزخ کی آگ نیک کی ہے۔

کَسْبِيٌّ أَذِلٌّ يَأْتِيهِمُ الْيُوسُفُ بْنُ زَكَرِيَّا
 ”یوسف، یوسف کے لئے ان کی جانوں سے بہتر ہیں“

اور کا۔ اور مادہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لَا تُؤْمِنُ أُمَّةٌ أَحَدٌ كَفَرَتْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنْ نَفْسِهِمْ
 انہیں میں سے نہیں

”جو میں سے کوئی ایک برگزیدہ ایماندار نہیں ہوگا جب تک میں
 اس کے دل میں ان سے زیادہ محبوب نہ ہوں“

یہی فرماتا ہے۔

لَا تُؤْمِنُ أُمَّةٌ أَحَدٌ كَفَرَتْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ
 میں سے کوئی ایک برگزیدہ ایماندار نہیں ہوگا جب تک میں اس سے

”جو میں سے کوئی ایک برگزیدہ ایماندار نہیں ہوگا جب تک میں اس سے

بیٹے اور تمام لوگوں کے برابر ہو جائیں

علامتِ عجلت | حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عجلت کی بہت سی حدیں
اور آثار ہیں۔ عزاب کی عجلت کے اسخون کے لئے سوئی کی کتب
رکھنے ہیں۔ ان میں سے ایک علامت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو ہرگز و سر
بہ حدیثِ شریف میں ہے

مَنْ آتَتْهُ مَكِيلًا كَفَرًا

جو شخص کسی شے سے عجلت رکھتا ہے، اسی کا ذکر کثرت

کرتا ہے ؟

کثرتِ ذکر کے ساتھ ساتھ ایک علامت یہ بھی ہے کہ تعظیم و خوراک کا کوئی
دقیقہ فراموش نہ کیا جائے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک
کمالِ تعظیم و تحکیم اور صلوة و سلام کے ساتھ ساتھ اور نام پاک یعنی جی غوث و خشیت
محفوظ الکار اور مضوع و مشروع کا اظہار کرے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ لِيُنْذِرَكُمْ دُعَاءًا

لَعَنِيكُمْ تَقْضًا .

تم آپس میں دوسروں کو اس طرح نہ جلاؤ جس طرح ایک دوسرے

کو جلتے ہو ؟

فہم کیہ میں ہے :

لَا تُسَادُّونَ كَيْدَ بَدِيعٍ تَقْضًا لَتَقُولَ

بِمَا مَحَمَّدٌ شَأْنًا إِنَّا لَفَاعِلٌ وَلَكِنْ قَوْلُ بَابِ تَقْضٍ

الْمُؤْمِنَاتِ بَدِيعٍ .

یہ پروردگار نے جسے علم و رسول کو اس طرح سے بجا کر دیا ہے
 ہم ایک دوسرے کو جاننے جو ہیں ذکر و الحمد یا یا انعام! جگر و سر
 کرہ و رسولی اللہ ہی سے۔ اسی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کو نام تألیف کے نہ کر دیکھا و صاف اور انصاف سے پاؤں
 اب جائے نہ لانا ہے

رَبِّهِمْ قَسِيصٌ أَسْوَا لَا تَنْفَعُوا أَنْفُسَكُمْ
 هَؤُلَاءِ حَتُّوبُ السَّيْرِ وَلَا نَحْوُهُمْ قَالُوا يَا لِقَوْلِ
 لِحَدِّبِ بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ
 وَمَنْ أَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

اسے جان وادو نبی آوازیں نبی کی آواز سے بلند کر د
 اور ان سے ان کی آواز میں بات نہ کرو جیسے تم ایک دوسرے
 سے اور نبی آواز میں بات کرتے ہو اس خوف سے کہ تمہارے
 اعمال ساقط ہو جائیں و تمہیں خبر ہی نہ ہو

وہ صحت فرماتے ہیں

لَا تَنْفَعُ بِالنَّكَلِ وَلَا تَعْيُتُكَ بِالْحَقِّ
 وَلَا سَادُّهُ بِأَسْمِهِمْ مِنْدَارَ تَعْصِيكَ لِبَعْضٍ وَ
 سَلِينِ عَطْمُوهُ وَوَيْسُوهُ وَ سَادُّهُ بِأَشْرَفِ
 مَا نَحَبَتْ أَنْ تَرَى أَوْ بِيَاةَ سَوْلِ الْمَلِكِ
 تَأْسِيهِ

یہی حکم میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہت نہ
 کر د اور آپ سے منہجوم ہو سہے ہوئے سختی سے بات نہ کرو اور

هَذَا نَحْنُ بِمَدِينَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ آدَتِ
 قَوْمٍ لَكَ لَا تَرْفَعُوا أَصْوَابَكُمْ فَوْقَ صَوَابِ
 الْمَنِيِّ لَكَ وَمَتَذَخَرُوا مَا مَعَالِ إِيَّائِكَ الَّذِينَ
 تَعْصُونَ لَهُمْ لَكُمْ الْآيَةُ وَدَمَ قَوْمًا إِيَّائِكَ الَّذِينَ
 يُكَذِّبُونَ مِنْ قَوْمٍ آيَةُ الْحُجُرَاتِ الْآيَةُ وَإِيَّائِ
 عَزَّ وَجَلَّ مَسِيحًا نَحْنُ مَرَحَبًا فَاسْتَكْبَلُوا لَهَا الْوَجْهَ
 وَقَالُوا يَا عِبَادَ اللَّهِ اسْتَغْفِرُوا لِنَفْسِنَا وَادْعُوا
 نَحْنُ اسْتَغْفِرُوا لَكُمْ اللَّهُ؟ فَقَالَ وَلَيْسَ نَصْرِي
 وَخَلْقِي عَنْهُ وَهُوَ يَسْتَلِكُ وَيَسْتَلِكُ أَيْلِكَ
 الْوَدَمَ تَوَمَّ مُبِينًا مَبْلُ اسْتَغْفِرُوا وَاسْتَغْفِرُوا
 فَسَقَطَتْ مِنْهُ هَذِهِ وَجَلَّ

سے مسلمانوں کے امیر: اس مسجد میں آواز بلند نہ کر کیونکہ اللہ
 تعالیٰ نے ایک جماعت کو ادب سکھایا اور فرمایا لَا تَرْفَعُوا
 أَصْوَابَكُمْ فَوْقَ صَوَابِ الْمَنِيِّ لَكَ اور ایک جماعت کی تعزیر
 کر کے دے دیا اِنَّ الَّذِينَ اسْتَغْفِرُوا لَكُمْ الْآيَةُ وَدَمَ قَوْمًا
 اِيَّائِكَ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ اس سے پہلے اپنی آواز میں پست رکھنے میں اللہ
 پہلے سے ایسے دلوں کو تھمسنے کے لئے منتخب فرمایا ہے
 اور ایک جماعت کی خدمت کرنے جو ہے فرمایا اِنَّ الَّذِينَ
 يُكَذِّبُونَ عَزَّ وَجَلَّ نَحْنُ مَرَحَبًا لَكَ (جو لوگ
 میں مجھوں سے باہر سے پاس ہیں ان میں سے کترے سے
 میں پہلے شک ہو وہاں متصل نہ تھمے علیہ وسلم کی عزت اسی

جی جی آپ کی سیادت عابدہ میں تھی

ایک سنگ، ابو جعفر نے فروتنی کا اظہار کیا اور کہا اسے ابو عبد اللہ
 (امام مالک کی نسبت) قبیلہ جو کر دغا کروں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کی طرف شرح کروں؟ امام مالک نے فرمایا تو حضور صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کے کیوں رشتہ بھرتا ہے جو دینہ حضورِ قیامت
 کے دین بارگاہِ الہی میں تیرے اور تیرے بھائی محمدؐ و علیؑ اسرار
 کے وسیلہ ہیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف شرح کرادے محبت
 کی درخواست کرنا اللہ تعالیٰ تیرے لئے شفاعت قبول فرمائیکا۔

امام اسحاق نجیب فرماتے ہیں :
ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم صحابہ کرامؓ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کا ذکر کرتے تو ڈرتے تھے۔ اُن کا جسم رزہ مانا ان پر کبھی طاری جو جاتی اور وہ
 حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور شوق کی بنا پر اور بعض صحابہ بیہوش اور تعظیم
 کے سبب رو تے تھے۔

ابراہیم نجیب فرماتے ہیں کہ

”ہر مومن پر لازم ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کا ذکر کرے یا اس کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے تو خشوع و
 خضوع اور فروتنی اختیار کرے، وقار و سکون سے رہے اور
 ایسے آپ کو حرمت سے باز رکھے اور اس کی بیعت میں محو ہو جائے
 اور اس کی تعظیم میں اس طرح گوشن کرے جس طرح ہی اکرم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب کی کوشش کرنا اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 اس کے رو بہ ہوئے۔“

سحر اور جادو کی تعلیم سے ملنے والی تعلیم کے لیے دیکھو
 حضرت صاحبیت پر فائز جو سننے والی

کا حال سنئے !

صاحبہ جو اس عالم فرما رہی تھی کہ مجھے ہی اگر تم سب مل کر نہ نکال دے تو میں
 یہاں رہتی رہتی ہوں۔ اس کا جواب دیا کہ میری نکاح میں آپ سے زیادہ کوئی محترم تھا
 نہ کہ وہ آپ کے لئے سبب میں آئے تھے کہ آپ کے جمال کی زیارت
 رہتی تھی۔ اور مجھ سے جنوہل نہ تھیں میری صفت پر بھی جاسے تو میں بیان
 نہیں کر سکتی کہ آپ کے جمال سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا تھا بھرتی
 عامر ہی سے ملنے فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں اس حال میں حاضر
 ہو رہا تھا کہ آپ کے قدم اس طرح بیٹھے ہوئے تھے گویا ان کے سر پر پتھر
 بیٹھے ہوئے ہیں وہ اپنے سر پر کوئی حرکت نہیں دے رہے تھے کہ ان کے سر پر اس
 قدر شعلے جگمگاتے ہوئے۔

فَاذْكُرْ مَا كُنْتَ مَسْخُوجًا حِينَئِذٍ وَتَجْهَتُ
 لِلنَّاسِ عَنَادًا لِخَصِيصَةٍ اِلَى رَأْسِ سُولٍ اَلَيْهِ هُمُ
 صَالُّونَ عَمَّا وَرَاءُكَ مِنْ تَعْظِيمٍ اَضْحَا بِه
 سُبْحَانَكَ اَمَّا لَا سَوْفًا اَلَا اَبْعَدُكَ وَارْضُوكَ
 هَذُو تَفْصِيحُونَ عَلَيْهِ وَلَا تَبْصُقُ بِضَافَا وَلَا
 مَحْمُودًا مِمَّا اَلَا تَلْقَوَهَا بَا كَرِهًا قَدْ لَكُنَا
 سِدْرًا وَخُذْهُنَّ وَتَحْتَ ذَهَبًا وَلَا تَسْقُطُ مِنْهُ
 سِدْرًا مِمَّا سَدَّ بَوَاهَا وَرِنَ اَمْرًا بِأَمْرٍ اَبْنَدًا بُو
 مَكَارٍ وَتَحْتَ حَفْصَةٍ اَضْحَا بِه عِنْدَ مَا
 نَحْنُ فِي شَفْعٍ مَحْضًا

عروہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جب قرآن سننے والے صبح صلا پڑھیں
 کے سال نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجیں انہوں
 نے صحابہ سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات پنا و سہم دیکھی
 انہوں نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بھی وضو کرتے
 تو صحابہ کرام وضو کا پانی حاصل کر کے اپنے ہاتھوں کو دھو کر
 حتیٰ کہ قریب تھا کہ وضو کا پانی نہ ملنے کے سبب ڈیڑھ پاؤں اس نے دیکھا
 کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین مبارک یا ناک مبارک کا پانی
 ڈالتے تو صحابہ کرام سے : "تو میں لینے اپنے پہنچتے" و جسم
 پر پٹنے اور آبرو پاتے "آپ کا کوئی بال جس پر حدیث جبرائیل تویا
 تھا اگر اس کے حصول کے لئے جلدی کرتے۔ جب آپ صبح کی
 نفل دیتے تو فوراً تمیل کرتے اور جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 گفتگو فرماتے تو آپ کے سامنے آہستہ بولتے اور زور و تنہیم آپ کی
 طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتے ۔

وَلَا تَرَاءُ حَتَّىٰ تَرَىٰ فِي قَوْلِهِ لِي لَكُمْ نَامُوسَةٌ وَرِيسٌ
 إِلَيَّ حِثُّ لِي سَوِي فِي مُلْكِي وَفَضْلِي فِي مَلِكِي
 وَالشَّجَايَتِي فِي مُلْكِي إِلَيَّ وَتَقْوَايَ تَكُنْ مَلِكًا
 فِي قَوْمٍ قَطْرٌ مِّنْ عِلْمِي فِي صُحْبَةٍ

جب عروہ بن مسعود قریش کے پاس واپس گئے تو
 انہیں کہا اے قوم قریش : میں کسری فیصلہ سخاوتی میں شاد و رس
 شاہ دوم اور شاہ حبشہ کے پاس ان کی حکومت میں گیا ہوں ، مسجد
 میں نے ہرگز کوئی بادشاہ نبی قوم میں نہ محترم نہیں دیکھا جس قدر

نہ کہ رستے میں دیکھنے، صحابہ میں سے نہ ہیں ؟

اگر وہ یہاں ہے :

وَقَدْ بَيَّنَّا فَرِيدًا قَدْ نَعْلَمُهُ أَصْحَابُهُ مَا

مطرح شدہ مسئلہ کا ہے ۔

میں نے کبھی یہاں شہادتیں دیکھا کہ اس کے ساتھیوں نے

میں کی یہ تعظیم کی جو جنتی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ نے

نہ کی ہوگی ؟

وَقَدْ بَيَّنَّا فَرِيدًا قَوْمًا لَا يُشْلِي مَوْتُهُ

تجربہ میں سے ایسی تو دیکھی ہے جو کبھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کو میں جیوڑی لگا رہتا تھا آپ کی تعظیم کرتے رہیں گے ؟

یہی روایات میں ہے :

لَمْ يَدْنُ مِنْهُمْ لَعْنًا رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى

عربی خوب باتیں ہیں جن سے ظاہر ہے کہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان فقہاء کے

ذکر میں نہ لایا کہ ان کے خلاف طعن ہوگا یہ کہ

مخصوص خدا تعالیٰ علیہ وسلم ۔

یہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ

عناہ عنہ کو مدینہ سے ساتھ قریش کے پاس بھیجا تھا قریش نے

میں سے نہ رحمت کے خوف کی ہمت دیکھی تو آپ

نے فرمایا : وہاں میں ہی دفن ہو جاؤ اس روز حاجت تک

کی وصول نہ کرنا ۔ علیہ وسلم نے اس میں سے

حضرت ہارون کا رب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

لَقَدْ كُنْتُ أُرِيدُ أَنْ أَمْلَأَ مَسْكَنَكَ ثَلَاثًا
صَلَّى اللَّهُ نَعَالِي عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْأَمْرِ فَالْأَخِيرُ
سَدَّتْنِي مِنْ هَيْبَتِهِ

” میں چاہتا تھا کہ کسی امر کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کروں لیکن آپ کی ہیبت کے سبب دو
سال تک سوچ کر دیتا تھا “

وَبَلَدٌ مُعَاوِيَةَ أَنَّ كَالِيسَ بْنِ سَرِيحَةَ
ثَلَاثِينَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ مِنْ بَابِ السَّارِقَةِ مَعَهُ
سَيُورِيهِمْ وَتَلْعَاةٌ وَفَيْتَنَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ
أَخْطَعًا نِيزَعًا بَلَّ لِسَانَهُ حُورَةً فَتَرْتُولُ لَقَدْ
صَلَّى اللَّهُ نَعَالِي عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

” حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو احد بن علی کا بیس
بن ربیعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے (صورتہ) مشابہہ پیش کیا
حضرت کا بیس حضرت امیر معاویہ کے گھر کے دروازے سے داخل ہوئے وہ بیس فرمود
اپنے تھکے ہوئے جسم پر ان کا استقبال کیا، ان کی آنکھوں کے درمیان
پوسہ دیا اور انھیں غائب ایک مقامِ عنایت فرادیا اور جب کہ
اس نے نکاح ہاں کی صورت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
ملتی جلتی تھی “

اگر بدرمعاہد کرام کی نظر و اس مابینت باوجودے خرم میں بہا

میں جہاں جہاں میری طرف سے کسی کو بھیج دیا کرتا تھا وہاں سے
 میری طرف سے آتی تھی، میں نے انہیں یہاں سے بھیج دیا، کسی کو بھیج دیا
 یا مہاراجہ کو بھیج دیا، یا خانہ کو بھیج دیا، یا کسی کو بھیج دیا
 ہے یا یہ کہہ دیا کہ وہ میری طرف سے بھیج دیا، میں نے اسے
 حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ کی طرف بھیج دیا، یا کسی کو بھیج دیا
 تو یہی کہہ کر میں نے اسے عبد الرحمن کی بھیج دیا، یا کسی کو بھیج دیا
 کہیں یہ کہی جو اور کسی کی زبان سے کہی جاتی تھی، میں نے حضرت عبد الرحمنؓ سے اس
 کو دیا نہیں اس حال میں دیکھا کہ جب ان کے پاس کوئی شخص نہ رہا تو
 تھانے عبد الرحمنؓ کے نام پر بتا کر وہاں سے اسے کوئی خط لکھ کر روانہ کیا۔
 میں نے حضرت عبد الرحمنؓ کو خط دیا کہ بہت ہی نرم مزاج اور مہربان ہیں۔
 نزدیک ہے جب ان کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مہربان اور
 وہاں سے بھیج دیا کہ کوئی اور نہیں دیا، میں نے اسے بھیج دیا۔
 حضرت صفوان بن مسلمؓ جو سب سے زیادہ اس کے پاس آتے تھے، میں نے ان کی
 دوست میں مانا کرتا تھا، جب ان کے پاس کوئی شخص نہ رہا تو میں نے اسے اس
 کا ذکر شریف کرنا شروع کر دیا، اور اسے اس کے پاس سے بھیج دیا۔
 وہاں سے بھیج دیا کہ بہت ہی

یہاں سے بھیج دیا کہ بہت ہی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منسوب کیا کہ اس کی طرف سے بھیج دیا

اس کی طرف سے بھیج دیا کہ بہت ہی نرم مزاج اور مہربان ہیں۔
 وہاں سے بھیج دیا کہ بہت ہی

سورہ بقرہ - ۵

۵ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا گیا تھا کہ میں ہوں
 کوئی اور کہوں نہیں دیتے، انہوں نے فرمایا میں اس بات کو بھیجے
 منہ لوں جبکہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت خبریں
 وَكَانَتْ شَعْرَاتٌ مِنْ شَعْرِهِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُلُوبِ الْمُسْلِمِينَ حَالِهِمْ فِي شَرِّ أَوَّلِ قَوْمٍ
 يَشْهَدُ بِهَا وَتِلْكَ الْأُمُورُ الَّتِي أَنْتَ تَنْتَظِرُ
 ۵ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چند ہاں صورت خاندانِ نبویہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں تھے وہ اس ٹوپی کے ساتھ جس ٹکڑے میں
 بھی لکھے انہیں فتح و نصرت عطا کی گئی ۵

ہاں جب مابوت مکیہ جس میں آلِ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام
 کے تبرکات تھے ان کی برکت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح و نصرت حاصل ہوئی تھی تو ان کے تبرکات سے بہت
 ملی ان تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک بالوں کی بدولت برکت اور یہ اثر خدا سے
 ہزار بار زیادہ خبر و برکت حاصل ہو جائے تو کیا بعید ہے ۔

وَكَانَتْ فِي قُلُوبِ الْمُسْلِمِينَ حَالِهِمْ فِي شَرِّ أَوَّلِ قَوْمٍ
 شَعْرَاتٌ مِنْ شَعْرِهِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَسَقَطَتْ قُلُوبُ الْمُسْلِمِينَ فِي نَعْصِ حُرُوفِهِ فَسَقَطَتْ عَنْهُمْ
 سِدَّةٌ كُنْزُهُمْ عَلَيْهِمْ أَضْحَابُ السَّيِّئِينَ مِنْ كَثَرَةِ
 مَنْ فَمِنْ فِيهَا مَعَانٍ لَهُمْ كُنْزٌ فَعَلِمَتْ بِسَبَبِ
 الْعِلْمِ الْمُسْلِمِينَ لَمْ يَأْتِ صَحَابَهُ مِنْ شَعْرِهِ وَصَلَّى
 الصَّلَاةَ وَاسْلَامَ لَيْلًا أُنْصَلَتْ بِرُؤُسِهِمْ وَنَعَى فِي

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

اگرچہ دوست و بیگنہ ہی خسرو مارا

وہ نالے نذر و شیر مرے، ہمسرہ دوست

اگرچہ دوست جس کسی چیز نے ہلے نہیں دنیا ہم کے

ایک مال کر ہی دنیا کے عرض محل فروخت نہیں کرتے ؟

وَرَى الضَّعِيفُ عَيْنَ الشَّيْخَةِ نَتَبِّهَا بِمَكْرِ

رَضَى الْقَوِيَّ عَمَّا كَتَبَهَا أَخْرَجَتْ جُبَّةٌ

طَيَّابِيَّةٌ وَقَالَتْ كَانَ مَرْتُولٌ الْقَوِيَّ صِلَ شَه

بَعَانَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْبَسْتُهَا فَخَعْنُ لَعْنَتُهَا

لِلْمَرْءِ ضَلَّى لَسْتَسْتَسِينِ بِهَا مَلَه

” حدیث صحیح میں حضرت سہانتہ بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے

عنایت سے وہی ہے کہ تمہوں نے میرا سی جوبان کاں و فرمایا نبی اکرم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زینب تن فرمائی تھی مجھے پیاروں

کے لئے دھوئے ہیں اور اس سے شفا طلب کرتے ہیں ؟

متر فانی بسمل جہاں فرمائی دے اپنی شہادت کی جگہ پر تھا میری کشتہ فرمایا ہر سے

پس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زینب پیار تھا ہم پیاروں کے سے کس میں پائی

ڈالتے تھے پس اس سے شفا طلب کرتے تھے۔

أَخَذَ جَنَحَاهُ الْبِعْمَاءُ عَنِ قَبِيلَتِ سُلَيْمِ

بَيْنَ شَيْءٍ عُمَانٍ وَتَنَاقَلَهُ لِكَلِمَةٍ كَأَنَّ رُكْبَتَيْهِ

رسالت کے ساتھ میری رحمت متوجہ ہوئے تو میں جس ہتھیار یا درخت
کے پاس سے گزرتا وہ کہتا السلام علیک یا رسول اللہ !

کعبہ کے تنے کا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ
فراقِ حضور میں آسمانِ حنا کی آہ و زاری علیہ وسلم کی محبت میں رونا ہوتا رہے
اور اس کی حدیث مشہور ہے :

قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى
مُسْقُوقًا عَلَى حَدُّوَيْهِ تَحُلُّ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَظَبَ لِقَوْمٍ إِلَى
حَدِّهِ مِنْهَا فَلَمَّا صَبَّحَ لَهُ الْبَيْتُ سَمِعْنَا
لِلنَّبِيِّ الْوَحْدِيَّةَ مَوْتًا كَصَوْتِ الْعِشَاءِ .

• حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ
مسجد نبوی کی چھت کعبہ کے تنوں پر پانی لگتی تھی، نبی اکرم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم جب خطبہ فرماتے تو ان میں سے ایک کے پاس
کھڑے ہوتے، جب آپ کے لئے خبر پائی کہ توہم نے اس تنے
سے مراد مٹیوں یا چھوٹے بچوں والی اونٹنیوں جیسی دابہ سی ؟
وَفِي بَرَدٍ قَسِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
حَقِي رَأَيْتُهُ نَسْتَسْجِدُ لِحُجْرِهِ .

• حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ (وہ
سوں تہی شد سے روپاکہ اس کی آواز سے مسجد گونج اٹھی ؟
وَفِي بَرَدٍ قَسِيٍّ سَمِعْتُ لِي وَكَتَرُ بَكَاءِ النَّاسِ
لِعَاقَةِ وَابِهِ .

”حضرت سید کی روایت میں ہے کہ صہاب کرام اس ستون کی مانند
دیکھ کر بہت روتے۔“

وَقِي مِثْرًا بِرِ الْمُخَلَّبِ حَتَّى تَصْدُقَ وَانْسُ
حَتَّى جَاءَ الشَّيْخُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَوَضَعَهُ بِيَدِهِ عَلَيْهِ فَسَكَتَ.

”حضرت معتب کی روایت میں ہے کہ وہنا میں قدر روکا بیٹھ
تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے
اپنا دست کرم اس پر رکھا تو وہ جیب ہو گیا۔“

وَمِنْ أَذْغَبَتْهُ فَعَلَّانَ لَشَيْخٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى هَذَا اسْتَوَى لِمَا قَفَزَ مِنْ يَدِهِ
”معتب کے صہابہ راوی نے اس حدیث میں اضافہ کیا کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہنا میں سے رو دیکھتے ہو تو
محرور ہو جاتا ہے۔“

وَمِنْ أَذْغَبَتْهُ فَعَلَّانَ لَشَيْخٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَمَّا أَلْقَى مِنْهُ لَمْ يَسْزَلْ إِلَى نَوْبِهِ لِيُصْبِرَ عَزْمًا
عَلَى تَرْكِ سُؤْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

”ایک اور راوی نے اس حدیث میں اضافہ کیا کہ نبی کریم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قسم میں ذلت کی جس کے معنی خدمت میں
میری ہاں ہے۔ اگر میں اس سے کہیں کہ خوش میں دین تو دور رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے فرار میں قیام تک روتا رہتا۔“

وَدَكَرَ لِأَشْبَعِ بْنِ لَشَيْخٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عاشق و سحر و کائنات الی تنقیہ فتحنا
سحر و کائنات و کائنات سحر آخرت قعاز
و سحر

سند سمرانی سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے اس سے کو اپنی طرف بلایا وہ زمین کو چیرا ہوا عدد ست انگڑیوں میں
دھڑکایا، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے خوش میں لیا
جبر و باد واپس جا و وہ اپنی بند واپس چلا گیا :-

فَكَانَ نَحْسًا إِذَا حَدَّثَ يَهْدِي أَمْرًا
وَكَانَ عِبَادَ اللَّهِ النَّحْسُ نَحْسًا الْحَقُّ
تَرْسُوبُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَوْفًا
بِشَرِّكُمْ بِهِ فَأَنْتُمْ أَحَقُّ أَنْ تَشْفَاهُوا
لِي يَدَّعِي

عزت حسن بھری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یہ واقعہ بیان کرتے
وہ پڑھتے، فرماتے کہ ہندوان غدار کجگوشت کا تاج نبی اکرم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کی محبت کے سبب روتا تھا کیونکہ
تم میں سے، اس طرح جو کہ خبر فرمایا کرتے تھے، تم اس امر کے
بیاوردہ ہستی جو کہ آپ کے وہ رکا شوق رکھو :-

نہایت سے کہ بڑی قدر میں سے خدا جگہ ہزار میں سے ایک کی حیثیت
رکھے ہیں، یہ وہ سبب ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا احرام اور
ساتھ نجات سے سادہ مخلوق پر فرض فرمایا ہے، و خذل پتھروں اور حیوانات کا
جو وجہ بہت سی عادت سے ایک ہے، جو کہ تعلیم تھا کہ محمد عبد اللہ کی آمد

سلیقہ قتلے میں دوسرے جہتوں میں یہ سمجھ کر اس طرح سے اس طرح کے امور
 اہم علیہ السلام کو یا حضرت پرست علیہ السلام کے واسطے یہ بھی نہیں
 سمجھ کر کیا تھا۔ پس جو لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر و تخریر میں کوشش نہیں
 کرتے یا دیر وقت اس قسم کی غصوں سے چشم پوشی کر رہے ہیں یا انہی اور مسلمان
 قتلے علیہ وسلم سے محبت نہیں رکھتے اور آپ سے نفرت ہے جب ان کے دلوں میں
 رقت پیدا نہیں ہوتی۔ بے ایمان حیوانات و پتھروں و جنتاب مخلوقوں سے
 گئے گنہگار ہیں۔

صحابہ و تابعین کے ہر ایک شخص کو غصوں کی تان یہ سب کرمیاج چیزوں
 اور نفس کی خواہشوں میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی عادت ہوتی
 میں اور جو چیز آپ کو پسند تھی یا نہ پسند تھی یا نہ پسند تھی۔ تریہ
 دشمنی میں شامل ہوئے روٹی کے کڑوں کو اور کدو کو بہت ہی عداوت
 کرتے ہیں۔

نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 اس شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

بہترین سونے و نعلین، حدیث حبیب، عادی

شریف، بے شمار انعامات، ہزاروں احسانوں و برکتوں کی فراوانی میں خود

کوسے وہ معلوم کر سکتے ہیں کہ اگر کار، یہ کہ جو ہر قسم کے گناہ و سیر کاری کا دھاب

کر چکے ہیں اور کرتے ہیں پھر بھی دنیا ان کے لئے کے نذر و غضب سے محفوظ ہیں گناہوں

اور جرائم کے ارتکاب کے سبب عذاب کے مسخر ہونے سے بھی اس میں ہر ایک

پہلی دستوں کو ذہن میں رکھنا دیا گیا ان کی تسخیر رشتہ ہیں نہ برپہ رہائے گئے

اس کے علاوہ کسی طرح کے عذاب نازل کئے گئے اور نہیں ہو سکتا۔ یہ صبر ہے

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ، سفینوں، عاکی برکت ہے کہ ہم اس میں

جو اس خبیثت والے کینا ہے اور اس کے غول کرنے سے گردن کا سب سے وہ کافر
 صحت، شکر اور ملکر رحمت ہے۔

ابا جرمول تعانتاے عفت ہے | یہ بھی جانا چاہئے کہ نبی اکرم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی کامل ترین عفت ہے
 ہے کہ اور۔ تو ابھی در ضمن میں تو دل سے آپ کی اعانت کر لازم پکڑا جائے پس
 جو شخص نام اور میں صدیقی اور انعام کے ساتھ آپ کی اعانت پروردی کرتا ہے
 اس کی عفت کامل ہے۔ اور جو شخص آپ کی اعانت اور پروردی میں کوتاہی اور کوتاہی
 ہے اس کی عفت ناقص ہے لیکن کس سے آپ کی عفت کی نفی نہیں کی جاسکتی
 کیونکہ انسانی کار کا کتاب بیان اور اس قسم سے خارج نہیں کرتا حتیٰ کہ گنہگاروں سے
 نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عفت کی نفی درست ہو کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کی عفت کے بغیر ایمان متصور نہیں ہے اور گناہگار اور کبار کے ترک عفت بلا مشابہ ایماندار
 میں جیسے کہ الی صحت و جماعت کے خاتمہ کی کتابوں میں مذکور اور ثابت ہے اگر
 یہ مومن و ہوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کے مستحق نہیں ہوں گے
 حالانکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

شَدَّ غَيْثِي لِأَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ أَقْبَتِي

”میری شفاعت، میرے ان امینوں کے لئے ہوگی جو کبار

کے ترک عفت ہوں گے۔“

یہ بھی فرمایا کہ :

وَلِكَيْتَهَا لِمُذْنِبِينَ الْخَطَايَا

”لیکن شفاعت ان کے لئے ہوگی جو بہت ہی گنہگار ہوں گے۔“

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابی پر شراب پیئے کی مدد جاری

روائی ہیں صحابہ نے ان پر سنت کی اور کہا کہ شراب نوشی کی کثرت جب کہ ہے۔
 میں نے تمہارے علیہ وسلم نے فرمایا :

لَا تَلْعَنُوا قِيَاسًا مَّحْبُوثًا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ

”اس پر لعنت نہ کرو کہ وہ اس تمہارے اور اس کے رسول سے

محبت رکھتا ہے۔“

یہی مدحی ہے کہ :

إِنَّ سِرَّ خُلَاةِ السَّيِّئِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ ذَمٌّ مَنِ السَّاعَةَ يَا تَرْسُولَ اللَّهِ
 قَالَ مَا أَعْدَدْتَ لَهُ قَالَ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا
 مِنْ كُفْرَةٍ مَكْلُوفَةٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا صَدَقَةٍ
 وَلَكِنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ كُنْتُ مَعَهُ
 مَنْ أَحْسَنْتَ -

”ایک صحابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہو اور بعض کی یادداشت
 قیامت کہ ہے : ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے
 اس کے لئے کیا تیار کیا ہے ؟“ اس نے کہا میں نے اس کے لئے
 بہت نمازیں، روزے اور صدقے دیے ہیں۔ لیکن میں نے تمہارے
 اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھا ہوں تب
 نے فرمایا تو اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا۔“

جو شخص بغیر نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے اور پرہیز کا ہے اور اس کا
 باطن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے خالی ہے اور آپ کی خدمت میں
 جگر میں کوئی کڑواہی کا شائبہ ہے وہ مومن نہیں بلکہ کافر کے شکر سے میلان

وَدَاخَ سَعْيِ الْأُمَّةِ سَلَىٰ أَنْ إِلَّا شَيْعًا
 بِسَيِّئَاتِهِمَا عَلَىٰ اللَّهِ عَالِي عِلْمِهِ وَمُسْلِمٍ وَمِيَانِي
 سَيِّئَاتِهِ مِنَ الْأَنْثَمَاتِ كَانَ كَفَرًا شَوَارَةً فَعَلَهُ فَعَلُ
 ذَلِكَ اسْتِخْلَافًا أَمْ فَعَلَهُ مُنْهَدًا لِيَحْضُرَ فِيهِ
 وَكَتَبَ بِكُفْرٍ الْعُلَمَاءُ خِلَافًا فِي دِينِ قِي
 الْقَدِيمِ نَفَلُوا إِلَّا حَمَامَةً فِيهِ أَنْتَرُ مِنْ
 أَنْ يُخْطَىٰ.

”بے شک تمام امت کا اس پٹا غافل ہے کہ نبی اکرم یا کسی اور
 نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کون کونسی چیزیں کفر سے
 تخفیف کرنے والی ہیں۔ اسی سے مراد مل جاتا ہے کہ حرام اس حد میں علی کا
 کوئی اختلاف نہیں ہے اس مسئلہ پر اجماع میں کفر کرنے والے علماء
 سے باہر ہیں۔“

قَالَ لَفَجَوِي فِي لَيْفَ رَأَىٰ جَبِيَّةَ مِنْ
 سَمْبَا شَيْئِي صِي لَلَّه نَعَىٰ عَمِي وَسَمْعُ وَعَمِي
 أَوْ أَلْحَىٰ يَمِ لَفَضُ فِي لَفِيهِ وَنَسِيهِ وَوَسِيهِ
 أَوْ حَضِيهِ مِنْ حَصَالِهِ أَوْ عَرَضِيهِ وَنَسَبِهِ
 بِسَمِيٍّ عَرَضِيٍّ لَفِيهِ وَنَسَبِهِ وَنَسَبِهِ
 اسْمُهُمْ بِه وَنَقَصَ مِنْهُ وَنَقَصَ لَهُ
 هُوَ بَالٍ وَحُكْمُهُ حُكْمُهُ بَالٍ نَفْسُ
 كَمَا نَسَبُهُ مِنْ سَمِيٍّ لَلَّه وَنَسَبُهُ نَفْسُ
 مِنْ نَفْسِهِ هَذَا لَفِي عَمِي هَذَا لَفِيهِ

وَلَا تَسْتَعِزُّ مِنْهُ خِزْيُو تَصْمِيْعُهَا كَانُوا تَكْلُوْنَهَا.

۶۔ حضرت قاضی مہاراجہ بنی اللہ تعالیٰ عنہ عقد شریف میں فرماتے ہیں کہ جو کسی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے یا ہر گھٹنے آپ کی ذات شریف یا آپ کے نسب یا آپ کے دین یا آپ کی کسی صفت کی طرف تشویش کی نسبت کرے یا آپ کی طرف لعنوں کرے یا سب سے بڑی کرے یا آپ کو کسی سنے سے گالی یا توہین یا شان کی کسی کرنے یا آپ سے چشم پوشی کرنے یا عیب ڈگانے کے طور پر تشبیہ سے تو وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والا ہے۔ اگر وہ مکر وہی ہے جو آپ کو گالی دیتے والے کا حکم ہے یعنی اسے قتل کیا جائے گا جیسے کہ ہم بیان کریں گے۔ اس مقصد اقل کرنے سے کو کسی قوم کا شمار نہیں کرتے اور یہی ہم اس میں شک کرتے ہیں خواہ مراد ہو یا اشارۃً ۷۔

وَصَدَّكَ مِنَ الْعَمَلِ اَوْ دَعَا عَلَيْكَ اَوْ
نَسَى مَحْرَمَةً اَوْ نَسَبَ الْهَرَمَ لَا يَسْلِيْنُ
مِنْهُمْ عَنْ خَيْرِ نَفَالٍ اَوْ عَثَبٍ فِي
جَهَنَّمَ اَلَمْ يَنْزِلْ يَسْحَبُ مِنَ الْكَلَامِ وَخَجِرَ
وَسُكِرَ مِنَ الْقَوْلِ وَتَاوَرَّ اَنْ يَّعْبُرَ لِيَسْجُدَ
مَنْ حَرَمِي مِنْ تَلَاوَدَ السَّيْحَةِ عَلَيَّ اَوْ عَمَقَةُ
يَغْضُ نَعْوَا رِضِ الْبَسْرِ يَةِ الْحَاكِمَةِ عَلَيْهِ
نَعْمَةُ وَدَلَّكَ

کلام دو اشعار نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف

سنت کی نصرت یا آپ نے سے جو دعا کرتے آپ کہتے
 کی تائید کرتے یا آپ کی عزت کی جبر کی سب سے بڑے
 شاہان شاہ نہیں جت بلکہ سنت یا آپ کی عبادت عزت کیلئے
 ہوئے بلکہ عام یا جو ایسے علم سے آپ کو عیب نہ
 اس آزمائش اور مشقت کی بنا پر جواب پر گزری یا آپ کو عیب نہ
 بعض ان علماء میں بشری سے جواب کے لئے جائز و معلوم ہے ۔

وَهَذَا أَكْثَرُ أَجْمَاعٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَذَوِ
 الْقَوْلِ مِنَ الْمُجْتَهِدِينَ مِنْ لَدُنْكَ
 تَرَاهِي اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ إِلَى هَلْ تَجَزَّاءُ

یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ سے اس وقت
 تک کے تمام علماء اور ائمہ فتنے کا جہلی قیاس ہے ۔

یہ بھی شفا شریف میں ہے :

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُنْجَوِيٍّ نَحْنُ نَعْمَ نَعْمَ

عَلَى أَنَّ شَائِدَ لَيْسَ صِلَى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَالْمُنْفِصَ لَدَا كَاهِرًا وَتَوَعَّيْدُكَ بِغَضَبِهِ

يَعْدَا بِ اللَّهِ تَعَالَى لَهُ وَحُكْمُهُ عِنْدَ لَأَمَّةِ
 الْقِسْلُ وَمَنْ سَكَتَ فِي كُفْرِهِ وَعَذَابُهُ قَفْذُكَ

”حضرت محمد بن یحییٰ نے فرمایا اعلیٰ کا اس پر تعلق ہے کہ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کافر دیکھو نہ لاؤ آپ کی کفر

شان کرے والا کافر ہے ورنہ اللہ تعالیٰ نے اسے مذہب کی وحدت پر

حامل ہے اور سنت یعنی نام کے نزدیک اس کو مکرمل ہے و

وہ جس کے گھر میں نیک کرے وہ بھی کا رہے ۔

حارث دہلوی بھی یہی ہے ۔

فَرَسْنَا عَنَابَ الْكِتَابِ وَالشُّكَّةَ
مَوْحَايَاً مِّنْ قَعْدِ لَيْثٍ صَلَّى اللَّهُ بِحَالِي
عَبْدٍ وَسَمِعْنَا دُحَى وَنَقِصَ مَعْرِضًا أَوْ مُصْرِحًا
وَبِنَ عِدِّ قَفْقَشًا وَجِبَّ

”حضرت بن عتاب فرماتے ہیں کہ تحقیق قرآن و حدیث اس
دو باب کرتے ہیں کہ جو شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذیت
دیئے یا اس کی نقیصہ شال کا مادہ کرے تو یقیناً جو یا نصیب نجا، اگرچہ
جس پر اس کا عمل واجب ہے ۔“

جو نبی بھی میں ہے :

وَعَلَّمَ أَنَّ الْمُتَّقِينَ رَمَى نَسَبُ الْمُغْتَبَرَاتِ
أَنَّ نَسَبًا نَزَلَ مَنْ صَدَّقَ وَمَنْ مَاتَ كَذِبًا
عَلَى نَسَبِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَدِيَّةٍ وَفَصَدِّ
عَنِ عَامَّةِ الْمُتَّبِلِينَ بِجِبِّ قَتْلُهُ وَ
ذُنُفُنِ تَوْبَتِهِ بِمَغْفَى الْخَلَاصِ عَنِ
تَقْدِيرِ رَبِّكَ بِكَلِمَتِي السَّهَادَةِ وَالرَّجْوَةِ
وَمَوْزِهِ لَكِنْ تَوَمَّاتِ تَعْدِ التَّوْبَةِ أَوْ فِيلَ
حَدِّهِ رَأَى مِنْهُ الْإِسْلَامُ فِي غُنْدِهِ وَصَلَوِ
وَأَمَّا

”مترجموں کے حارث سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب فقہاء

یہ ہے کہ عاصی اسلمین میں سے جس شخص سے قصداً اور عمدتاً یہاں
 حرام صادر ہوا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تحفہ شان
 پر دلالت کرتا ہو اس کو قتل واجب ہے اور اس کی توبہ بالکمال
 مستعمل نہیں ہے کہ وہ قتل سے بچ جائے اگرچہ وہ شہادت کے
 دو ملے پھر عاصی اس جرم عظیم سے توبہ کوست لیکن اگر وہ توبہ نہ کرے
 بعدہ جائے یا اس جرم کی سزا میں قتل کر دیا جائے تو اس کی توبہ
 اہل اسلام کی طرح ہوگی غسل و غزا جنازہ و دفن میں یعنی تھمہ و تحنیں
 اور نماز جنازہ میں اس کا حکم تمام مسلموں کی طرح ہوگا اور اگر عاصی
 اللہ توبہ سے پہلے مر گیا تو کافر مراد اور اس کے ساتھ اہل اسلام
 والا معاملہ نہیں کیا جائے گا۔

بلا ارادہ میں سے قتل کا حکم | جانا چاہئے کہ اس قاتل سے قصد ہی کر دیا جائے
 تعالیٰ علیہ وسلم کی تحفہ شان کی ہے اور اس
 ایمان پر باد کیا ہے جبکہ مقام ثالث میں بیان ہوا ہے جو شخص اس بڑے جرم کو
 قصداً نہ کرے نہ ہوا جو جگہ کسی اور سبب سے عظیم جرم اس سے سرزد ہوا ہو اس کے
 حال کا بیان اگرچہ ہماری گنگو کے متعلق نہیں ہے، ہم کمال بیان کے لئے سبب
 معلوم ہوتا ہے کہ اس کا حال بھی ذکر کر دیا جائے لہذا سنئے :

شفا شریف اور حواشی علیہ میں ہے :

وَالْوُضُوءُ اسْتِغْفَارٌ لِّمَا فِي يَدَيْكَ وَ لِسَانَكَ وَ لِحُلِيِّكَ
 وَ هُوَ كَيْفَ تَكُونُ الْعَاقِبَةُ لِمَا فَعَلْتَ فِي مَقَامِكَ
 عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ غَيْرَ قَاصِدٍ لِّلْعُقُوبَةِ وَ
 اِنْ شَاءَ رَبُّكَ وَ لَا مُعَصِدَ لَهُ .

دوسری وجہ بیان اور نحو میں پہلی وجہ سے ملتی ہے اور وہ
 ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ کلام کہنے والے
 کا رادہ گاہل اور بوجہ نہیں ہے اور نہ ہی وہ اس کلام کے مضمون
 کا غنیہ رکھتا ہے :

وَلَيْكُنَّا أَكْثَرَكُمْ فِي جَهَنَّمَ عَلَىٰ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 سَلَامُهُ بِكَلِمَةٍ نَكْفِي مِنْ لَغْوِهِ أَوْ سَيِّئِهِ أَوْ تَكْلُومِهِ
 أَوْ لِيَصَاحِبَهُ مَا لَا يَجُوزُ عَلَيْهِمْ أَوْ لِيَكُنِيَ مَا يَحِبُّ
 لَهُ يَشْفَعُوهُ فِي حَوْضٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يَنْفَعُ
 مِثْلَ أَنْ يَشْفَعَتْ إِيَّاهُ أَشْيَانُ كَلِمَةٍ أَوْ مَذَاهِبَةٍ
 فِي شَيْءٍ لِيَسْأَلَهُ أَوْ فِي حُكْمٍ بَيْنَ السَّائِرِ
 وَ لَغْوٍ مِنْ قَرْنٍ مَشَبَّهٍ أَوْ سُرُوبٍ تَسْتَجِبُ أَوْ وَفْوَرٍ
 يَعْنِيهِ أَوْ رُفْدٍ أَوْ بِكَذِبٍ مِمَّا اسْتَهْزَأَ
 بِهِ مِنْ مُؤَيَّرٍ أَخْبَرَ بِهَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
 وَتَوَاتَرَ نَحْوُهَا عَنْهُ عَنْ قَصْدٍ لِيَرْدِيَ خَبَرُهُ
 أَوْ تَبَاقِي يَسْتَعْفِي مِنَ الْقَوْلِ أَوْ يَقْبِضُ مِنَ الْكَلَامِ
 وَتَوَيَّرَ بِأَسَارَةٍ وَتَوَيَّرَ مِنَ الشَّيْءِ فِي جَهَنَّمَ
 وَفِي حَقِّهِ رَيْدٌ لِيُثْلِقَ حَالِيهِ أَثَدًا لَنْ تَعْمَقَ
 دَقْمُهُ وَلَنْ تَقْصُدَ شَبَابُهُ إِنْ مَا لَيْعُهُ أَكْثَرُ حَمَلُهُ
 عَنْ مَا قَالَهُ أَوْ يَضْخَرُ أَوْ يَسْكُرُ أَوْ يَلِي مَرَاةً
 وَحَسَنُطٍ لِيَلْسَانِهِ وَغَبَابَةٍ فِي رُفْدٍ فِي كَلَامِهِ
 "لیکن اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو کفر

کسی سے نسبت یا کذب یا کمال یا نادر اور چیز کی نسبت کی یا ایسی چیز کی نہ کی
 کتاب کے لئے ضروری ہے وہی ذلت کتاب کے حق میں نہیں مگر خالق
 آپ کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کی یا بیخبر احکام یا لوگوں کے درمیان
 فیصلہ کرنے میں مداخلت یا غلطی کی نسبت کی یا جنہوں نے اللہ تعالیٰ عید پر
 کے مقام شرف نسب و فراوانی علم یا نادر میں کسی کی کتاب کی خبر کی تردید
 کیا یا وہ سے ان امور کی خدمت یا جواب سے مستور اور مستور میں
 یا جنہوں نے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کم مائی سے کلام یا کسی قسم کی
 محال کی نسبت کرے اگرچہ اس کے حال سے خبر ہو کہ اس نے کتاب کی
 خدمت یا آپ کو کمالی وسیعہ کا ارادہ نہیں کیا بلکہ یا تو جہالت سے ہے
 اس کلام پر برا لگینے کیا ہے یا بے حسنی یا غشی نے اسے بجا رہے
 یا نہ ان کے ضبط اور اس کی حفاظت کی کسی اور اس کلام میں سبلی اور
 ہے یا ان کی بنا پر کہ گناہ ہے ۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ
 الْفَعْلُ دُونَ مَسْلُومٍ إِذْ لَا يُعَدُّ أَحَدٌ فِي سَكْمٍ
 يَأْتِيهِمْ أَلَمْ وَلَا يَسْأَلُوهُ لَوْلَا إِلَهُ سُبْحَانَ
 يَسْتَأْذِنُ كَذَلِكَ دَاكُنَ عَقْلُهُ فِي فَضْرٍ بِهِ سَكْمًا
 إِلَّا مَنْ أَكْبَرَهُ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِرَبِّهِ سُبْحَانَ

پس جو مثال کا حکم وہی ہے جو درجہ اول کا حکم ہے کہ اسے نہیں
 کسی، آخر کے فعل کر دیں کہ ہر ایک چیز کی نفسی طور پر کسی کی نفس درست ہو تو کسی
 شخص کے لئے کفر کے مساوی میں جہالت یا زبان کی لغزش یا اشتباہ
 مذکورہ اسے معنی یا نہ بخدا کہ بذر قرآن میں وہاں اسکا سوا سے جس شخص

جسے میری گئی برائے اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو رہا

مگر کوئی سچا آدمی اگر ہم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شخصیت شان پر دلالت
کرتا ہو تو اس کا قال و فرہو جائے گا چنانچہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص جو شخص
بشرہ سے ہی مکر میں آئے تھے وہ میر و مکر کی شخصیت شان کو سمجھنے کا فرہو جائے گا حالانکہ
وہ جو اصل بشریت کے لئے جائز اور مسموم ہیں اسی لئے علماء نے اس شخص کے قتل کا
فتوے دیے ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
خسرے قبیرہ کے تپ کی شخصیت شان کا ارادہ کرے جس کا کتب مقدسہ میں مذکور ہے
اس مسئلہ کی جزئیات مدد و حساب سے خارج ہیں جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہی
کافی ہے۔

اعتراف کتب مقدسہ میں مذکور ہے کہ اہل سنت کے متفقین کے نزدیک اہل قبلہ
کی تکفیر ممنوع ہے پس اہل قبلہ میں سے جو شخص شخصیت شان کی قیامت
کا ترک ہو جائے اس کے کذب حکم کس طرح لگایا جاسکتا ہے؟

جواب کتب مقدسہ میں مذکور ہے کہ :

وَلَا تُكْفِرُ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ

ہم اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے۔

فائدہ ذکر نہیں ہے بلکہ اہل قبلہ کے ساتھ مخصوص ہے جو ضروریات دین اور امور جو
دین میں مذہبی طور پر مسموم ہیں ان کا انکار کرتے ہوں اور ان سے کفر کی کوئی گت
دیکھ کر کوئی سبب صادر نہ ہو اور جو شخص ضروریات دین میں سے کسی کا انکار کرے
اس سے شرعی کوئی عداوت نہ ہو اور کوئی سبب صادر نہ ہو اسے جہاد و قتال ہمسرہ
نہ دیا جائے گا اور وہ دشمن نہ ہو اور جو شخص اس کے کفر میں شک کرے وہ

ہیں اور چہ کر کھائے شخص کی کھجور میں شکر کر کے کاٹ لیا ہے خود بہت دین میں شکر
 ہے اور جو شخص عزیز ذات دین میں شکر کر کے وہ بڑا شکر کوشہ کا ہے
 حضرت علامہ علی گاہی شریعت نقیہ میں فرماتے ہیں :

مَثَلُ غُلَامٍ أَتَى السُّرَادَ بِأَهْلٍ الْفِتْنَةِ الْفِتْنِ
 الْقَعْرِ أَعْلَى مَا هُوَ مِنْ صُرُوفٍ بِثَابِ السُّرَادِ
 كَتَحْدُوفِ الْعَامِرِ وَخَيْرِ الْأَخْسَادِ وَ عَلِيٍّ الْفِتْنِ
 بِالنَّكَلِيَّاتِ وَالْعَزِيمَاتِ وَمَا اشْبَهَ ذَلِكَ
 مِنَ الْمَسَامِثِ السُّرَادِ فَسَمْنٌ وَ حَبٌ طَوْدٍ
 عُنْبٍ عَلَى النِّطَاقَاتِ وَ لَعَادَاتٍ مَعَ الْقَوْلِ
 بِقَدَمِ الْعَالِيَةِ أَوْ لَفِي الْخَشْرِ وَ لَفِي عِلْمِهِ
 شُبْحُهُ بِالنَّجْوَاتِ لَا مَسْكُونٌ مِنْ أَهْلِ الْفِتْنَةِ
 وَ أَسَى السُّرَادِ بِقَدَمِ تَكْنِيهِ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ
 الْفِتْنَةِ عِنْدَ أَهْلِ شَيْئَةٍ أَنْ لَا يَكْفُرَ مَا لَمْ
 يُؤْخَذَ تَسِيئَةٍ مِنْ أَعْمَارِهِ سَكْرَةٍ وَ عَلَامَةٍ
 وَ كَذِبٍ كُفْرٍ مِنْهُ سَكْرَةٍ تَمُوجُ مِنْهُ .

” اہل فتنہ سے مراد دو گروہ ہیں جو ضرور ماب دین میں متفق ہوں
 مثلاً عالم کا عادت اہل دم کے بعد موجود ہونا، قیامت کے اہل اجہام
 کا اہل ادراج ہکا ٹھٹھا ہانا، اللہ تعالیٰ کا نام کلیتہً درجہ زیات
 کو جاننا اور اس جیسے دیگر اہم مسائل، پس جو شخص طریقی علم حاصلت و
 عبادت پر عمل پیرا ہو اس کے ساتھ ساتھ عالم کے فوہیم سے بہت بڑا
 ہو یہ یا حشر جہانی، اللہ تعالیٰ کے جزیات کو نہ جاننے کا نال تھا

۱۰۔ اہل قہر سے ہیں برکات اہل سنت کے نزدیک اہل قہر میں سے
کسی کی تکبر نہیں کی جائے گی اس سے مراد یہ ہے کہ جب تک کفر
کی کوئی علامت نہ پائی جائے اور اس سے کفر کا کوئی سبب نہ ملے ہو۔

شرح ملاحظہ میں ہے :

وَلَا تَكْفُرْ هَلْ أُنَبِّئُكَ إِلَّا بِمَا فِي نَفْسِكَ
يَلْعَابُ اللَّهُ الَّذِينَ يُكْفِرُونَ بِآيَاتِهِ وَيَسْتَكْبِرُونَ
أَعْلَانًا ۚ إِنَّهُمْ فِي عَذَابٍ مُّهِينٍ ۚ عَلَىٰ سَبِيلِكَ الْقُلُوبُ بِمَا
عَمُرُوا فِيهَا ۚ وَنَسِيتُ عَلَيْكَ كَأْسَ لَّيْلِ الْمُنْزَعِلِ
ثَبْرًا خَمِيرًا عَلَىٰ حُزْمَتِهَا فَإِنْ كَانَتْ ذَٰلِكَ الْمُنْعَمُ
عَلَيْهِ بِمَا عَمِلَ عَمْرُؤُورَةً مِنْ الدِّينِ فَذَٰلِكَ
خَافِعَةٌ ۚ وَذَٰلِكَ مِنْهَا تَعْلَمُ وَكَرُمَةٌ ۚ وَإِلَّا فَإِنَّ
مِنْ خَفَاءَ حَقِّهَا فَكَلَّا كَفَرًا بِمَا حَالَ عَمْرُؤُورَةً
كَانَ قَلْبُهَا فِي خَفَاءَ حَقِّهَا ۚ

۱۰۔ اہل قہر کی تکبر نہیں کی جائے گی گرایے کلام سے جس میں قہر
والے ہم دہانے خالق کی نفی یا شرک یا نبوت سے متعلق امور کے انکار
یا ایسی شیاؤں کے انکار سے جن کے بارے میں براہِ ثبوت ثابت ہے کہ
انہیں ہی اگر وہی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لائے ہیں یا جن پر امت مسلمہ
کا حاق ہے مثلاً ان محرمات کو ملال یا ناسا جن کے حرام ہونے پر
جماع بجا کر دین میں عیوض و ریات دین سے ہے تو اس کے
انکار کا کفر ہونا ہر سبب اور وہ داخل میں داخل ہے وہ اگر اجماع
عقلمانی ہے تو اس کا انکار کفر نہیں ہے اور اگر اجماع عقلی ہے تو اس کے

انکار کے گزروں میں اضافات ہے۔

اسلام دوسری کتابوں میں بہت

جب تا بہت بڑا کہ امت مسلمہ اس پر تعلق ہے کہ نبی کریم و دیگر

انبیاء علیہم السلام کی محبت شان کفر ہے اور بتیہا چسکد فزو یا ت دین سے ۔
پس جو شخص اس سکد میں شہد کوہ و ذوق ہے ، تخفیف شان کے رنگب
کیا حال ہوگا ؟

اس مقام میں گفتگو ختم ہوئی۔

خلاصہ فتویٰ

جب چاروں مقام مکمل ہو گئے تو اب خلاصہ فتویٰ اور استفتاء

کا جواب ہے :

سائل نے تین سوال کئے تھے :

۱۔ یہ کلام حق ہے یا باطل ؟

۲۔ اس کا یہ کلام حضرت سید الدوین والی خرمین افضل الانبیاء والہرسلین آپ پر
صورتہ بھیجنے والوں کی پاکیزہ ترین صلوٰۃ، سلام بھیجنے والوں کا بہترین سلام،
ذمہوں اور مسلمانوں کا پسندیدہ ترین تحفہ ہو کی شان عالی اور قدر عظیم و جلیل کی
مغنیہ و تحفہ ہے یا نہیں ؟

۳۔ اگر یہ کلام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان کی قباحت پر مشتمل
ہے تو اس کے مرتکب کا حال اور حکم شرعی کیا ہے اور وہ دین و ملت کے
لئے کون ہے ؟

پیلے سوال کا جواب ہے : رتانی کا کلام مذکور سترہاچھوٹے دروغ، فریب

اور دھوکہ ہے پر خود وہ صاحب دلوں کی نجات کے لئے شفاعت کے سبب ہونے

وال غی کر اسے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، دیگر انبیاء و اولاد کے علیہم السلام
و اصفیاء علیہم السلام، اور مسلمانوں کی نفی کرتا ہے۔ اس کا یہ عقیدہ کتاب و سنن

حدیث، سیرت و احادیث کے خلاف ہے جیسے تمام اول میں تفصیل
نہایت پر واضح رہی ہے اس کلام کے کچھ حصوں کا بطلان و نافی سے واضح ہوا۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ اس کا لازم یا مستلزم یا گناہی ہے جو اس کے طور پر دیگر انبیاء و ملکی، اصفیاء و صالح اور زوہد علیہ السلام کی تائید میں ہوا۔
کی تائید میں ہوا۔ اور استحضار پر دلالت کرتا ہے جسے متاخر نامت میں مذکور ہوا اور اس سے پہلے دلائل سے ثابت ہو۔

تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ اس میں ہونا لازم کا قائل نہ ہونے کے برابر
کافر اور بے دین ہے اور ہر مسلمان نہیں ہے اور نہ اس کا مؤمن اور بحیثیت
جو شخص اس کے کفر میں شک نہ ہو تو دلائل یا اس استحضار کو معمول جانے و درو
ہے دین اور مسلمان و عین ہے مگر کفار و بے دین میں اس شخص سے کم ہے
جو اس گناہ کا کلام کو قائل نہیں ہوتا ہے اور اس کلام کے اعتقاد کو ضروری باتوں
میں سے شمار کرتا ہے، ایسا شخص کفر میں قائل کے برابر ہے بلکہ استحضار میں اس سے
بھی بڑھ کر ہے کیونکہ اس نے نبی اکرم، دیگر انبیاء، و دیگر زوہد علیہ السلام کو
اسلام کے استحضار کو مستحسن جانا اور اسے ضروریات میں سے گمان کیا۔
اسی طرح جو شخص غائب یا باطنی ایسے مسائل میں اس قائل کی طرف اشارہ کرے
اہل علم میں اس کی عزت کے تحفظ کے لئے دور از کار و تجارت اختیار کرتا ہے وہ بھی
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تحفیف شان کا رنج ہو سکتا ہے کہ ایک جہدین کی طرف
کو سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و حرمت پر ترجیح دی اور عزت کے
خوف بلکہ ہتھکڑی سے بد بختی اس کلام کے ثابت کرنے کے درمیان جو خوبی و برتری
تعالیٰ علیہ وسلم کی تحفیف شان پر دلالت کرتا ہے اور در سب کفار اور کماؤں سے انکسار
میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کی آل پاک کے نفس میں سے موعود رکھے
جو حقے مقام میں ان مقاصد کے ثابت کرنے سے فرحت حاصل ہوئی اس مقام و درجہ
کی جزا کا ثواب دی گئی، واللہ اعلم بالصواب۔

خاتمہ

اب کمر کی گہری غلت چھٹ گئی اور ایمان کا نور جگمگا اٹھا، جو چلے پے
ایمان لٹا ہے اور جو چلے پے کمر کرے، ایمان کے چرچا کاروں پر سلام ہو۔
یہ تحریر ایمان دینے والے بے نیاز رب کی طرف محتاج
بندے محمد فضل حق بن محمد فضل امام فاروقی ختی خیر آبادی
کی ہے، شہرہ نغاسے دیا و آخرت میں ان دونوں پر طفت و کرم فرمائے
میں ذاب کرم کے فضل جو کھاس کو نیت دینے والوں میں سب سے
بہتر ہیں، حق کی حمایت نے پھانسنے والے کی پکارا جواب دیا اور وسیع
کرم سے دشمن کو محدود سمجھاتے نوازا، شہری اور دیہاتی کو اپنی بد وقت
بزدل مغربہ معاصروں سے نڈر تختوں سے مالا مال کیا، مقابلہ کرنے والوں
کو جاک کیا، دشمنوں کی رو میں قبض کر لیں اور جنس ایک، وہ کی مسافت
سے صبروں دے، میانوں تک جیت سے مدد دی گئی، شہرہ نغاسے
آپ برادر آپ کے، صاحب پر جنس ناز دے، جو بیا باؤں کے
سارے دے، وہ جیامت کے شیع ہیں جس دن رحمت الہی کے بغیر
ولی قیدی نکاح نہیں دے گا اور راجہ رست پر چلنے والے نہیں

کیا جائیگا یہ باطلین رحمت ہا کس دست تک رسچہ ہسب نام
 ٹھہری خواتین کا سرکار اوششوں کو وید میں لادار سچہ، جنتاؤ نہ در
 خوشنواں سے شوق والوں کو گر تار سچہ و زلفی ہار میں لوداں
 اور حوادث کے بدل پرستے ہیں میں سے سن صیب و نام

تحقیق الفتویٰ فی البطلان الطغویٰ

وہ بیان اور سرکشی کے رد و ابطال میں فتوے کی تحقیق انہی
 مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اس سے میرے لئے ذخیرہ
 آخرت اور معاند کے لئے تنبیہ بنائے گا کیونکہ غفلت غریبہ میر
 ارادہ احباب میں فخر کوئے و نہیں ہے، میں تو حسب استطاعت
 اصلاح چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ ہی مجھے توفیق دینے و مہجہ علی پر
 مجھے اعناء ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں اسے ہمارے
 رب : ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کو واضح فرما، تو ہی سب
 سے بہتر حق کو واضح فرمائے، اللہ ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ، محمد و آلہ
 و صحبہ اجمعین۔

۱۸ رمضان المبارک ۱۲۴۰ھ

محمد فضل حق ۱۲۴۰

حاجی محمد قاسم

المرکز علی اللہ عز و جل ۱۲۴۰ھ

سید روحا سے التاری

میرزا حسن علی خان

المؤلفون

سید الشہید

خدا دم محمد

چند روزی

محمد حسن

حسین الدین

المحضر

ہر ایک کے مطابق اور

—

وہ کہتا ہے کہ وہ ان کے لئے ہے، لیکن یہ بات کی بات ہے۔

ہی میں ہو سکتا ہے میں نے اس پر یہ بعد ہی جتے لڑی۔

ایک

کرمه ۹۰۰ وصال عید ۴۰۰ گشت ۱۳۹۰ تا ۱۹۰۰. لوزیج کل برآ. محمد بن کثیر فرستادی

سبحان اللہ از سر

تحریر اہل

ظاہر بہت عظیم و عظیمی میں ہے

وہی عظیم و عظیمی میں ہے

سے ہے یہ عظیم و عظیمی میں ہے

سے ہے یہ عظیم و عظیمی میں ہے

وہی عظیم و عظیمی میں ہے

ظاہر بہت عظیم و عظیمی میں ہے

(ظاہر بہت عظیم و عظیمی میں ہے)

ظاہر بہت عظیم و عظیمی میں ہے

ظاہر بہت عظیم و عظیمی میں ہے

ظاہر بہت عظیم و عظیمی میں ہے

ظاہر بہت عظیم و عظیمی میں ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (توبہ، محمد بن علیہ السلام)

تاریخ میں انہی رب عالمین کے لیے ہیں اور انہی عاقبت تفتیح کے
یہ وہ وہ سلام ہو اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی تمام اہل اور بھائی کرام پر۔

ساحب تفریق اہل بیان نے اپنی کتاب کی تیسری فصل میں شرک کا ذکر کرتے
ہوئے دعا بہت واضح معنی میں کرنے کے بعد کہا:

ہر شے خدا بنشادہ لی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک آن

تہ چاہتے تو کہ دو ساری اور لی اور حق اور فرشتہ چاہتے ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر دے۔

یعنی اللہ تعالیٰ اس امر پر قادر ہے کہ ایک آن میں ایک امر کن ہے کہ وہ
وہ وحدت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر عدم سے وجود میں لے آئے ہیں
یہ جہر مسلمانوں کے مختلف عقیدے کے خلاف ہے، کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی منہاں الہوت (یعنی اللہ ہے) اور جس چیز کا وجود قطعاً اور محال ہے
وہ اللہ تعالیٰ قدرت کے تحت داخل نہیں ہے یہ کہنے ہے۔

صفوی کا بیان یہ ہے اگر کسی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثل کوئی شخص نہیں ہو تو
وہ اللہ تعالیٰ ہو گا، کیونکہ غیر نبی نبی کی مثل نہیں ہو سکتا، لیکن آپ کے مثل نبی نہیں
نہیں ہے، کیونکہ آپ خدا ترانہ ہیں اور خاتیرت کا معنی یہی ہے کہ آپ کی مثل
کا وہ نہیں ہو سکتا کہ انسانی کمالات کی، بہت تر تہ نبوت ہے اور اس وجہ سے
انسان یہ ہے کہ غرض اللہ تعالیٰ کے آدمی تریں مراتب پر مشتمل ہو جس سے زیادہ آدمی تر

ہو سکتا ہے۔ ہر آدمی کے لیے ہے کہ خدا، سلام دہانی کے معنی ہیں۔

عاماً ان میں تصور نہیں ہے، لہذا ختم ہونے سے چند تہہ نہیں ہی نہیں ہے
 وہ مرتبہ وجود، امکانی کے۔ انہی میں اس سے بلند تر کوئی مرتبہ نہیں ہے
 وجود خاتم الانبیاء ورتبہ ہے۔ جب ہر وہ اس مرتبہ تک پہنچتی ہے تو ختم ہوجاتی
 ہے۔ ابتدا کے سلسلے میں اسطولی اول و مرتبہ اور انتہاء و مرتبہ کے سلسلے میں خاتم الانبیاء
 کا مرتبہ طے پا جاتا ہے، ابتدا و انتہائی، اس کو اس نازل و صعودی اس مرتبہ انہی پر مبنی
 ہیں اور وارتہ وجود اس جتنے تکمل پر ہوتا ہے جس طرح حصول آفاقی میں اس سلسلہ
 اور واجب الوجود کے درمیان کوئی فرق تصور نہیں ہے، اسی طرح سلسلہ انہی میں آخر
 سلسلہ اور واجب الوجود کے درمیان کوئی مرتبہ تصور نہیں ہے جس طرح وجود کا
 آفاقی واجب الوجود سے ہے اسی طرح وجود کا انتہائی واجب الوجود سے ہے، سب ابھی وہی ہے
 سب ابھی وہی ہے

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر خاتم الانبیاء میں اللہ تعالیٰ عید، صبر، ہمد کا مثال
 ممکن نہ تھا تو یقیناً اس کے واقع ہونے سے محال لازم نہیں آتا کہ یہ ممکن
 کے واقع اور تحقق ہونے سے محال لازم نہیں آتا کہ، جبکہ اس بعد خاتم الانبیاء کی
 مثال کے واقع ہونے سے یہ گریہ ہا کا ان مَحْضُ خُصْرٍ مِّنْ تَحَابُّ مَکْنُ
 وَلَکِنْ مُّسَوِّیٌ لِّلّٰہِ وَحَاقَ نَفْرَ الثَّیْنِیْنَ کے معنی کا کذب و زور گناہ ہے۔ یہ تین
 حضرت عمرؓ، صفیہؓ، علیؓ اللہ تعالیٰ عید و سہم کی مثل کے باقی نفس موجود ہونے کے

سورۃ شوریٰ ۲۶ کے لفظ میں کسی میں بھی تشریح میں گویا باوجود وہی ہے۔ تفسیر میں
 مطلع ہوا اور یہ سب کچھ اس کی اور کافروں و مشرکوں کے ساتھ تھا، ہر گاہ کہ خدا کا جبر
 ان کی اطاعت کرنا ہے۔ وہ اس میں تصرف کرتے ہیں مثلاً یہ کوئی عادیہ کہ فرشتوں کا کسی
 صورت میں ایکنہ میں اور ان کا حکم بلا دی جاتا ہے (نورس میں ۱۱) مقررہ امور میں تو بڑے عرصہ
 پر انہی کی مراد میں نہیں لکھا میں وہ خیرات عادی

میں ہر قسم کے وجود و عمل کو ممکن ماننا اللہ تعالیٰ کے بارے میں بصورتِ دیا قرآن دینا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا بصورتِ محال ہے کیونکہ وہ نقص سے اور نقص اللہ تعالیٰ کے پاس میں محال ہے آیات و وحید، دیگر آیات اور اس آیت کے پیش از شرط معلوم کے ساتھ مشروط ہیں، ظاہر ہے کہ آیت مذکورہ کن آیات کی حق نہیں ہے تاکہ اس آیت کو قوت شرطیہ میں قرار دے کر لازمِ رب کے ساتھ کو دخل کی جائے۔

ہر ایک دلیل یہ ہے کہ قدرت کا معنی ہے فعل اور ترک کا صحیح ہونا جیسے کہ ممکن ہے۔ لیکن شرطِ مضبوطی میں سے یا قدرت کا معنی دو صفت سے جو اولہ کے معنی میں مشابہ ہو جیسے کہ سن موافقت اور تجویز کی شرط جدید میں ہے اور لازمی بات سے نہ کہ صفتِ قاصر کی بہت سے صفت کا تقاضا کرے گی کیونکہ قادر وہی ہے جس سے بے کسی وہ ہو کہ ترک و انویسج ہوں قاصر کی نسبت کی قید اس سے بے گناہ ہے۔ فعل فی غلظتیں، صحیح ہے، قدرت نے اسے ممکن اور صحیح نہیں بنایا، نہ قلب نہ، و جب یا محال یا ممکن بنا دینا و ہم آئے گا اس یہ کہہ سکتے ہیں کہ قدرت نے فعل کو محال میں مہربان کی نسبت سے صحیح اور ممکن بنا دیا ہے، ماننا پڑے گا کہ قدرت ممکن میں مہربان ہے، اس سلسلے میں تمام ممکنات برابر ہیں، قدرت کی تعریفی نہ محال کی قوت ہے، قادر ہونے کا صحیح قرار دینے والا مکان ہے قدرت باری تعالیٰ نسبت تمام ممکنات کی طرف برابر ہے۔

بہت بظنیہ قدرت ثابت ہوئی تو تمام ممکنات پر قدرت ثابت ہوگی، کہ نہ کہ مکان تمام ممکنات میں مشروط ہے، نہ تمام اس میں ہر قاعدہ بن جائے ممکن ہو۔ ممکن و واجب اس کی قدرت سے قوت و عمل نہیں ہیں، اس سے بلا لام نہیں، تا جود کے متعلق سے ہر شے کے مجاور قدرت ہے، ہونا بلا نہیں ہے،

بچے کو مستحق وجہ دے قابل ہی ہیں ہے۔ تو یہ امر ہاں اللہ علیٰ کتبہ ہے۔
 اور کہ اللہ حالہ کمالی شرف و اعلیٰ مغفرت نے یہاں ہاں ہی بیان کیا ہے۔
 پرچھے مراد ممکن ہے، کیونکہ حال بالاتفاق شے نہیں ہے اور وہب دلوں و نہ
 نہیں ہوتی، بینا دی میں ہے کہ قدرت کا معنی شے دیکھ رہا ہے

صاحب کشف جو اکابر متذکر میں سے ہیں یہ یہ نہ بد معنی
 غلط قدرتی کی تفسیر یہاں کہتے ہیں

قادر سے حق میں شے جیہ ہے کہ نفس حال نہ ہو بہ تمام شیاؤں تو
 لا ذکر و اعمال خود مستثنیٰ سے گریہ ہاں یہ ہے کہ۔ کس چیز ہوا
 سے ہو سکتی ہے، اس کی تفسیر یہ ہے کہ کہ ہاں سے جو شے ہو
 و یہ ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اسوہ ہر ہے و جس
 بھی رہا انسانوں میں سے ہے ممکن اس وقت وہ نہ میں، نفس
 نہیں ہے

اس بات سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ ہاں ہی کس نے حق میں
 کہ واجب تعالیٰ مستحق پر قادر نہیں ہے پس شے مت ہو کہ عزت و عظمت علیٰ نہ چلے
 عید و سہل کی غیر نعمتات میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شے میں کس نہ تعالیٰ سر
 و علم کی مثل ایک شخص کو پیدا کرنے پر بھی قادر نہیں ہے چہ جائیکہ ایک نہ میں آپ
 کی مثل ہزاروں افراد پیدا فرما دے

کس کو زیادہ سے زیادہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر وہ میں نے صرف میں خدایہ سے
 مراد قنات ذاتی سے تو وہ صفائے تیسرے نہیں کہتے کیونکہ عزت و عظمت علیٰ نہ چلے

نہ صفحہ ص ۱۰۰ پر سجدہ کی مثل ۱۰۰، ۱۰۰، ۱۰۰ جو ممکن ہے اس کے علاوہ اور
 کتاب میں تھی۔
 لے لے اندہ نہیں تو حق مانتے اور اس کی پیروی و توفیق عطا فرما اور باطل کو باطل ماننے و اس
 سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔

تشریح

حضرت علامہ محمد فضل حق خیر آبادی قدس سرہ کی یہ
 فارسی تحریر ہمیں جناب سرس لاطبا حکیم نصیر الدین (برادر زاو
 علامہ الہند مولانا معین الدین اجیری) سے دستیاب
 ہوئی جس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔

مکتبہ قادریہ لاہور



علامہ محمد عبید اللہ عظیمی شریف رحمہ اللہ

قصائین

• یادِ عالیحضرت محمد ﷺ

• برکاتِ آلِ رسول ﷺ

• البیہودہ یا حق تعالیٰ کی بات

• تذکرہ اکابرِ اہلسنت

• مقالاتِ رضویہ

• نظمیں کے پاسبان

• معقلہ اہل السنۃ

• نورِ نور چہرے